قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ

بدنگاہی کا وبال

اور

اس کا علاج

افادات

حکیم الامت مجدد الملت

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

انتخاب وترتیب

محمد زید مظاہری ندوی

استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ناشر

ادارۂ افادات اشرفیہ دوبگا، ہردوئی روڈ لکھنؤ

قُلْ لِّلْمُؤمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوْجَهُمْ

بدنگاہی کا وبال

اور

اس کا علاج

افادات

حکیم الامت مجدد الملت

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

انتخاب وترتیب

محمد زید مظاہری ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ناشر

ادارہ افادات اشرفیہ دوبگا ہردوئی روڈ لکھنؤ

نام کتاب	بدنگاہی کا وبال اوراس کا علاج
افادات	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ
انتخاب وترتیب	محمد زید مظاہری ندوی
صفحات	۲۲۲
سن اشاعت	۱۴۳۰ھ
تعداد	گیارہ سو ۱۱۰۰
قیمت	

ویب سائٹ............WWW.alislahonline.com

○●○●○●○

ملنے کے پتے

☆ ادارہ اسلامیات ۱۹۰ محمد علی روڈ ممبئی نمبر۳

☆ دیوبند وسہارنپور کے تمام کتب خانے

☆ ادارہ افادات اشرفیہ دوبگّا ہردوئی روڈ لکھنؤ

☆ مقامی مجلس دعوۃ الحق مدرسہ سیدنا عمر فاروق گلوشاہ تکیہ چوک لکھنؤ ۳

فہرست ابواب

فہرست بدنگاہی کا وبال اور اس کا علاج

باب ۲

بدنگاہی کا وبال اور اس کا عذاب

باب۳

نگاہ کی حفاظت اوراس کا طریقہ

باب۴

چند ضروری تنبیہات

باب ۵

بدنگاہی چھوڑنے کے متفرق آسان علاج

باب ۶

بدنگاہی سے متعلق متفرق حالات اور ان کے جوابات

باب ۷

عورتوں سے غیر اختیاری عشق اور ان کے علاج

باب ۸

امردوں سے عشق اور بدنگاہی

باب ۹

امردوں اور حسین لڑکوں سے عشق ومحبت اور ان کے علاج

باب ۱۰

غیر اختیاری عشق ہو جانے کے باوجود پاکدامنی اختیار کرنے کی فضیلت

کلمات تشکر

ہم شکر گذار ہیں اپنے ان تمام مخلص احباب و معاونین کے جنہوں نے ہمارے اس کام میں کسی نوع کا تعاون فرمایا، خصوصاً الحاج شکیل احمد صاحب ممبئی (خلیفہ حضرت اقدس مولانا مفتی محمد حنیف صاحب دامت برکاتہم) کے جو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے علوم و معارف کے بڑے قدرداں اور اس کی نشر و اشاعت سے خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں، احقر کے ان کاموں میں موصوف کا پورا تعاون شامل رہا، اللہ تعالیٰ موصوف کے ایثار و قربانی کو قبول فرمائے اور دنیا و آخرت میں اپنی شایان شان جزاء خیر نصیب فرمائے۔

محمد زید مظاہری ندوی

عرض مرتب

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ان کبار مصلحین ومجددین میں سے ہیں جن کو علامہ سید سلیمان ندویؒ نے ''حقیقت تصوف کا مکتشف اعظم اور فن حصول احسان وتقوی کا مجدد کامل'' قرار دیا ہے۔ چنانچہ اپنے ایک مضمون میں حضرت اقدس تھانویؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''وہ فن جو جوہر سے خالی ہو چکا تھا پھر شبلی جنید اور بسطامی وجیلانی اور سہروردی وسرہندی بزرگوں کے خزانوں سے معمور ہوگیا، یہ وہ شان تجدید تھی جو اس صدی میں مجدد وقت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مخصوص فرمائی''[۱]

نیز تحریر فرماتے ہیں ''طالبین وسالکین کی تعلیم وتربیت کے لئے تربیت السالک وتنجیۃ الہالک کا سلسلہ الگ مرتب فرمایا جس میں سالکین کے مشکلات راہ ذاکرین وشاغلین کے شبہات وخطرات راہ کے لئے ہدایات مندرج ہیں، یہ کہنا بے جا نہیں کہ علوم مکاشفہ ومعاملہ کے متعلق کلیات وجزئیات اور احوال شخصی پر ایسی حاوی کتاب کی نظیر تصوف کے سارے دفتر میں موجود نہیں[۲]

مولانا عبدالماجد صاحب حضرت اقدس تھانویؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تاریخ امت میں کوئی ہستی، مرشد، مربی، مصلح، ان سے برتر نظر نہیں آتی، غزالی کا مرتبہ بے شک بہت بلند ہے بلکہ یہ کہنے دیجئے کہ امام تھانویؒ کے زمانہ سے قبل انھیں کا مرتبہ بلندترین ہے۔ لیکن تربیت السالک وغیرہ میں جیسی گتھیاں سلجھ کر آ گئی ہیں ان کے بعد امام تھانویؒ کا پلہ کچھ بھاری ہی نظر آئے گا[۳]

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی تحریر فرماتے ہیں:

''اصلاح اخلاق حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علیؒ صاحب تھانویؒ قدس سرہ

---

[۱] بصائر حکیم الامت ص۲۹ [۲] مآثر حکیم الامت ص۲۰۲ [۳] معاصرین ص۲۱

کے مجددانہ کارنامہ اور امتیازی وصف ہے، اصلاح معاملات واخلاق اور اصلاح معاشرت و اصلاح رسوم وہ عنوان ومیدان ہے جس کے اس دور میں امام ومجدد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ تھے''۔[۱]

واقعہ یہ ہے کہ فن تصوف اور اصلاح اخلاق ومعاملات اور تربیت کے باب میں حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے ایسی گتھیاں سلجھائی ہیں اور مسئلہ کی حقیقت کو اس طرح واضح اور منقح فرمایا ہے کہ جس کے بعد انصاف پسند طبیعت کو حقیقت سمجھنے میں کچھ دشواری نہیں ہوتی، باطنی امراض کے علاج کے سلسلہ میں ایسی دکھتی رگ کو پکڑا ہے اور ایسے علاج تجویز فرمائے ہیں جن کے استعمال سے شفاء یقینی ہے اور ''وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَه'' پر پورے طور پر عمل آسان ہوجاتا ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ کے باطنی امراض کے یہ روحانی نسخے اور علاج آپ کے مواعظ وملفوظات اور تربیت السالک میں منتشر تھے، بہت عرصہ سے احباب کی خواہش تھی کہ ان منتشر اجزاء کو علیحدہ علیحدہ رسالوں میں یکجا اور مرتب کردیا جائے الحمدللہ عرصہ کے بعد اب اس کی توفیق ہورہی ہے، اس کی پہلی قسط ''طب قلوب وارواح'' کے نام سے شائع ہوچکی ہے۔ اس مجموعہ میں آنکھ کے گناہ اور بدنگاہی کے مہلک مرض اور اس کے علاج کو تفصیل سے مرتب کیا گیا ہے، اللہ پاک محض اپنے فضل سے قبول فرمائے اس کے بعد انشاء اللہ دوسرے امراض اور ان کے علاج بھی اسی انداز پر مرتب کئے جائیں گے، اس طرح انشاء اللہ پورا تصوف اور اس کی اصل حقیقت آسان زبان میں مرتب ومدون ہوجائے گی۔ اللہ پاک محض اپنے فضل وکرم سے اس کو قبول فرمائے اور اس سلسلہ کی تکمیل بآسانی فرمادے اور امت کی اور میری اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین.

محمد زید مظاہری ندوی

استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ۸؍ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ

۱؎ پیش لفظ حیات مصلح الامت ص۴۔

دعائیہ کلمات

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فاضل عزیز مولوی محمد زید مظاہری ندوی مدرس جامعہ عربیہ ہتورا (بارک اللہ فی حیاتہ وفی افادتہ) نے جو حضرت حکیم الامت کے افادات وارشادات اور تحقیقات ونظریات کو مختلف عنوانوں اور موضوعات کے ماتحت اس طرح جمع کررہے ہیں کہ حضرت کے علوم وافادات کا ایک دائرۃ المعارف انسائیکلو پیڈیا، تیار ہوتا جارہا ہے..
ان خصوصیات اور افادیت کی بنا پر عزیز گرامی قدر مولوی محمد زید مظاہری ندوی نہ صرف تھانوی اور دیوبندی حلقہ کی طرف سے بلکہ تمام سلیم الطبع اور صحیح الفکر حق شناسوں اور قدر دانوں کی طرف سے بھی شکریہ اور دعاء کے مستحق ہیں۔
اور اسی کے ساتھ اور اس سے کچھ زیادہ ہی داعی الی اللہ اور عالم ربانی مولانا قاری سید صدیق احمد باندوی سرپرست جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی) اس سے زیادہ شکریہ اور دعاء کے مستحق ہیں جن کی سرپرستی اور نگرانی ہمت افزائی اور قدردانی کے سایہ میں ایسے مفید اور قابل قدر کام اور انکے زیر اہتمام دانش گاہ اور تربیت میں انجام پارہے ہیں۔

اطال اللہ بقائہ وعمم نفعہ جزاہ اللہ خیرا.

ابوالحسن علی ندوی
دائرہ شاہ علم اللہ حسنی رائے بریلی
۱۷/ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ

دعائیہ کلمات

عارف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحبؒ باندوی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حکیم الامت حضرت مولانا مقتدانا الشاہ اشرف علی تھانویؒ کے بارے میں بزمانہ طالبعلمی اکابر امت نے اس کا اندازہ لگالیا تھا کہ آگے چل کر مسند ارشاد پر متمکن ہوکر مرجع خلائق ہوں گے اور ہر عام وخاص ان کے فیوض وبرکات سے متمتع ہوں گے۔ چنانچہ حضرت اقدس کے کارہائے نمایاں نے اساطین امت کے اس خیال کی تصدیق کی، کہنے والے نے سچ کہا ہے۔

قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

خداوند قدوس نے حضرت والا کو تجدید اور احیاء سنت کے جس اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا تھا اس کی اس دور میں نظیر نہیں۔

آج بھی مخلوق حضرت کی تصنیفات وارشادات عالیہ اور مواعظ حسنہ سے فیضیاب ہورہی ہے۔ حضرت کے علوم ومعارف کے سلسلہ میں مختلف عنوان سے ہندوپاک میں کام ہورہا ہے، لیکن بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اللہ پاک نے محض اپنے فضل سے عزیزی مولوی مفتی محمد زید سلمہ، مدرس جامعہ عربیہ ہتوار کو جس نرالے انداز سے کام کی توفیق عطا فرمائی اس جامعیت کے ساتھ ابھی تک کام نہیں ہوا تھا اس سلسلہ کی چار درجن سے زائد ان کی تصانیف ہیں۔ بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ اس کو قبولیت تامہ عطا فرمائے اور مزید توفیق نصیب فرمائے۔ احقر صدیق احمد غفرلہ

خادم جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی)

بدنگاہ کا وبال

اس کا علاج

باب (۱)

نگاہ کی حفاظت

نگاہ کی حفاظت سے متعلق آیات قرآنیہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُم ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِّمَا یَصْنَعُوْن. (سورہ نور پ:۱۸)

ترجمہ وتفسیر

آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں یعنی جس عضو کی طرف دیکھنا مطلقاً ناجائز ہے اس کو بالکل نہ دیکھیں اور جس کو فی نفسہ دیکھنا جائز ہے مگر شہوت سے جائز نہیں اس کو شہوت سے نہ دیکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یعنی ناجائز محل میں شہوت رانی نہ کریں جس میں زنا اور لواطت سب داخل ہے، یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے اور اس کے خلاف میں آلودگی ہے زنا یا مقدمہ زنا میں، بیشک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو لوگ کیا کرتے ہیں، پس خلاف کرنے والے سزا یابی کے مستحق ہوں گے[1]

[1] بیان القرآن۔

(۲) وَقُلْ لِلْمُؤمنت یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَایُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ .

اسی طرح مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں یعنی جس عضو کی طرف مطلقاً دیکھنا ناجائز ہے اس کو اصلاً (بالکل) نہ دیکھیں اور جس کو فی نفسہ دیکھنا جائز ہے مگر شہوت سے جائز نہیں اس کو شہوت سے نہ دیکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یعنی ناجائز محل میں شہوت رانی نہ کریں اور اپنی زینت کے مواقع کو ظاہر نہ کریں[1]

(۳) یَعْلَمُ خَائِنَةَ الاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِیُ الصُّدُوْر (سورہ المؤمن پ۲۴)

خدا آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جن کو وہ دل میں چھپاتے ہیں۔ پس آنکھ اور دل کو بھی گناہ سے بچانا لازمی ہے۔[2]

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ تم جو یہ سمجھتے ہو کہ ہمارے اس گناہ کی کسی کو خبر نہیں یہ صحیح نہیں، ایسے کو خبر ہے کہ جس کو خبر ہو جانا غضب ہے اس لئے کہ اس کو تم پر پوری قدرت ہے۔[3]

نگاہ کی حفاظت اور بدنگاہی سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشادات

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں آنکھوں کا زنا شہوت سے نگاہ کرنا ہے، اور دونوں کانوں کا زنا شہوت سے باتیں سننا ہے، اور زبان کا زنا شہوت سے باتیں کرنا ہے اور ہاتھ کا

[1] بیان القرآن سورہ نور پ۱۸ ر ج۸ ص۱۵ [2] بیان القرآن، خطبات الاحکام ص۶۴۔
[3] غض البصر ۲۳۹۔

زنا شہوت سے کسی کا ہاتھ وغیرہ پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا شہوت سے قدم اٹھا کر جانا ہے اور قلب کا زنا یہ ہے کہ وہ خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے[۱]
اور لڑکوں سے ایسی باتیں کرنا اس سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے (حیوۃ المسلمین)

(۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت عطر وخوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے تا کہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عورت زنا کار ہے اور ہر آنکھ جو اس کو دیکھے زنا کا رہے[۱]

(۳) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت پر اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق حکم دریافت کیا تو مجھ کو حضور ﷺ نے حکم دیا کہ فوراً نظر کو ہٹالو[۲]

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے ارشاد فرمایا کہ دوبارہ نظر نہ کرو کیوں کہ تمہارے لئے پہلی نظر (یعنی جو اچانک پڑ جائے وہ) جائز ہے اور دوسری (بار نظر کرنا یا پہلی نظر کو برقرار رکھنا) جائز نہیں[۳]

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی امت کے لئے عورتوں سے زیادہ خطرناک کوئی فتنہ نہیں سمجھتا[۴]

---

[۱] مسلم شریف، حیوۃ المسلمین ص ۱۵۵ [۲] مسلم شریف، القول الصواب فی مسئلۃ تحقیق الحجاب۔
[۳] مسلم شریف، القول الصواب [۴] احمد، ترمذی، ابوداؤد، خطبات الاحکام ص ۶۳۔

نگاہ کی حفاظت سے متعلق قرآن وحدیث سے

مستنبط ضروری احکام

(۱) مسئلہ: مرد کوشہوت کے ساتھ کسی کی طرف قصداً نظر کرنا جائز نہیں سوائے زوجہ اور مملوکہ (یعنی بیوی اور باندی) کے۔

(۲) مسئلہ: عورت کو شہوت کے ساتھ کسی کی طرف قصداً نظر کرنا جائز نہیں سوائے شوہر کے[۱]۔

(۳) اجنبی عورت کے بدن سے ملے ہوئے کپڑے پر نفس کے میلان کے ساتھ نظر کرنا جائز نہیں۔

(۴) آئینہ یا پانی پر جو کسی عورت کا عکس پڑتا ہو تو اس کو دیکھنا جائز نہیں اس بنا پر اس کا (یعنی اجنبی عورت کا) فوٹو دیکھنا جائز نہیں۔

(۵) عورت کے بال اور ناخن جو بدن سے جدا ہو گئے ہوں ان کا دیکھنا جائز نہیں

(۶) اجنبی عورت کے تذکرہ سے نفس کو لذت دینا جائز نہیں۔

(۷) اجنبی عورت کے خیال وتصورات سے لذت لینا حرام ہے، حتیٰ کہ اگر اپنی بیوی سے متمتع ہو (یعنی صحبت کرے) اور اجنبی عورت کا تصور کرے وہ بھی حرام ہے۔

(۸) اجنبی مرد کے سامنے کا بچا ہوا کھانا عورت کو کھانا یا اس کا الٹا (یعنی عورت کا بچا ہوا مرد کو کھانا) اگر نفس کو اس میں لذت ہو تو یہ کھانا مکروہ ہے۔

(۹) جوان عورت کا نامحرم مرد کو سلام کرنا جائز نہیں۔

(۱۰) اجنبی عورت سے بدن دبوانا جائز نہیں، تو پھر اس کا ہاتھ ہاتھ میں لینا جیسا کہ جاہل پیر بیعت کے وقت لیتے ہیں کیسے جائز ہوگا[۳]

---

۱ ۵ خطبات الاحکام ۲ بیان القرآن سورہ نور ۳ ثبات الستور ص ۱۴۱۔

بدنگاہی کا مرض

آنکھوں کے بہت سے گناہ ہیں لیکن یہاں ایک خاص گناہ کا ذکر ہے وہ کیا ہے؟ بدنگاہی......لیکن اس گناہ کو لوگ گناہ سمجھتے ہی نہیں۔

بعض لوگ نظر میں مبتلا ہوتے ہیں یعنی غیر محرموں کی طرف بے باکانہ دیکھتے ہیں اور اس کی ذرا پرواہ نہیں کرتے بلکہ یہ ایسا مرض ہے کہ اس سے بہت کم لوگ پاک ہیں کیونکہ اکثر ان گناہوں سے لوگ بچتے ہیں جن کے ارتکاب میں فوت جاہ ہو (یعنی عزت فوت ہوتی ہو) یا رسوائی کا خیال ہو اور اس گناہ میں جاہ (عزت) فوت نہیں ہوتی اس لئے کہ اول تو دوسرے کو نظر کی خبر ہی کیوں کر ہو سکتی ہے۔

دوسرے اگر نظر کی اطلاع بھی ہو جائے تو نیت کی کیا خبر، بعض لوگ اس سے بھی بچتے ہیں کیونکہ سمجھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس کے وقوع (اور علم) سے کسی کو بدگمانی پیدا ہو جائے اس لئے اس سے بھی بچتے ہیں۔ لیکن ان کے قلب میں یہ مرض شہوت کا ہوتا ہے۔ اور لطف یہ کہ باوجود اس قلبی مرض کے یہ شخص اپنے کو متقی سمجھتا ہے حالانکہ خیالات اس کے نہایت گندے ہوتے ہیں۔ اور اکثر وہ حدیث نفس (نفس سے باتیں کر کے مزہ لینے) میں مبتلا ہوتا ہے۔ بعض اوقات عزم بھی ہو جاتا ہے یعنی اگر اس کو موقع مل جائے تو یہ ہرگز نہ بچے۔ جب اس کی عادت ہو جاتی ہے تو اس کا چھوٹنا نہایت دشوار ہو جاتا ہے۔[1]

بدنگاہی میں ابتلاء عام

بدنگاہی کو تو لوگ گناہ سمجھتے ہی نہیں۔ بعض لوگ غیر محرم عورتوں کی طرف بے باکانہ دیکھتے ہیں یہ مرض ایسا ہے کہ اس سے بہت کم لوگ پاک ہیں۔

ہم کو اپنی حالت دیکھنا چاہیے کہ ہمارے اندر اس معصیت سے بچنے کا کتنا اہتمام ہے، شاید ہزار میں ایک اس سے بچا ہوا ہو ورنہ ابتلائے عام ہے اور اس کو نہایت درجہ خفیف (اور معمولی) سمجھتے ہیں جو جوان ہیں ان کو تو اس کا احساس ہوتا ہے اور جن کی شہوت ضعیف ہوگئی ہے (مثلاً بوڑھے لوگ) ان کو احساس بھی نہیں ہوتا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم کو تو شہوت ہی نہیں اس لئے کچھ حرج نہیں ہے، سوان کو مرض کا پتہ بھی نہیں لگتا۔[2]

یہ مرض تاک جھانک کا اکثر پرہیزگاروں میں بھی ہے۔ ان کو دھوکہ اس سے ہوجاتا ہے تاکہ وہ بعض اوقات اپنی طبائع میں اکثر شہوت کی خلش نہیں پاتے۔ اس سے سمجھتے ہیں کہ ہماری نظر شہوانی نہیں۔ لیکن بہت جلد ظاہر ہوجاتی ہے اس لئے ابتداء ہی سے احتیاط واجب ہے۔[3]

۱؎ دعوات عبدیت ص۹۹۔ح۵ ۲؎ غض البصر ص۲۴۱ مطاہر الاقوال ص۲۵ ۔
۳؎ دعوات عبدیت ص۱۱۹ ح۹ الالتعاظ بالغیر۔

اس مہلک مرض سے شاید ہی کوئی بچا ہو

یہ مرض آج کل ایسا پھیلا ہوا ہے کہ شاید ہی اس سے کوئی بچا ہو کیونکہ اس گناہ میں ایک سہولت یہ ہے کہ دوسروں کو اس کی خبر نہیں ہوتی، کسی ضرورت سے آنکھ اٹھائی اسی میں کسی کو گھور لیا دوسرے تو سمجھتے ہیں کہ اپنی چیز دیکھنے کو نگاہ اٹھائی تھی مگر اس نے نہ معلوم اندر ہی اندر کس کس کی چیزیں دیکھ لیں اسی لئے قرآن میں اس کو خَائِنَةُ الْاَعْیُن (آنکھوں کی خیانت اور چوری) سے تعبیر کیا ہے۔[1]

بدنگاہی کا مرض بہت چھپا ہوا ہوتا ہے

افسوس ہے کہ لوگ تو اس (بدنگاہی) کو ایسا خفیف سمجھتے ہیں کہ گویا حلال ہی ہے حالانکہ معصیت کا حلال سمجھنا قریب بہ کفر ہے۔ کسی عورت کو دیکھ لیا، کسی لڑکے کو گھور لیا اس کو ایسا سمجھتے ہیں جیسے کسی اچھے مکان کو دیکھ لیا، یا کسی پھول کو دیکھ لیا، اور یہ گناہ وہ ہے کہ اس سے بوڑھے بھی بچے ہوئے نہیں ہیں بدکاری سے تو محفوظ ہیں کیونکہ اس کے لئے بڑے اہتمام کرنے پڑتے ہیں۔ اول تو جس سے ایسا فعل کرے وہ بھی راضی ہو، اور روپیہ بھی پاس ہو، اور حیا وشرم بھی مانع نہ ہو، غرض اس کے لئے بہت شرائط ہیں، اسی طرح بہت سے موانع ہیں، چنانچہ کہیں یہ امر مانع ہوتا ہے کہ اگر کسی کو اطلاع ہوگئی تو کیا ہوگا، کسی کو خیال ہوتا ہے کہ کوئی بیماری نہ لگ جائے، کسی کے پاس روپیہ نہیں ہوتا، کسی کو اس کی وضع مانع ہے، چونکہ موانع زیادہ ہیں اس لئے شائستہ آدمی خصوصاً جو دیندار سمجھے جاتے ہیں اس میں بہت کم مبتلا ہوتے ہیں، بخلاف آنکھوں کے گناہ کے کہ اس میں سامان کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ نہ اس میں ضرورت روپیہ کی اور نہ اس میں بدنامی، کیونکہ اس کی خبر تو اللہ ہی کو ہے کہ کیسی نیت ہے۔ کسی کو گھور لیا اور مولوی صاحب مولوی صاحب رہتے ہیں اور

[1] ذکر الموت ملحقہ موت وحیات ص ۵۷۔

قاری صاحب قاری صاحب رہتے ہیں، نہ اس فعل سے ان کی مولویت میں فرق آتا ہے اور نہ قاری صاحب کے قاری ہونے میں کوئی دھبہ لگتا ہے اور (دوسرے) گناہوں کی خبر تو اوروں کو بھی ہو جاتی ہے مگر اس کی اطلاع کسی کو نہیں ہوتی، معصیت کرتے ہیں اور نیک نام رہتے ہیں لڑکوں کو گھورتے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کو بچوں سے بڑی محبت ہے جب آنکھوں کے گناہ میں اطلاع نہیں ہوتی تو دل کے گناہ پر کیسے ہو سکتی ہے۔

اور جن کو اطلاع ہوتی بھی ہے وہ حضرات ایسے متحمل ہوتے ہیں کہ کسی کو خبر نہیں کرتے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور وہ کسی کو بری نگاہ سے دیکھ کر آیا تھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خطاب خاص سے تو اس سے کچھ نہ فرمایا لیکن یہ فرمایا:

مَـابَالُ قَوْمٍ یَتَرَشَّحُ الزِّنَا مِنْ اَعْیُنِهِمْ، یعنی لوگوں کا کیا حال ہے کہ ان کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے۔ یہ عنوان ایسا ہے کہ اس میں رسوائی کچھ نہیں لیکن جو کرنے والا ہے وہ سمجھ جائے گا[1]

غرض چونکہ وہ لوگ (جن کو علم ہو جاتا ہے) کسی کو فضیحت (رسوا) نہیں کرتے اور جو فضیحت کرنے والے ہیں ان کو اطلاع نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ گناہ بدنگاہی کا اکثر چھپا ہی رہتا ہے اس لئے بے دھڑک اس کو کرتے ہیں۔

دیگر معاصی مثلاً چوری زنا وغیرہ میں تو ضرورت اس کی بھی ہے کہ قوت وطاقت ہو اس میں اس کی ضرورت نہیں اس لئے بوڑھے بھی اس میں مبتلا ہیں مجھ سے ایک بوڑھے آدمی ملے اور وہ بہت متقی تھے انہوں نے اپنی حالت بیان کی کہ میں لڑکوں کو بری نظر سے دیکھنے میں مبتلا ہوں۔ اور ایک بوڑھے تھے وہ عورتوں کے گھورنے میں مبتلا تھے[2]

---

[1] غض البصر ص ۲۳۶ دعوات عبدیت ص ۱۵۱ ج ۵ [2] دعوات عبدیت ص ۴۷، ج ۵۔

بوڑھوں میں بھی شہوت ہوتی ہے اور وہ بھی بدنگاہی میں مبتلا ہوتے ہیں

بوڑھے شخص میں قلب کا میلان غوامض (اور دقائق حسن سے) باخبر ہونے کی وجہ سے زیادہ ہوتا ہے، اور ضبط نفس (یعنی نفس پر قابو پانے کی قدرت) اس میں کم ہوتی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اکثر بوڑھے لوگوں کے ناگوار واقعات زیادہ سنے گئے ہیں، اور بعض دفعہ بوڑھوں کو انتشار عضو (استادگی) نہ ہونے کی وجہ سے شہوت نہ ہونے کا دھوکہ ہو جاتا ہے مگر یہ خیال غلط ہے، عضو کا منتشر نہ ہونا اعصابی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے باقی شہوت ضرور ہوتی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ حرمت مصاہرت میں مَس (چھونے) کے وقت جوان کے لئے عضو کے منتشر ہونے اور شیخ (بوڑھے) کے لئے تحرّکِ قلب (یعنی قلبی میلان) کو علامت لکھا ہے، نیز جوان مرد سے عادۃً بھی عورتیں زیادہ پرہیز کرتی ہیں اور بوڑھے کو تو فرشتہ سمجھتی ہیں اس لئے اس سے زیادہ احتیاط درکار ہے[1]

وجوہات اور دلائل

فرمایا بوڑھے سے زیادہ پردہ اور احتیاط کرنا چاہئے کیونکہ اس میں جس طرح اور قوتیں کمزور ہیں ویسا ہی شہوت کی مقاومت (یعنی قوت برداشت) بھی کمزور ہے۔ اور تقاضا اور میلان اس کو بھی ہوتا ہے اور مقاومت (تحمل) کر نہیں سکتا۔

دوسرے یہ کہ اس کو عرض شہوت (یعنی شہوت کے پیش آنے) کا احساس کم ہوتا ہے اس واسطے وہ اس کو شہوت کا تقاضا سمجھتا ہی نہیں۔

تیسرے یہ کہ اس کو تجربہ کی وجہ سے دقائق حسن (خوبصورتی کی باریکیوں) کا ادراک بہت ہوتا ہے۔ تھوڑے ہی خیال سے یہ مادہ متحرک ہو جاتا ہے۔

[1] ملفوظات دعوات عبدیت ص۹۰ ج۱۹۔

چوتھے یہ کہ جوان شخص تو فراغت کے بعد سرد ہو جاتا ہے (ٹھنڈا پڑ جاتا ہے) اور بوڑھے کو چونکہ فراغت ہوتی نہیں اس واسطے اس میں میلان قوی رہتا ہے، حسن خوبصورتی کو سوچ سوچ کر مزے لیتا رہتا ہے جو قلب کا زنا ہے[1]

میری تو خوب اطمینان کی تحقیق ہے کہ عفت و پاکدامنی جیسی جوانوں میں ہوتی ہے بوڑھوں میں نہیں ہوتی عفیف جوان بہ نسبت عفیف بڈھوں سے زیادہ پاکدامن ہوتے ہیں کیونکہ ان میں ضبط کی قوت زیادہ ہوتی ہے یہ بالکل تحقیقی بات ہے اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ عورتوں کو بوڑھے آدمی سے زیادہ بچانا چاہئے لیکن اب لوگوں کا معاملہ برعکس ہے بوڑھوں سے بالکل احتیاط نہیں کرائی جاتی یہ بالکل تجربہ اور مصلحت کے خلاف ہے بوڑھوں کے ہاتھ میں قرآن اٹھا کر کہلوالو یہی کہیں گے جو میں کہہ رہا ہوں، حضرت میں نے کئی بوڑھوں سے پوچھا سب نے اقرار کیا۔

شہوت تو بوڑھوں میں بھی ہوتی ہے یعنی میلان قلب، لیکن چونکہ وہ کسی کام کے نہیں رہتے اس لئے بزرگ رہتے ہیں میلان قلب خوب رہتا ہے، یہ نہیں کہ میلان نہ ہو[2]

دیکھئے بوڑھا اگر عاشق ہو جاوے اور قابو بھی چل جاوے تو کچھ بھی نہیں کرسکتا اس لئے کہ وہ قوت ہی نہیں ہے مگر آنکھوں کے سینکنے میں تو اس کی بھی ضرورت نہیں خواہ لب گور ہی ہو جاویں[3]

بسا اوقات بڑھاپے میں شہوت کا غلبہ ہوتا ہے

حال: ابتدائے جوانی جو عنفوان شباب کہلاتا ہے حالانکہ وہ وقت شہوانی تقاضوں کے زور کا وقت ہے اس وقت ان تقاضوں کی ایسی شدید مزاحمت ومنازعت نہ تھی لیکن اب کہ جوانی ڈھل رہی ہے اور بڑھاپا شروع ہو گیا اب میں ان تقاضوں کی شدت بعض اوقات اپنے اندر اس درجہ پاتا ہوں کہ اس کے اظہار سے شرم آتی ہے۔

[1] الکلام الحسن ص ۱۲۳ [2] حسن العزیز ص ۶۹۷ ج ۱ [3] غض البصر ص ۲۴۰ ملحقہ اصلاح ظاہر۔

تحقیق : - یہ وہی بات ہے جس کو میں کہا کرتا ہوں کہ بڑھاپے میں بوجہ ضعف تحمل (یعنی برداشت کی قوت کمزور ہونے کی وجہ سے) شہوت کا اثر بعض وجوہ سے زیادہ ہوتا ہے۔[1]

بزرگوں کو بھی احتیاط چاہئے

ایک بزرگ تھے وہ اس میں احتیاط نہ کرتے تھے اس لئے کہ بوڑھے بہت تھے **غیر اولی الاربہ** (جن کو عورتوں کی طرف بالکل میلان نہ ہوتا ہو) میں داخل ہو گئے تھے اس لئے ان کو عورتوں سے زیادہ احتجاب (پردہ کا اہتمام) نہ تھا ایک دوسرے بزرگ نے ان کو نصیحت کی انہوں نے نہ مانا، ان بے احتیاط بزرگ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا یہ مسئلہ پوچھا، فرمایا کہ اگر مرد جنید ہو اور عورت رابعہ بصریہ ہو اور وہ دونوں ایک جگہ تنہا ہوں تو ثالث ان کا شیطان ہوگا، اور آدمی خواہ کسی قدر بوڑھا ہو جاوے لیکن مادہ تو اس کے اندر باقی رہتا ہی ہے وہ فرشتہ تو ہے نہیں ہاں یہ اور بات ہے کہ کچھ نہ کر سکے لیکن نظر سے تو محفوظ نہیں رہ سکتا اور کیسے محفوظ رہ سکتا ہے، مرد کے اندر تو عورت کی طرف میلان خلقۃً پیدا کیا ہے کوئی اس فطری جوش کو کیسے روک سکتا ہے۔

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحبؒ گنج مرادآبادی کی حکایت

گنج مرادآباد میں ایک بزرگ تھے جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحب تقریباً ایک سو دس برس کی ان کی عمر ہوئی، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا جاڑے کا موسم تھا صبح کو اٹھ کر خادم کو آواز دی ارے فلانے مجھ کو کچھ شبہ سا ہو گیا ہے جی چاہتا ہے کہ نہا لوں طبیعت صاف ہو جاوے گی چنانچہ خادم نے پانی رکھ دیا اسی جاڑے میں غسل فرمایا بتلایئے اگر کچھ نہ رہا تھا تو شبہ کیسا؟

[1] تربیت السالک، ص:۳۵۴

ایک مرتبہ کانپور میں ہمارے گھر بہت عورتیں آئیں اس میں اختلاف تھا کہ حضرت مولانا صاحب موصوف سے پردہ چاہئے یا نہیں میں نے یہ اختلاف سن کر یہ حکایت ان کو سنائی اور کہا کہ اب تم خود فیصلہ کرلو کہ پردہ ضروری ہے یا نہیں سب سن کر چپ ہورہیں، حضرت جب سو برس کی عمر میں یہ قصہ ہوسکتا ہے تو پچاس برس کی عمر میں اب کیا مشکل ہے اور بہت سے پیر جوان بھی ہوتے ہیں اور آج کل تو پیر بننا کچھ بھی مشکل نہیں ہے لمبے لمبے بال ہوں موٹے موٹے دانوں کی تسبیح ہو رنگا کرتا ہو بس پیر ہو گئے پھر وہ خواہ عورتوں کو گھوریں لونڈوں کو تکیں حرام حلال میں کچھ امتیاز نہ کریں۔ ان کی پیری ایسی مضبوط ہے کہ وہ کہیں سے نہیں خالی جس قدر کوئی خلاف شرع ہوگا اسی قدر زیادہ مقبول ہے۔[1]

ایسے بزرگوں کا عمل قابل تقلید نہیں

ایک بزرگ کی کیفیت یہ تھی کہ حسین لڑکے ان کی خدمت کرتے تھے اور (وہ) گاہ گاہ ان کو پیار بھی کرتے تھے۔ ایک روز ان کے ایک مرید نے ایک لڑکے کو پیار کرلیا پیر سمجھ گئے کہ اس نے میرا اتباع کیا ہے ایک روز بازار میں گئے لوہار کی دکان پر دیکھا کہ لوہا سرخ انگارہ سا ہو رہا ہے پیر صاحب نے فوراً جا کر اس کو پیار کرلیا اور اس مرید سے فرمایا کہ آیئے تشریف لایئے اس کو بھی پیار کیجئے پھر تو یہ گھبرائے، اس وقت انہوں نے ان کو ڈانٹا کہ خبردار ہم پر اپنے کو مت قیاس کرو۔

ایک بزرگ کو دیکھا گیا کہ ایک حسین لڑکے سے پاؤں دبوا رہے ہیں ایک شخص کو وسوسہ ہوا کہ یہ کیسے شیخ ہیں لڑکے سے پاؤں دبواتے ہیں فرمایا کہ آگ کی انگیٹھی اٹھاؤ دھکتی آگ میں پاؤں رکھ دیئے اور یہ فرمایا کہ ہم کو کچھ حس نہیں ہمارے نزدیک یہ آگ اور یہ لڑکا برابر ہے بزرگوں سے جن کا ظاہر خلاف شرع نظر آوے بیعت ہونا جائز نہیں محققین کی

[1] غض البصر ملحقہ اصلاح ظاہر ص ۲۵۰۔

یہ شان نہیں ہے، جولوگ مسند ارشاد پر متمکن ہوتے ہیں اور **العلماء ورثة الانبیاء** کے خطاب سے مشرف ہیں وہ بالکل متبع سنت نبویہ کے ہوتے ہیں ان کی ہر وضع سنت کے موافق ہوتی ہے، اور تہمت اور بدگمانی کے موقع سے بچنا بھی سنت ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس باب میں یہ تھی کہ ایک مرتبہ حضور مسجد میں معتکف تھے، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو کہ ازواج مطہرات میں ہیں وہاں تشریف لائیں واپسی کے وقت حضور ان کے پہنچانے کے لئے ان کے ساتھ دروازے تک کہ وہ مسجد ہی کی طرف تھا تشریف لائے سامنے دیکھا کہ دو شخص آ رہے ہیں فرمایا: کہ **علی رسلکما** یعنی اپنی جگہ ٹھہر جاؤ یہاں پردہ ہے اور اس کے بعد فرمایا **اِنَّھَا صَفِیَّۃ** یعنی یہ عورت صفیہ تھی اور کوئی اجنبیہ نہ تھی **فکبر علیھما ذالک** یعنی یہ بات ان دونوں پر بہت بھاری ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا آپ پر ایسا گمان ہوسکتا ہے؟ فرمایا شیطان ابن آدم کے اندر بجائے خون کے دوڑتا ہے مجھے خیال ہوا کہ کبھی وہ تمہارے ایمان کو نہ تباہ کردے، پس جو لوگ ارشاد کی شان لئے ہوئے ہیں وہ تو ایہام سے بھی بچتے ہیں۔ ایسے حضرات قابل بیعت ہیں باقی جن کا ظاہر شریعت کے موافق نہ ہو ان میں بعض ایسے ہیں کہ باطن ان کا بالکل شریعت کے موافق ہوتا ہے۔ لیکن ظاہر ان کا ہماری سمجھ میں نہیں آتا ان پر اعتراض نہ کرے اور نہ ان کا اتباع کرے غرض مرشد ایسے کو بناوے جو ظاہراً باطناً پاک صاف ہو[1]

متقیوں میں شہوت کی زیادتی کا راز

فرمایا کہ بخاری شریف کے ایک حاشیہ میں لکھا ہے کہ **ان شھوۃ المتقی اشد** (یعنی متقیوں میں شہوت زیادہ ہوتی ہے) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ متقی شخص عفت کے خلاف کوئی بات نہیں کرتا نہ دیکھتا ہے نہ بات کرتا ہے یہاں تک کہ نامحرم کے تصور سے بھی بچتا ہے اس لئے اس کے قویٰ مدرکہ فاعلہ مجتمع رہتے ہیں اور ان کے اندر انتشار نہیں ہوتا اس

[1] غض البصر ص ۲۵۷۔

لئے اس کے قویٰ مدرکہ فاعلہ میں بہ نسبت غیر متقی کے زیادہ قوت ہوتی ہے[1]

ابن قیم نے اس قول کی وجہ لکھی ہے کہ ان حضرات میں ذکر کا نور پھیلا ہوا ہے اور نور کا اول خاصہ نشاط طبیعت ہے اور اس امر کا دارومدار نشاط پر ہے جب نشاط ہوگا تو میلان ہوگا چونکہ بزرگوں میں ذکر کا نور پھیلا ہوا رہتا ہے اس لئے ہر وقت نشاط میں رہتے ہیں اس لئے میلان بھی انہیں زیادہ ہوتا ہے۔

اس لئے بزرگوں سے ضرور بچنا چاہئے اب ہوتا یہ ہے کہ عوام بزرگوں سے کہتے ہیں میری لڑکی کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر دیجئے میری بیوی کے سر پر ہاتھ رکھ دیجئے یہ سب واہیات حرکت ہے، بہت ہی احتیاط کرنا چاہئے بزرگوں کو بھی تو فتنوں سے بچانا چاہئے بلکہ دوسروں سے زیادہ ان کو بچانا چاہئے وہ بھی تو آخر انسان ہی ہیں[2]

لوگ عورتوں کو بزرگوں سے بچاتے ہی نہیں حالانکہ بزرگوں میں زیادہ قوت ہوتی ہے کیونکہ وہ سب باتوں سے (یعنی بدنگاہی وغیرہ) سے رکے رہتے ہیں اور فاسق وفاجر میں کچھ نہیں رہتا کیونکہ کچھ فسق وفجور میں نکل جاتا ہے اور کچھ آنکھوں کی راہ سے نکل جاتا ہے، کچھ گندے خیالات کی راہ سے نکل جاتا ہے۔

اور جو متقی ہوتے ہیں ان کا سب ذخیرہ کوٹھری ہی میں (یعنی ان کے اندر) رہتا ہے سب راہیں نکلنے کے بند رہتی ہیں اس لئے بزرگوں سے ضرور بچنا چاہئے، بخاری شریف کے حاشیہ میں صراحۃً لکھا ہے کہ ان شھوۃ المتقی اشد (یعنی متقی کی شہوت زیادہ ہوتی ہے) کیونکہ تقویٰ کا خاصہ ہے کہ ادراک صحیح ہوجاتا ہے۔ بزرگوں کا ادراک بہت صحیح ہوتا ہے، آواز سے یہ لوگ استدلال کر سکتے ہیں، صورت سے یہ استدلال کر سکتے ہیں، لب ولہجہ سے یہ استدلال کر سکتے ہیں، چال ڈھال سے یہ استدلال کر سکتے ہیں ان کے استدلال غضب کے ہوتے ہیں[3]

---

[1] انفاس عیسیٰ حصہ دوم ص ۲۷۸ [2] حسن العزیز ۱، ۶۹۶ [3] حسن العزیز ج ۱ ص ۶۹۹۔

اطباء اور ڈاکٹروں کو سخت احتیاط کی ضرورت ہے

فرمایا طبیبوں کی صحبت بہت خراب ہوتی ہے تقویٰ کا محفوظ رہنا ان کی صحبت میں مشکل ہی ہے ان کی مجلس میں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں بے حیائی اس قدر ہوتی ہے کہ بازاری عورتوں سے ہنسی مذاق کی باتیں کرتے ہیں۔

ایک حکیم صاحب تھے وہ طوائفوں کو اپنے مطب میں نہیں آنے دیتے تھے لوگ انہیں ملاّ کہتے تھے۔[1]

بدنگاہی کا مرض کیسے پیدا ہو جاتا ہے

یہ مرض اول جوانی میں پیدا ہوتا ہے بلکہ سب گناہوں کی یہی شان ہے کہ اول جوانی میں تقاضے کی وجہ سے کیا جاتا ہے پھر وہ مرض اور روگ لگ جاتا ہے جیسے حقّہ اول کسی مرض کی وجہ سے پینا شروع کیا تھا مگر پھر یہ مرض لگ جاتا ہے اور شغل ہو جاتا ہے۔

لیکن جوان اور بوڑھے میں فرق یہ ہے کہ جوان آدمی تو معالجہ کے لئے کسی سے کہہ بھی دیتا ہے اور بوڑھا آدمی شرم کی وجہ سے کسی سے کہتا بھی نہیں۔ اس کے مخفی رہنے کی وجہ سے اس میں کثرت سے ابتلا ہے۔[2]

شیطان اول تو اچھی نیت سے دکھلاتا ہے چند روز کے بعد جب محبت جاگزیں ہوتی ہے تو پھر نگاہ کو ناپاک کر دیتا ہے تو ضروری امر یہ ہے کہ علاقہ (تعلق) ہی نہ کرو اور علاقہ ہوتا ہے نظر سے لہٰذا نظر ہی نہ کرو۔ غالباً حدیث میں ہے یا کسی بزرگ کا قول ہے **"النظر سهم من سهام ابليس"** (کہ نظر کرنا ابلیس کے ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار ہے) یہ نظر ایسی چیز ہے کہ اس کا اثر پیدا ہونے کے بعد بھی مدت تک یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ ہم کو تعلق ہو گیا۔ بلکہ جب کبھی محبوب جدا ہوتا ہے اس وقت قلب میں ایک سوزش سی پیدا ہوتی ہے اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ تعلق ہو گیا۔ اور جس قدر یہ سوزش بڑھتی ہے خدا کی محبت کم ہوتی جاتی ہے اور اس سے خدا تعالیٰ کو بہت غیرت آتی ہے۔[3]

[1] حسن العزیز ۲/۱۲۳ [2] غض البصر ص ۲۳۹ دعوات عبدیت، ۵/۷۵ [3] دعوات عبدیت وعظ الاتعاظ، ص ۱۲۲، ج ۹

کون سی نگاہ معصیت ہے

بڑا بھاری گناہ جس کو لوگ ہلکا سمجھتے ہیں نظر کا گناہ ہے اور بھاری میں نے اس کو باعتبار آثار کے کہا اس کی ایسی مثال ہے جیسے گھڑی کے اندر بال کمانی ہوتی ہے کہ دیکھنے میں تو چھوٹی سی شئ ہے لیکن سارا چرخہ گھڑی کا اسی پر چلتا ہے۔ اسی طرح آنکھوں سے جو شعاعیں نکلتی ہیں وہ بال کمانی سے بھی زیادہ باریک ہیں لیکن قلب جو سلطانِ جسم ہے اسی پر چلتا ہے پھر قلب پر تمام چرخہ جسم کا حرکت کرتا ہے۔ یہ آنکھیں تمام امراض کی جڑ ہیں اور اسی کو لوگ ہلکا سمجھتے ہیں، عام عادت ہوگئی ہے مطلقاً اس سے پرہیز نہیں، جس کو چاہا گھور لیا جس کو چاہا تاک لیا، اصل گناہ زنا اور لواطت بھی اسی سے پیدا ہوتا ہے۔

اگر کوئی کہے کہ نگاہ پر مدار ہوتا ہے تو اندھے زنا نہ کیا کرتے۔ صاحبو! اندھے بھی اسی کی بدولت مبتلا ہوتے ہیں آواز سن کر تصور کرتے ہیں کہ یہ لڑکا یا عورت خوبصورت ہوگا، تو ان کے دل میں بھی یہی تصور اول ہوتا ہے کہ اس میں جو دیکھنے کی چیز ہے وہ ایسی ہوگی اگر لمس سے عاشق ہوتے تو روئی بہت نرم ہوتی ہے اس پر کیوں عاشق نہیں پس گو ان کے اندر ظاہری نگاہ نہیں ہے مگر دل کی نگاہ تو ہے اسی سے وہ کام لیتے ہیں پس اب میرا دعویٰ صحیح ہوگا کہ جب خرابی ہوتی ہے نگاہ کی وجہ سے ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ بعض دفعہ بازار میں آدمی چلا جارہا ہے اور کوئی آواز آئی تو اس کی طرف نگاہ خوبصورتی کے گمان سے اٹھتی ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ بدصورت ہے تو کبھی اس کی طرف نہ دیکھے پس یہ نگاہ کیا ہے دلال معاصی ہے اسی واسطے حق تعالیٰ نے حفظِ فروج (شرم گاہوں کی حفاظت) کے امر سے پہلے حکم فرمایا ہے ، یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (نگاہیں نیچی رکھو) فرمایا۔ اصل مقصود تو حفظ فروج ہی ہے، غض بصر اس

کا طریقہ ہے اور کیا رحمت ہے حق تعالیٰ کی فُرُوْجَھُم میں من تبعیضیہ نہیں لائے اور اَبْصَارَھُم میں لائے اگر یَغُضُّوْا اَبْصَارَھُم فرمادیتے تو جو مطیعین ومحبین ہیں وہ تو عمر بھر کسی کی طرف دیکھ ہی نہ سکتے خواہ ان کے سامنے کچھ ہی آجاتا جس سے وہ ٹکرا کر چوٹ کھاتے گرتے پڑتے اور اس میں ظاہر ہے کہ دقت اور پریشانی ہوتی۔

اور جن کو ہمت کم ہے یا نہیں ہے وہ اپنی حفاظت کے لئے ادھر ادھر کی چیزوں کو دیکھتے اور اس میں عورتوں وغیرہ پر بھی نظر پڑتی گو قصدِ شہوت نہ ہوتا مگر تب بھی نفس نظر ہی سے گناہ ہوتا (الغرض) من نہ ہونے سے علی الاطلاق غض بصر واجب ہوتا ہے اور اس طرح گنہگار ہوتے اس لئے مِنْ اَبْصَارِھِم فرمایا، مطلب یہ ہے کہ بعض نگاہیں نیچی رکھیں یعنی وہ نگاہ جو قصداً نامحرم کی طرف ہو، اس سے نظر فجاءۃ (یعنی اچانک نگاہ) مستثنیٰ ہوگی، مثلاً دیکھا تھا یہ خیال کرکے کہ ہمارا بھائی آرہا ہے اور اتفاق سے کسی عورت پر نگاہ پڑ گئی تو اس کا گناہ نہ ہوگا۔ اب گناہ وہی نگاہ ہوئی جو قصد کرکے نامحرم پر ہو، بلاقصد معصیت نہ ہوئی حالانکہ عقلاً جرائم کی شان یہ ہے کہ خواہ کسی طرح ہو جرم ہی ہونا چاہئے، چنانچہ حقوق العباد میں اس کا اعتبار بھی کیا گیا ہے اگر کسی سے کسی کا مثلاً بلاقصد گلاس ٹوٹ گیا تو دام دینے پڑیں گے۔ اسی طرح آپ کے مقدمات متعارف میں جرم خواہ کسی طرح صادر ہو جرم ہی ہے پس اسی قیاس کے موافق اگر نظر فجاءۃ کو بھی جرم قرار دیتے تو دے سکتے تھے لیکن یہ رحمت ہے کہ اس کو جرم قرار نہیں دیا اس لئے کہ یہ خود ان کا حق ہے، یہ اعتدال ہے شریعت مقدسہ کا کوئی ایسا قانون دکھلائے تو جس میں ایسی رعایت اور ایسا اعتدال اور حسن ہو۔[1]

[1] التہذیب ملحقہ مفاسد گناہ ص:۵۱۸۔

بدنگاہی بھی بدترین معصیت اور بڑا گناہ ہے

آنکھوں کا زنا

یہ گناہ اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے چنانچہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا''اَنَـا غَیُـوْرٌ وَاللّٰہُ اَغْیَـرُ مِنِّـیْ وَمِنْ غَیْـرَتِـہٖ حَـرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ''۔

(ترجمہ) میں بہت غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ غیرت مند ہے اوراسی غیرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بےشرمی کی باتوں کوحرام قرار دیا ہے چاہےاس کی برائی کھلی ہو یا اندرونی ہو۔

اور یہ سب فواحش ہیں آنکھ سے دیکھنا، ہاتھ سے پکڑنا، پاؤں سے چلنا، کیونکہ ان سب کوشارع نے زنا ٹھہرایا ہے چنانچہ ارشاد ہے''اَلْعَیْـنَـانِ تَزْنِیَـانِ''آنکھیں زنا کرتی ہیں اوران کا زنا کرنا دیکھنا ہے، کان زنا کرتے ہیں اوران کا زنا سننا ہے۔اورزبان بھی زنا کرتی ہےاوراس کا زنا بولنا ہے۔اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اوران کا زنا پکڑنا ہے۔[1]

اس وقت لوگوں میں یہ مرض شدت سے پھیل رہا ہے کوئی تو خاص اصل ہی گناہ میں مبتلا ہے۔اورکوئی اس کے مقدمات میں۔یعنی اجنبی لڑکے یا اجنبی عورت پرنظر کرنا۔ حدیث میں ہے:اَلـلِّسَـانُ یَـزْنِـیْ زِنَاہُ النُّطْقُ وَالْقَلْبُ یَتَمَنّٰی وَیَشْتَھِیْ،اس میں ہاتھ لگانا بری نگاہ سے دیکھنا سب داخل ہوگئے، یہاں تک کہ جی خوش کرنے کے لئے کسی حسین لڑکے یالڑکی سے باتیں کرنا یہ بھی زنا ولواطت میں داخل ہے۔اور قلب کا زنا سوچنا ہے،جس سے لذت حاصل ہو۔تو جیسے زنا میں تفصیل ہے ایسے ہی لواطت میں بھی۔[2]

[1] غض البصر ص۲۴۹ دعوات عبدیت ۸۵/۵ [2] دعوات عبدیت ۱۱۹/۹۔

گناہ بے لذت

سینکڑوں جگہ تو آدمی بے لذت گناہ ہی کرتا ہے اور پہلی نگاہ تو چونکہ اچانک پڑی تھی اور ناتمام دیکھا گیا اس لئے ممکن ہے کہ وہ حسین نظروں میں بھلا معلوم ہوا اور دوسری قصداً دیکھنے میں تو ممکن ہے کہ خیال کے خلاف نکلے اور ایسا بہت ہوتا ہے جیسا کسی نے کہا ؎

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد
چوں بازکنی مادر مادر باشد

تو خواہ مخواہ گناہ بھی ہوا اور کچھ لذت بھی نہ آئی بلکہ اور الٹی کدورت ہوئی اور اگر پہلے سے اچھا نظر آیا تو اور زیادہ حسرت ہوئی اس لئے کہ جو نظر آوے اس کا مل جانا تو ضروری نہیں اکثر بلکہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ ملتا نہیں اور پہلی نظر یعنی نظر فجاءۃ ہم خرما و ہم ثواب کا مضمون رکھتی ہے، بس اب دوسری مرتبہ نظر نہ ڈالو ایسا نہ ہو کہ باوجود گناہ کے کچھ لذت نہ آئے، یا حسرت زیادہ ہو جائے اور پہلی نظر سے اگر کوئی روگ پیدا ہو تو اس کا علاج یہ فرمایا کہ گناہ نہیں لکھا اس لئے کہ انسان کی طبعی بات ہے کہ خوف سے اس کو اتنا تعلق اطاعت نہیں ہوتا جس قدر کہ محبت سے ہوتا ہے پس اس عنایت کا مقتضاء یہ ہے کہ اب نگاہ نہ کرو۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن چیزوں کی حق تعالیٰ نے ممانعت فرمائی ہے، ان میں علاوہ دینی خرابی کے دنیوی مصیبت بھی تو ہے اس نظر ہی کو دیکھ لیجئے کہ اس سے جو خرابی اور مرض پیدا ہوتا ہے آدمی کو کسی حالت میں چین نہیں ہوتا ہر وقت پریشانی میں رہتا ہے۔ پھر جن پر یہ مرتا ہے وہ بھی بے وفائی کرتے ہیں۔

وفاداری مدار از بلبلاں چشم
کہ ہر دم بر گلے دیگر سرایند

یہ بھی حق تعالیٰ کی رحمت ہے کہ یہ بے وفائی کرتے ہیں گویا زبان حال سے کہہ رہے ہیں ہم قابل جی لگانے کے نہیں ہیں، علاوہ اس کے ایک اور اس بدنگاہی کی خرابی ہے وہ یہ ہے کہ بدنگاہ آدمی کے اندر قوت نہیں ہوتی اور نہ اس کا رعب ہوتا ہے بالخصوص اس شخص پر تو ہوتا ہی نہیں جس پر نگاہ کی ہے ہر طرح کی مضرتیں ہی مضرتیں ہیں۔[1]

بدنگاہی اور دوسرے گناہوں میں فرق

دوسرے معاصی اور بدنگاہی کی معصیت میں ایک اور فرق ہے وہ یہ کہ صدور کے بعد سب گناہوں کا اثر ختم ہو جاتا ہے اور دل بھر جاتا ہے مگر بدنگاہی ایسی شئے ہے کہ جب صادر ہوتی ہے اور زیادہ تقاضا ہوتا ہے کہ اور دیکھو، آدمی کھانا کھاتا ہے سیر ہو جاتا ہے پانی پیتا ہے پیاس بجھ جاتی ہے مگر یہ نظر ایسی بلا ہے کہ اس سے سیری نہیں ہوتی اس حیثیت خاص سے یہ تمام گناہوں سے بڑھ کر ہے۔[2]

عورتوں میں بدنگاہی کا مرض

اب عورتوں کی کیفیت سنیئے بعض عورتیں ایسی بے حیا ہوتی ہیں کہ وہ خود مردوں کو دیکھتی ہیں یا پردہ وغیرہ اٹھا دیتی ہیں کہ دوسرا مرد ان کو دیکھ لیتا ہے اور احتیاط نہیں کرتیں حدیث میں **لعن الله الناظر و المنظور اليه** (اللہ کی لعنت ہو دیکھنے والے پر اور جس کی طرف دیکھا جائے) اس کے متعلق جو یوں عورتوں سے کہا جاتا ہے نصیحت کی جاتی ہے تو کہتی ہیں کہ اٹھ! ایک دفعہ دیکھ کر پھر کیا دیکھے گا، ساری عمر ترسے گا، جو بڑی پردہ نشین کہلاتی ہیں ان کی یہ حالت ہے کہ خاوند کے سامنے تو بھنگن ہی بنی رہیں گی اور اگر کہیں جاویں گی تو تمام زیب و زینت ختم کر کے بیگم بن کر جاوے گی سخت بے حیائی کی بات ہے کہ خاوند جس کے لئے زیب و زینت کا حکم ہے اس کے سامنے

[1] التہذیب ملحقہ مفاسد گناہ ص ۵۲۲ [2] غض البصر ص ۲۴۲۔

تو زینت نہ کی جاوے اور دوسرے کے دیکھنے کے لئے کی جاوے، چاہئے تو یہ کہ اس کا برعکس ہو بعض عورتیں دولہا دولہن اور بارات کو دیکھتی ہیں اور ان کے مرد بھی کچھ نہیں کہتے۔اسی طرح بعض مرد بڑے بے احتیاط ہوتے ہیں کہ گھر میں پکار کر نہیں جاتے، ذرا کھنکارا اور فوراً اندر گھس گئے۔بعض عورتیں ایسی بے احتیاط ہوتی ہیں کہ پہلے تحقیق نہیں کراتیں کہ کوئی کوئی مرد تو اندر نہیں ہے (بے پوچھے اندر داخل ہوجاتی ہیں) اور جب عورتیں ایک جگہ جمع ہوتی ہیں اس وقت اور زیادہ بے حیائی ہوتی ہے چنانچہ بسا اوقات بے کہے اس گھر کے مرد دروازے میں آکر سامنے کھڑے ہوجاتے ہیں، اندر کسی نے منھ پھیر لیا، کسی نے آنچل سے منھ ڈھک لیا، کوئی کسی کے پیچھے ہوگئی اور طرفہ یہ کہ ہر ایک یہ سمجھتی ہے کہ مجھ کو نہیں دیکھا حالانکہ اس نے سب کو دیکھ لیا۔[1]

---

[1] غض البصر ص۲۵۲۔

باب۲

بدنگاہی کا وبال اوراس کا عذاب

حضرت ابوالقاسم قشیری فرماتے ہیں: **النظرة سهمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْس** ، یعنی نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے تیر ہے، نظر کرنے سے دل میں ایک آگ بھڑک اٹھتی ہے[۱]

کانپور میں ایک بزرگ تھے وہ بیان کرتے تھے کہ جوانی میں لکھنؤ میں ایک مرتبہ ناچ میں چلا گیا، وہاں ایک بازاری عورت پر جو نظر پڑی بس دل ہاتھ سے نکل گیا، اوراس قدر فریفتگی کا غلبہ ہوا کہ بیوی بچوں کو چھوڑا اس کے پیچھے ہو لئے[۲]

بدنگاہی کی وجہ سے اللہ نے آنکھ پھوڑ دی

ایک بزرگ طواف کر رہے تھے اور ایک چشم (یعنی کانے) تھے اور کہتے جاتے تھے: **اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ** ، اے اللہ میں تجھ سے تیرے غضب کی پناہ چاہتا ہوں، کسی نے پوچھا اس قدر کیوں ڈرتے ہو کیا بات ہے؟ کہا میں نے بدنظری کی تھی ایک لڑکے کو بری نظر سے دیکھ لیا تھا غیب سے چپت لگا اور آنکھ پھوٹ گئی اس لئے ڈرتا ہوں کہ پھر عود نہ کر جائے (یعنی پھر ایسا قصہ نہ ہو جائے)[۳]

---

[۱] مفاسد گناہ ص۱۷۲ [۲] التہذیب ملحقہ برکات رمضان ص۳۲ ۔
[۳] غض البصر ص۲۵۴ دعوات عبدیت ص۹۱ ج۵ ۔

بدنگاہی کی وجہ سے قرآن بھول گیا

حضرت جنید بغدادیؒ چلے جارہے تھے ایک حسین لڑکا نصرانی کا سامنے سے آرہا تھا ایک مرید نے پوچھا کہ کیا اللہ ایسی حسین صورت کو بھی دوزخ میں ڈالیں گے حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ تو نے اس کو نظر استحسان سے دیکھا ہے عنقریب اس کا مزہ تم کو معلوم ہوگا، چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شخص قرآن بھول گیا۔[۱]

بدنگاہی کی ظلمت

بدنظری کا گناہ ایسا ہے کہ اپنے اثر سے تمام طاعات کے نور کو تاریک کردیتا ہے، اس لئے اس کا علاج اہتمام سے کرنا چاہئے۔[۲]

اہل کشف نے لکھا ہے کہ بدنگاہی سے آنکھوں میں ایک ایسی ظلمت ہوجاتی ہے کہ جس کو تھوڑی سی بصیرت ہو وہ پہچان لے گا کہ اس شخص کی نگاہ پاک نہیں ہے۔

اگر دو شخص ایسے لئے جائیں کہ عمر میں حسن و جمال میں اور ہر امر میں وہ برابر ہوں فرق ان میں صرف اس قدر ہو کہ ایک فاجر ہو دوسرا متقی ہو۔ جب چاہے دیکھ لو فاجر کی آنکھ میں ایک قسم کی ظلمت اور بے رونقی ہوگی۔ لیکن اہل کشف خصوصیت سے کسی کو کہتے نہیں بلکہ عیب پوشی کرتے ہیں۔

میں نے خواب میں ایک مرتبہ دجال کو دیکھا کہ اس کے ساتھ عورتیں اور باجے بہت کثرت سے ہیں اسی واسطے میں اس سے بہت خوف کرتا ہوں۔ جو لوگ حسن پرست ہیں اور (ان میں) بدنظری کا مادہ ہے وہ اس کے ساتھ ہوں گے۔[۳]

بدنگاہی بڑا سنگین جرم ہے

آج کل بری نظر کا بہت مرض ہے یہ گناہ کمبخت ایسا ہے کہ اس سے جی ہی نہیں بھرتا، ہر گناہ کر کے انسان کا دل اس سے فارغ ہوجاتا ہے بلکہ اکثر گناہ کے بعد آدمی

[۱] غض البصر ص ۲۵۴ [۲] بصائر حکیم الامت ص ۴۲۸ [۳] مزید المجید ص ۶۸۔

اپنے اوپر نفرتیں کرتا رہتا ہے لیکن بری نظر کا ایسا مرض ہے کہ اس کا بار بار تقاضا ہوتا ہے سیری ہوتی ہی نہیں ایک کانٹا سا کھٹکتا رہتا ہے لوگ اس کو ہلکا سمجھتے ہیں مگر در حقیقت یہ بہت سنگین جرم ہے اس کی ایک خرابی تو آپ نے یہی سن لی کہ اس سے سیری نہیں ہوتی، دوسری خرابی یہ ہے کہ یہ زنا کا مقدمہ ہے اگر کوئی شخص ساری عمر کسی نامحرم کو نہ دیکھے تو پھر ہم دیکھیں کہ وہ کس طرح زنا کرلے گا، زنا کی خواہش بھی نظر ہی سے پیدا ہوتی ہے اسی لئے حدیث میں ہے کہ **اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ وَزِنَاھُمَا النَّظَرُ،** آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا نظر بد ہے تو نظر بد کو زنا اسی لئے کہا گیا کہ وہ داعی الی الزنا ہے، اہل فراست کو بری نظر کرنے والے کی آنکھوں میں ایک کھلی ہوئی ظلمت محسوس ہوتی ہے بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس کو ہر شخص امتیاز کرسکتا ہے آپ دو شخصوں کو لیجئے جن میں ایک متقی پرہیزگار ہو جو بری نظر سے احتیاط رکھتا ہو اور دوسرا وہ شخص ہو جو نامحرموں کو گھورا کرتا ہو دونوں کی آنکھوں میں آپ کو کھلا ہوا فرق محسوس ہو گا۔ متقی کی آنکھوں میں ایک خاص رونق ہوتی ہے جو فاسق کی آنکھ میں نہیں ہوسکتی۔[1]

بدنگاہی کی وجہ سے سلب ایمان کا خطرہ عبرتناک واقعہ

ابن القیمؒ نے ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک عاشق جو اپنے محبوب کے ملنے سے مایوس ہوکر مرنے لگا تھا کسی نے محبوب سے جا کر کہا کہ وہ مر رہا ہے رحم کرو اس وقت پہنچ جاؤ گے تو اس کی جان بچ جائے گی کچھ اس کی سمجھ میں آگئی اور اٹھ کر اس کی طرف چل دیا کسی نے عاشق کو خبر دی کہ تیرا محبوب آرہا ہے یہ سن کر اس میں جان آگئی اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ مگر آتے آتے محبوب کو کچھ غیرت آئی اور یہ کہہ کر لوٹ گیا کہ کون بدنام ہو، کسی نے یہ بھی جا کر (اس عاشق سے) کہا یہ خبر سنتے ہی وہ عاشق گر گیا اور نزاع میں مبتلا ہوگیا اور اس سے کہا گیا کہ کلمہ پڑھ لے تو وہ بجائے کلمہ کے کفر کا کلمہ کہتا ہے۔

[1] ذکر الموت ملحقہ موت وحیات ص ۵۵۔

رِضَاکَ اَشْھَی اِلٰی فُؤَادِیْ   مِنْ رَحْمَۃِ الخَالِقِ الْجَلِیْل

(یعنی اے میرے محبوب خالق کی رحمت کے مقابلہ میں تیری رضا کی مجھے زیادہ خواہش ہے)۔

اور اسی حالت میں جان نکل گئی۔ دیکھئے کس قدر عبرت ناک واقعہ ہے۔ اس کی اگر اصل تلاش کریں گے تو کہیں پہنچ کر نگاہ ہی پر ختم ہوگی۔ جان بھی گئی اور ایمان بھی گیا۔ اور یہ سب خرابی نگاہ کی ہوئی۔ اب دیکھ لیجئے کہ نگاہ کرنے میں زیادہ تکلیف ہوئی یا نگاہ روکنے میں، کہیں نہ سنا ہوگا کہ کوئی تکلیف سے مرگیا ہو۔ تکلیف اس میں ضرور ہے مگر وہ تکلیف آسان ہے لوگ کہتے ہیں کہ نگاہ پر قابو نہیں، نظر بد سے رکا نہیں جاتا یہ غلط ہے، نظر یقیناً فعل اختیاری ہے۔[1]

بدنگاہی کی وجہ سے خاتمہ کفر پر ہوا

عشق مجازی ایسی بری بلا کی چیز ہے کہ آدمی کو بعض اوقات کافر بنا کر رہتی ہے کیونکہ انسان کا قلب تو ایک ہی ہے، اس میں ایک ہی محبت سما سکتی ہے، جب کسی مردار کی محبت اس میں آئے گی خالق کی محبت گھٹتی جائے گی، یہاں تک کہ جب قلب کو بالکل محیط ہو جائے گی تو وہ بالکل دل سے نکل جائے گی اور یہی مقام کفر ہے۔

ایک شخص کی حکایت ہے کہ وہ اپنے گھر کی ڈیوڑھی پر کھڑا تھا اور دروازہ اس کے گھر کا حمام کا سا دروازہ تھا۔ ایک خوبصورت نوجوان لڑکی وہاں سے گزری، اور پوچھا کہ حمام منجاب کا راستہ کدھر ہے، اس شخص نے کہا حمام منجاب یہی ہے، وہ اندر چلی گئی اور یہ اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ جب لڑکی نے یہ حالت دیکھی تو سمجھ گئی کہ اس نے دھوکا دیا، اس نے براہ چالاکی بشاشت ظاہر کی اور کہا کہ کچھ سامان عیش ونشاط مہیا کر لینا چاہئے۔ کہنے لگا جو کہو ابھی تیار ہو جاتا ہے۔ اس نے کچھ فرمائش کی۔ یہ گھر سے

[1] مفاسد گناہ، ص ۱۷۲۔

اس کا سامان کرنے کے لئے باہر نکلا، اور اس کو گھر میں چھوڑ گیا۔ یہ لڑکی نکل کر چل دی، وہ شخص لوٹ کر جو آیا اور اس کو نہ پایا تو بہت پریشان ہوا، اور اکثر اس کو یاد کرتا اور گلی کوچوں میں کہتا پھرتا۔

یارب قائلة یوماً وقد تعبت

این الطریق الیٰ حمام منجاب

خلاصہ شعر کا یہ ہے کہ وہ جو حمام منجاب کا راستہ پوچھتی تھی وہ کہاں گئی، اسی طرح تمام عمر مصیبت میں گزری، جب مرنے کا وقت آ پہنچا اور لوگ کلمہ پڑھنے کو کہتے تھے اور وہ بجائے کلمہ کے یوں کہتا تھا۔[۱]

یارب قائلة یوماً وقد تعبت

این الطریق الیٰ حمام منجاب

آخر اسی میں ختم ہو گیا۔ **نعوذ باللہ من سوء الخاتمہ**[۱]

بدنگاہی نے صاحب فراش بنا دیا

ایک اور شخص کی حکایت ہے کہ کسی پر عاشق ہو گیا اور اس غم میں صاحب فراش ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے درمیان میں پڑ کر معشوق کو لانے پر آمادہ کیا۔ یہ سن کر عاشق تازہ ہو گیا، اور منتظر وعدہ ہو کر بیٹھا۔ دفعتاً ایک شخص نے آ کر بیان کیا کہ وہ میرے ساتھ آنے کو چلا تھا، راستہ میں کہنے لگا کہ میں موضع تہمت میں نہیں جاتا، میں نے ہر چند سمجھایا مگر اس نے نہ مانا اور واپس ہو گیا۔ اس کو سنتے ہی اس کی پہلے سے بدتر حالت ہو گئی اور علامات مرگ ظاہر ہونے لگے اور اس حالت میں یہ کہنا شروع کیا۔

اعلم یاراحت العلیل ویاشفاء المدنف الخلیل

رضاک اشھی إلیٰ فؤادی من رحمة الخالق الجلیل

[۱] اصلاح الرسوم ص ۹

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے معشوق کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ تیری رضامندی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی زیادہ مرغوب ہے۔ایک شخص کہنے لگا کہ کمبخت خدا سے ڈر کیا کہتا ہے؟ کہنے لگا جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ناصح اٹھ کر دروازہ تک پہنچا تھا کہ اس کی روح قبض ہوگئی[1]

بدنگاہی کی وجہ سے نصرانی ہوگیا اور خاتمہ بھی کفر پر ہوا

ایک اور حکایت ہے کہ مصر میں ایک شخص مسجد میں رہتا تھا اور اس کے چہرے پر نورِ عبادت کا چمکتا تھا۔ایک روز اذان کہنے کے لئے مینارے پر چڑھا،اس مینارے کے نیچے ایک نصرانی کا گھر تھا،اس کی دختر پر نظر پڑ گئی اور عاشق ہوگیا،اور اذان چھوڑ چھاڑ کر نیچے اترا اور اس کے گھر پہنچا،لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے اور کیا چاہتا ہے۔اس شخص نے اپنا حال بیان کیا اور کہا کہ میں اس لڑکی کو چاہتا ہوں۔ لڑکی نے جواب دیا کہ تو مسلمان میں نصرانی میرا باپ تجھ سے ہرگز نکاح نہیں کر سکتا،کہنے لگا کہ اگر نصرانی ہو جاؤں تو؟اس نے کہا اس وقت ممکن ہے یہ شخص نکاح کی امید میں نصرانی ہوگیا۔ابھی نکاح نہیں ہوا تھا کہ کسی کام کے لئے کوٹھے پر چڑھا وہاں سے اتفاقاً گرا اور مر گیا۔خسرَ الدُّنیَا وَالآخِرَۃ۔

یہ آفتیں عشق صورت کی ہیں۔اکثر لوگ اس بلا کو خفیف سمجھتے ہیں اور بعضے اس کو نعوذ باللہ موجب قرب الٰہی و آئینہ مشاہدۂ جمال حقیقی جانتے ہیں۔جو سراسر الحاد و زندیقی کا اعتقاد ہے[2]

---

[1] اصلاح الرسوم ص ۱۰۱ [2] اصلاح الرسوم ص ۱۰۱۔

عشق ومحبت مرتے دم تک دل سے نہیں نکلتی

عشق اگر سچا ہوتو کبھی دل سے نہیں نکلتا حتی کہ مرنے کے بعد بھی نہیں نکلتا جیسے کہ اگر کسی کو غیر اللہ سے محبت ہو جائے تو وہ بھی مر کر نہیں جاتی ۔اسی کو کہا ہے ؎

رفتم اندر تہ خاک انس بتانم باقی ست

(میں تہ خاک ہو گیا اپنے معشوقوں کی محبت باقی ہے)اسی لیے اہل اللہ اپنے دل میں کسی جائز محبت کو بھی جمنے نہیں دیتے ، کیونکہ مرنے کے وقت اس محبوب کا خیال آئے گا اور ان کا اصل مدعا یہ ہے کہ جب دنیا سے جائیں تو اس وقت کسی کی محبت بجز خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں نہ ہو اہل اللہ نے تو جنت کی بھی رغبت نہیں کی۔

بعض اہل اللہ کا حال

حضرت عمر بن الفارض رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہونے لگا تو آٹھوں جنتیں ان کے سامنے کر دی گئیں انہوں منہ پھیر لیا اور یہ شعر پڑھا ۔

ان کان منزلتی فی الحب عندکم ما قد رایت فقد ضیعت ایامی

اگر آپ کے نزدیک میری محبت کی یہی قدر ہے جو میں دیکھ رہا ہوں تو میں نے اپنے دن ہی ضائع کئے ساری عمر یوں ہی برباد گئی: **فحجبت الجنان وتجلی لہ الرب تعالیٰ وطار روحہ فرحاً بہ** پس اسی وقت جنتیں چھپا دی گئیں اور حق تعالیٰ کی خاص تجلی ہوئی اور اس کے ساتھ ہی جان نکل گئی اور بالکل وہ حالت ہوگئی ۔

گر نکیر آید وپرسد کہ بگو رب تو کیست
گویم آنکس کہ ربود ایں دل دیوانہ ما

(اگر منکر نکیر آ کر مجھ سے سوال کریں کہو تمہارا رب کون ہے تو میں جواب

دوں گا وہی ہے جو ہمارے دل دیوانہ کو لے گیا)۔

اور جان نکلنے کے قریب تھی ؎

گر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد

تا نہ بینم رخ تو روح رمیدن نہ دہم

(اگر ملک الموت میری جان لینے کے آ جائے تو جب تک رخ انور نہ دیکھ لوں جان نکلنے نہ دوں گا)۔

واقعی عمر بن الفارضؒ نے تو یہ کر کے دکھلا دیا کہ بدون تجلی الٰہی کے جان ہی نہ دی جب ان حضرات کو جنت پر بھی توجہ نہیں ہوتی تو دوسروں کی طرف تو کیا التفات ہوگا مگر یہ تو صاحب حال تھے ان کو جنت سے منہ پھیرنے کا حق تھا۔

ہم کو بدون اس حال کے ایسا دعویٰ نہ چاہئے ہم کو تو اگر وہاں دنیا کی روٹی بھی مل جائے تو غنیمت ہے۔بعض لوگ اکثر ڈینگیں مارا کرتے ہیں کہ ہم کو جنت کی کیا پرواہے، ہم کو حوروں کی کیا پرواہے، یہ نہایت سخت بات ہے ہر شخص کا منھ اس بات کے قابل نہیں۔

(الغرض بات) یہی بات کہ محبت مرتے دم تک بلکہ مرنے کے بعد بھی دل سے نہیں نکلتی، اس لیے اہل اللہ جائز محبت سے بھی بچتے ہیں، ہم اگر ایسا نہ کرسکیں تو کم از کم حرام محبت سے تو بچنا چاہئے۔

اس واقعہ سے یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ حق تعالیٰ کے چاہنے والوں کی یہ حالت ہوا کرتی ہے کہ وہ مرتے وقت بجز جمال محبوب کے اور کسی خیال میں نہیں ہوتے۔

واقعی جینا اور مرنا ان ہی کا کام ہے اور اگر ہم بھی ان کے ساتھ وابستہ ہوجائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ دولت ہم کو بھی حاصل ہوجائے گی، اور ہم بھر مرتے وقت ایسے ہی ہوں گے، لیکن اگر یہ بات نہ ہو تو ایسا تو ہونا چاہئے کہ اس وقت کوئی ناجائز محبت دل میں

نہ ہو، اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ زندگی میں محبت حرام سے بچو، اگر زندگی میں اس میں مبتلا ہو گیا تو مرتے وقت بھی وہ ساتھ رہے گی۔ غرض عشق خواہ حلال ہو یا حرام دل سے کبھی نہیں نکل سکتا۔ اسی لیے ہرقل نے کہا تھا کہ ایمان دل میں رچ جانے کے بعد نہیں نکلا کرتا کیونکہ ایمان نام ہے عشق خداوندی کا، چنانچہ نص وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُباًّ لِلّٰهِ (اور مومن اللہ کی محبت میں سخت تر ہیں) اس کی کافی دلیل ہے۔[1]

ایک بدنگاہی نے بڑے محدث وشیخ کو عیسائی بنا دیا

عبرتناک واقعہ

حق تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ایمان کی دولت عطا فرما رکھی ہے لیکن وہ جب چاہیں سلب کر سکتے ہیں، چنانچہ ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے جن کا نام ابوعبداللہ تھا، بغداد کے اندر ان کی وجہ سے تیس خانقاہیں آباد تھیں، اور بڑے مشہور بزرگ تھے[1] (یہ بزرگ زاہد وعابد اور عارف باللہ ہونے کے علاوہ حدیث وتفسیر میں ایک جلیل القدر امام ہیں، آپ کو تیس ہزار حدیثیں حفظ تھیں اور قرآن شریف کو تمام روایات قرأت کے ساتھ پڑھتے تھے گویا بڑے درجہ کے محدث، حافظ اور قاری وشیخ تھے) وہ ایک بار اپنے مجمع اور پورے قافلہ کے ساتھ (سفر حج) میں چلے جا رہے تھے۔ (مریدین ساتھ تھے) کسی گاؤں میں پہنچے، سامنے ایک گرجا (چرچ) آیا جہاں عیسائی صلیب پرستی کر رہے تھے، یہ اس گرجا کے پاس سے ہو کر گذرے، پاس ہی ایک کنواں تھا، اس پر کچھ عیسائی پانی بھر رہے تھے، اس کنویں پر پہنچ کر ساتھیوں نے ان سے وضو کے لئے پانی مانگا، اور وضو کر کے ان بزرگ کے لئے خدام پانی لے کر واپس ہوئے تو دیکھا کہ شیخ سر پکڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں، خدام نے پانی پیش کیا تو کہا کہ تم لوگ جاؤ اب میں تمہارے

[1] وعظ ذم النسیان ملحقہ ذکر وفکر ص ۴۱۹ و ۴۲۰

کام کا نہیں رہا، خدام نے عرض کیا کیا ہوا؟ فرمایا کہ میں ایک عیسائی لڑکی پر عاشق ہو کر عیسائی ہوگیا ہوں۔ (اوراس کو دیکھ کراس کی محبت مجھ پر اتنی غالب آ چکی ہے کہ میرے تمام اعضاء وجوارح پر اسی کا تسلط ہے، اب کسی طرح ممکن نہیں کہ اس سرزمین کو چھوڑ دوں، مریدین نے بہت دعائیں کیں مختلف تدبیریں کیں لیکن کوئی تدبیر کارآمد نہ ہوئی) لوگوں کو بہت صدمہ ہوا اور مایوس ہو کر چلے گئے جب ایک مدت کے بعد (سفرحج سے واپسی پر) اتفاق سے اس مقام پر واپس ہوئے، اوراس مقام پر پہنچ کر چاہا کہ شیخ کو تلاش کیا جائے کہ کس حال میں ہیں، چنانچہ ان کو تلاش کیا تو دیکھا کہ عیسائیوں کا لباس پہنے ہوئے ہیں، سامنے خنزیروں کی ایک بڑی قطار ہے، ایک بڑی چھڑی ہاتھ میں ہے اور سوروں کو چرارہے ہیں، (شیخ کی حالت اس وقت یہ تھی کہ سر پر نصاریٰ کی ٹوپی ہے اور کمر پر زنار بندھی ہے، اوراس عصا پر ٹیک لگائے خنزیروں کے سامنے کھڑے ہیں جس سے وعظ اور خطبے کے وقت سہارا لیا کرتے تھے) اسی حال میں خدام نے ملاقات کی اور پوچھا کہ حضرت (آپ حافظ قرآن تھے) آپ کو کچھ قرآن شریف بھی یاد ہے؟ فرمایا کہ ہاں ایک آیت یاد ہے۔ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءِ السَّبِيْلِ ۔(جس نے ایمان کے بدلہ میں کفر اختیار کیا بیشک وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہوگیا) اور ایک آیت یہ یاد ہے: وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَايَشَاءُ ،جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے''۔

مریدین نے عرض کیا کہ (شیخ آپ کو تیس ہزار حدیثیں یاد تھیں) کوئی حدیث یاد ہے، کہا کہ صرف ایک حدیث یاد ہے۔ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ (جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اس کو قتل کر ڈالو) اور کچھ یاد نہیں، حالانکہ ان بزرگ کو تیس ہزار احادیث یاد تھیں، اور سبعہ کے حافظ تھے وہ لوگ ان کا یہ حال دیکھ کر بہت روئے اور خود وہ بزرگ بھی روئے، حتیٰ کہ لکھا ہے کہ خنزیر تک روئے۔

اس کے بعد جب وہ لوگ آگے بڑھے تو سامنے ایک نہر تھی جب نہر کے قریب پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی بزرگ نہر کی طرف غسل کئے ہوئے ایک سفید چادر تہبند (لنگی) مسلمانوں کا سا باندھے ہوئے آرہے ہیں، جب پاس آئے تو کہا: اَشْهَدُ اَنَّ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ،لوگوں کو بے حد خوشی ہوئی۔

اس کے بعدان بزرگ سے دریافت کیا کہ حضرت یہ کیا واقعہ ہوا تھا؟ تو ان بزرگ نے بیان کیا کہ جب اس گرجا کے پاس سے ہوکر میں گزرا،اوران عیسائیوں کو دیکھا تو میں نے ان کو بہت حقیر سمجھا،فوراًالہام ہوا کہ کیاتم اپنے ایمان کواپنے اختیار میں سمجھتے ہو جوان کو حقیر سمجھتے ہو۔اوراسی وقت میں نے دیکھا کہ میرے اندر سے ایک نور نکلا اور غائب ہوگیا اور میرے باطن میں ظلمت ہی ظلمت چھا گئی۔اس کے بعد ظاہری سامان یہ ہوا کہ وہاں کنویں پر ایک عیسائی لڑکی پانی بھر رہی تھی میں اس پر عاشق ہوگیا، اسی کے ساتھ رہتا تھا۔اب تمہاری ملاقات کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضور(اے میرے رب)اب تو کافی سزامل گئی اب تو معاف کیا جائے۔میں نے دیکھا کہ میراوہی نور، جومیرے اندر سے نکلا تھا پھر میرے اندر داخل ہوگیا اور مجھے اسلام کی توفیق ہوگئی (یہ قصہ دوسری صدی کے ختم کا ہے)۔

توجب یہ حال ہے تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس وقت جو ہماری حالت درست ہے وہ ہمارے مستقل اختیار سے ہے۔سب حق تعالیٰ کے اختیار میں ہے تو پھر کیا زیبا ہے کہ آدمی اپنی حالت پر ناز کرے اور دوسروں کو حقیر سمجھے۔[1]

خوب سمجھ لیجئے کہ عفت (پاکدامنی) نہایت قابل اہتمام چیز ہے،اوراس کے لئے ان ذرائع کی ضرورت ہے جوشریعت نے تجویز کی ہیں اور وہ ذرائع اختیار

[1] ملفوظات حکیم الامت ص۳۹۳ قسط۴ ملفوظ ۳۷۱۔

میں ہیں مثلاً (پردہ کا اہتمام کرنا، عورتوں سے) نگاہ کا بچانا یہ قابو سے باہر نہیں ہے، گواس میں کچھ تکلیف ہو مگر وہ تکلیف نگاہ کو آلود کرنے کی تکلیف سے کم ہے۔

نفس کو نگاہ روکنے سے تکلیف تو ہوتی ہے مگر یہ روک لینا اختیار میں ہے اگر اپنے اختیار سے کام لیا جائے اور اس تھوڑی سی تکلیف کو گوارہ کرلیا جائے تو شیطان آخر تک نہیں پہنچا سکتا، شیطان کو ہر معصیت میں اختیار صرف بلانے اور ترغیب دینے ہی کا ہے بڑی چیز وہ تقاضا ہے جو خود آپ کے اندر موجود ہے، یعنی نفس کا تقاضا، لہٰذا نفس کو روکئے، پردہ کا اہتمام کیجئے، نگاہ کی حفاظت کیجئے۔اسی طرح اجنبی عورت یا مرد مشتہیٰ سے گانا سننا یہ بھی ایک قسم کی بدکاری ہے اس سے قرآن سننا بھی جائز نہیں[1]

[1] دعوات عبدیت ص ۱۲۶ ج ۹، مفاسد گناہ ص ۱۷۶)

☆ اصل واقعہ حضرت اقدس تھانویؒ کا بیان کردہ ہے درمیان میں بین القوسین اضافہ احقر نے حضرت شیخ الحدیثؒ کی آپ بیتی ۸۲/۵ سے اور افادات صدیق سے کیا ہے۔(زید)

باب۳

نگاہ کی حفاظت کا طریقہ

حق تعالیٰ نے نظر بد سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی ہے ارشاد ہے ”قُلْ لِلْمُؤمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ وَقُلْ لِّلْمُؤمِنَاتِ یَغُضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ“۔

(آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں)۔

کیا عجیب تعلیم ہے کہ زنا سے بچنے کی تعلیم فرمانا مقصود تھا تو اس کی جڑ کاٹنے کا پہلے حکم دیدیا یعنی پہلے نگاہ نیچے رکھنے کا حکم فرمایا جس میں بتلا دیا کہ زنا اس کی وجہ سے ہوتا ہے، پہلے اس کا اہتمام کرو کہ آنکھیں نیچی رہیں جب آنکھیں نیچی رکھو گے تو کسی نامحرم پر نظر ہی نہ پڑے گی۔ نہ اس کے اختلاط کا خیال آئے گا پھر بلاغت یہ ہے ہے کہ بجائے: لاینظرو الی المُحرّمَات (محرم عورتوں کی طرف نہ دیکھیں) کے یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ فرمایا اگرچہ مقصود یہی ہے کہ نامحرموں کو مت دیکھو مگر آنکھیں اٹھا کر چلنے میں اس کی احتیاط دشوار تھی خواہ مخواہ جب آنکھیں اٹھی ہوئی ہوں گی کسی نہ کسی پر نظر پڑ ہی جاوے گی۔

نظر بد سے بچنے کا طریقہ

اس لئے ساتھ ساتھ نظر بد سے بچنے کا طریقہ بھی بتلا دیا کہ آنکھیں نیچی رکھا کرو پھر کسی پر نظر پڑے گی ہی نہیں اس میں آج کل بہت بے احتیاطی کی جاتی ہے۔ بعض گھروں میں دیور اور جیٹھ سے اور ان کے جوان لڑکوں سے پردہ نہیں کیا جاتا۔ بعض عورتیں خالہ زاد، اور ماموں زاد، اور چچا زاد، اور پھوپھا زاد بھائیوں سے پردہ نہیں کرتیں۔ اس میں سخت فتنہ کا اندیشہ ہے اور اگر کوئی اندیشہ نہ بھی ہو تو یہ کیا کم فتنہ ہے کہ ہر روز نامحرموں کے سامنے آنے کا گناہ ان کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے ان سب غوائل سے حفاظت کا اچھا طریقہ وہ ہے جو قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ نگاہ نیچی رکھو۔

ایک بزرگ کا مقولہ

ایک بزرگ کا قول ہے کہ شیطان نے حق تعالیٰ کے سامنے انسان کو بہکانے کے لئے اپنی آمد و رفت کرنے کی چار جہتیں بیان کی ہیں، ''لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِنۡ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ'' کہ میں آدمیوں کے پاس بہکانے کے واسطے چار طرف سے جاؤں گا سامنے سے اور پیچھے سے اور دائیں اور بائیں سے۔ دو جہتیں اس نے بیان نہیں کیں ایک اوپر کی جانب ایک نیچے کی جانب۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان دو طرفوں سے شیطان کو قابو انسان پر نہیں چل سکتا تو نگاہ یا تو بالکل آسمان کی طرف رکھے یا زمین کی طرف۔ اس صورت میں شیطان سے بچ سکتا ہے، مگر آسمان کی طرف آنکھیں لگائے رکھنا عادۃً موجب کلفت ہے اس لئے یہی صورت متعین ہے کہ نگاہ نیچی رکھنے سے نظر بد کا گناہ صادر نہیں ہو سکتا کیونکہ خود بخود کوئی کسی کی آنکھوں میں تھوڑا ہی گھستا ہے اور باقی تمام جہات میں نظر بد کا اندیشہ لگا ہوا ہے[1]

[1] ذکر الموت ملحقہ موت و حیات ۵۵، ۵۷۔

نگاہ کی حفاظت کے بغیر زنا سے حفاظت مشکل ہے

یہی نکتہ ہے کہ جس آیت میں غض بصر اور حفاظت فرج دونوں کا حکم ہے اس میں حق تعالیٰ نے امر غض بصر (یعنی نگاہ نیچی رکھنے کے حکم) کو مقدم کیا ہے ارشاد ہے: ''قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ'' یعنی کہہ دیجئے مومنین سے کہ اپنی نگاہیں نیچی کریں یعنی نظر سے بچے اس حکم کو مقدم کیا دوسرے حکم پر یعنی ''يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ'' پر یعنی اصل فعل سے بچنے پر، اس کی وجہ یہی ہے کہ غض بصر (نگاہ نیچی رکھنا) ذریعہ ہے حفاظت شرمگاہ کا، اور ذریعہ آسان ہوتا ہے اسی واسطے اس کو اختیار کیا جاتا ہے معلوم ہوا کہ اصل فعل یعنی زنا سے بچنا اتنا آسان نہیں جتنا نظر کو بچالینا آسان ہے، ثابت ہوا کہ غض بصر کوئی زیادہ مشکل کام نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعت مقدسہ نے آسانی کے واسطے تدبیر بتلائی ہے اور اسی واسطے پردہ کا حکم رکھا ہے لوگ کہتے ہیں کہ پردہ کی کیا ضرورت ہے، اصل گناہ یعنی زنا نہ کیا جائے، پردہ ہو یا نہ ہو میں کہتا ہوں کہ ذرائع کو اختیار کرنے کے بعد بھی اگر مقصود میں کامیابی ہو جائے تو بہت ہے چہ جائیکہ ذرائع کو اختیار ہی نہ کیا جائے اور کامیابی کی امید رکھی جائے۔[1]

میں کہتا ہوں کہ پردہ کے بعد بھی زنا سے بچ جاؤ تو بڑی بات ہے کیونکہ شیطان کے شر سے کہیں بے پردگی ہو جاتی ہے اور پردہ کو توڑ کر امید رکھنا کہ زنا سے حفاظت رہے گی محض حماقت ہے ان لوگوں نے شرعی انتظام کو بالکل لغو سمجھا ہے۔

ذرا بتائیں کہ یہاں يَغُضُّوْا کو يَحْفَظُوْا پر مقدم کرنے میں کیا حکمت ہے؟ سوائے اس کے کہ حفاظت فرج کے لیے وہ ذریعہ ہے۔ شریعت کو اتنا اہتمام حفاظت کا منظور ہے کہ اس کے لیے ذرائع کے اختیار کرنے کا حکم دیا، نیز شریعت کے نزدیک

[1] الکاف ملحقہ مفاسد گناہ ص:۱۸۱۔

حفاظت فرج اس قدر مشکل ہے جس کے لیے ذریعہ کو ضروری بتلایا اور براہ راست کامیابی کو عادۃ ناممکن قرار دیا مگر یہ شخص جو پردہ کا مخالف ہے شریعت میں اصلاح دینا چاہتا ہے کہ وہ تو ایک کام کو اتنا مشکل سمجھتی ہے اور یہ اس کو آسان سمجھیں۔ صاحب! تجربہ کر کے دیکھ لیجئے، کہ جہاں پردہ نہیں ہے وہاں زبانی دعویٰ جو کچھ بھی ہو لیکن زنا سے حفاظت مطلق نہیں ہے۔ مخالفانِ پردہ کے گھروں میں جب واقعات رونما ہوں گے ان کی اس وقت آنکھیں کھلیں گی۔ بہت اچھا! یہ پردہ کو توڑ کر دیکھیں انشاءاللہ اب سے بیس برس کے بعد ان کو وہی کہنا پڑے گا جواب شریعت کہہ رہی ہے۔ مگر جب یہ بے پردگی کے برے نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے، اس وقت پھر اپنی غلطی کے اقرار کا وقت نہ رہے گا کیونکہ پھر روکنا کسی کے اختیار میں نہ ہوگا۔[1]

پردہ میں بھی بدکاری ہونے کی وجہ

اس پر ایک جگہ اعتراض کیا گیا ہے کہ پردہ میں بھی سب کچھ ہو جاتا ہے جن طبیعتوں میں خرابی ہوتی ہے وہ کسی صورت میں باز نہیں رہ سکتیں، کیا پردہ داروں میں زنا نہیں ہوتا؟ میں نے کہا جب کبھی بھی کچھ بھی ہوا تو بے پردگی ہی سے ہوا، اور اکثر تو یہ ہے کہ جن لوگوں میں ایسے واقعات ہوئے ہیں ان کو پردہ دار کہنا ہی برائے نام ہے ورنہ ان کے یہاں نہ چچازاد بھائی سے پردہ ہے نہ ماموں زاد بھائی سے نہ خالہ زاد سے، نہ بہنوئی سے، نہ دیور سے، نہ جیٹھ سے۔ جب ہی تو یہ مفاسد مرتب ہوئے ہیں اس حالت میں ان کو پردہ دار کہنا ایسا ہے جیسے کوئی معزز آدمی جوا کھیل کر یا شراب پی کر جیل خانہ میں پہنچ جائے تو کوئی کہے لو صاحب جیل خانہ میں معززین بھی جانے لگے، یہ غلط ہے بلکہ وہ معززین جیل خانہ میں جب ہی پہنچے جب کہ عزت کو چھوڑ دیا۔ اس وقت

[1] الکاف۔

ان کو معزز کہنا تو ان کا صرف خاندانی انتساب سے ہے، ورنہ عزت تو رخصت ہو چکی کیونکہ عزت تو عزت کے افعال کا نام ہے جب جوا کھیلا، یا شراب پی، تو افعال بگڑ چکے، پھر عزت کہاں؟ ایسے ہی پردہ داروں میں جو زنا ہو جاتا ہے ان کو پردہ دار کہنا باعتبار ما کان کے ہوگا، یا باعتبار رسم کے ہوگا، ورنہ پردہ ٹوٹنے کے بعد ہی تو اس فعل کی نوبت آئی، غرض غلطی ہے ان لوگوں کی جو پردہ کے خلاف ہیں اور یہ خیال خام ہے کہ بلاسد ذرائع کے زنا سے حفاظت ہوسکتی ہے، جب شریعت اس کو ایسا مشکل سمجھتی ہے کہ اس کے لیے ذرائع اور تدابیر کی ضرورت سمجھتی ہے تو وہ واقع میں مشکل ہی ہے شریعت کی نظر ہم سے کہیں غامض ہے اس کے سامنے ہماری تحقیق کیا چیز ہے؟ اور پھر وہ کچھ تحقیق بھی تو ہو، صرف تقلید اور خود رائی کا نام تو تحقیق نہیں ہوسکتا[1]

پردہ والی عورتوں میں بے پردگی و بے حیائی

باقی میں اس کو بے پردگی نہ کہوں گا جو غریبوں کی عورتیں منہ چھپا کر گھونگھٹ نکال کر میلے کچیلے کپڑوں میں شرم و حیا کے ساتھ اپنے کسی کام کے لیے باہر نکلتی ہیں، اس لیے جو روح ہے پردہ کی ان کو حاصل ہے اور یہاں سے ان متکبرین کا جواب بھی نکل آیا جو علماء سے غرباء کی نسبت تحقیراً پوچھا کرتے ہیں کیوں صاحب ان جولاہوں، تیلیوں کی عورتیں پردہ نہیں کرتیں باہر پھرتی ہیں اور ہماری عورتیں پردہ کرتی ہیں کیا ان کے پیچھے ہماری نماز ہو جاتی ہے میں کہتا ہوں کہ ان کی عورتیں پردہ کرتی ہیں گو باہر نکلتی ہیں اور تمہاری عورتیں پردہ نہیں کرتی ہیں گو گھر میں بیٹھتی ہیں چنانچہ چچا زاد بھائی، نندوئی، دیور، جیٹھ، پھوپھی زاد، ماموں زاد بھائی سب کے سامنے آتی ہیں اور سامنے بھی آتی ہیں ایسی صورت سے کہ بنی ٹھنی مانگ نکال رکھی ہے، مسی کی دھڑی

[1] وعظ الکاف

جمی ہوئی ہاتھوں میں کڑے چھڑے چوڑیاں ہیں گوٹے ٹھپے کے کپڑے ہیں اور بالکل بے محابا آتی ہیں اور پھر غضب یہ ہے کہ ان کے ساتھ ہنسی دل لگی بھی ہوتی ہے پھر کس منہ سے کہتے ہیں کہ ہماری عورتیں پردہ میں رہتی ہیں ہاں اتنا فرق ہے کہ تمہاری عورتیں گھر میں بیٹھ کر سجی سجائی نامحرموں کے سامنے آتی ہیں اور غریبوں کی عورتیں میلی کچیلی منہ چھپا کر اپنی ضرورت کے لیے حیاء کے ساتھ باہر پھرتی ہیں پس یہ بے پردگی نہیں ہے، بے پردگی بی اے اور ایم اے اور ایف اے پاس عورتوں کی ہے، کہ کھلے منہ مردوں کی طرح آزادی سے بوٹ سوٹ سے آراستہ پھرتی ہیں[1]

نگاہ کی حفاظت اپنے قابو اور اختیار میں ہے

نفس کو روکیے شیطان کو بدنام نہ کیجئے

خوب سمجھ لیجئے کہ عفت نہایت قابل اہتمام چیز ہے اور اس کے لیے ان ذرائع کی ضرورت ہے جو شریعت نے تجویز کئے ہیں اور وہ ذرائع اختیار میں ہیں مثلاً نگاہ کا بچانا کہ یہ قابو سے باہر نہیں ہے گو اس میں کچھ تکلیف ہو مگر وہ تکلیف نگاہ کو آلودہ کرنے کی تکلیف سے کم ہے، غرض نفس کو نگاہ کے روکنے سے تکلیف تو ہوتی ہے مگر یہ روک لینا اختیار میں ہے اگر اپنے اختیار سے کام لیا جاوے اور اس تھوڑی سی تکلیف کو گوارہ کر لیا جائے۔ تو شیطان اخیر تک نہیں پہنچ سکتا۔ شیطان کو ہر معصیت میں اختیار صرف بلانے اور ترغیب دینے ہی کا ہے بڑی چیز وہ تقاضہ ہے جو خود آپ کے اندر موجود ہے، یعنی تقاضائے نفس، تو شیطان سے بڑا نفس ہوا، شیطان کو جس قدر بدنام کر رکھا ہے اس کا مستحق وہ بیچارہ ہے نہیں، نفس کو روکئے! یہاں تک دو مقدمے ہوئے۔

[1] التہذیب ملحقہ مفاسد گناہ ص: ۵۲۵۔

ایک یہ کہ معصیت کا اصل سبب تقاضائے نفس ہے اور شیطان صرف محرک ہے وہ کوئی فعل جبراً ہم سے نہیں کرا سکتا کہ ہم ارادہ بھی نہ کریں اور کام ہوجائے، اور دوسرا مقدمہ یہ ہوا کہ تقاضائے نفس کے بعد ہمارا ارادہ سبب معصیت ہے اور تیسرا مقدمہ یہ ہے کہ علاج بالضد ہوتا ہے تو جب معصیت تقاضائے نفس سے ہوتی ہے تو کوئی تدبیر معصیت سے بچنے کی سوائے اس کے نہیں کہ تقاضائے نفس کو ضبط کیا جائے، اور یہ مشکل ہے۔[1]

یہ کہنا غلط ہے کہ نگاہ پر قابو نہیں نظر بد سے رکا نہیں جاتا

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نگاہ پر قابو نہیں نظر بد سے رکا نہیں جاتا یہ غلط ہے، نظر یقیناً فعل اختیار ہے اور میں کہتا ہوں کہ جو تکلیف نظر کرنے میں ہوتی ہے وہ نظر کو روکنے کی تکلیف سے زیادہ ہے، یہ ایسی بلا کی چیز ہے کہ کسی نے اس کے بارہ میں بہت ہی ٹھیک کہا ہے اور بیتی ہوئی کہی ہے ۔

درون سینۂ من زخم بے نشاں زدہ   بحیرتم کہ عجب تیرے بے کماں زدہ

تجربہ کر کے دیکھئے دو چار دفعہ نظر کو روکئے، اس سے اندازہ ہوجائے گا کہ جو تکلیف نظر کرنے میں ہوتی ہے وہ اس میں ہرگز نہیں ہوگی، ایک روایت ہے اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ یعنی نظر ایک تیر ہے شیطانوں کے تیروں میں سے، نظر کرنے سے دل میں ایک آگ بھڑک اٹھتی ہے اور نظر کو روکنے میں وہ آگ گھٹتی ہے جس سے تکلیف ضرور ہوتی ہے لیکن وہ آگ وہیں رہ جاتی ہے جہاں تھی بھڑکتی نہیں، گھٹ کر بجھ جاتی ہے اور نظر کرنے سے موت تک کی نوبت آجاتی ہے، کیونکہ ہر نگاہ کے بعد نکاح تو ضروری نہیں جو اصل غایت ہے نگاہ کی اور جب غایت حاصل نہیں تو

[1] الکاف ص:۱۸۴۔

پھر تقاضا ہوتا ہے۔ غرض یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا تو نگاہ کر لینے کا نقصان تو ختم نہیں ہوتا اور نگاہ کو روک لینے کی تکلیف ذرا دیر میں ختم ہو لیتی ہے۔

تجربہ کر کے دیکھ لیجئے دو چار دفعہ نظر کو روکئے اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ جو تکلیف نظر کرنے سے ہوتی تھی وہ اس میں ہرگز نہیں ہوگی جو تکلیف نظر کرنے میں ہوتی ہے، وہ نظر کو روکنے کی تکلیف سے زیادہ ہوتی ہے۔[1]

امراض باطنہ کا علاج ضروری ہے

بس امراض باطنہ کے بھی علاج کا وہی طریقہ ہے جو امراض جسمانیہ کا ہے کہ جب مرض لاحق ہو اسی وقت اس سے دور رہنے اور بچنے کی تدبیر کر و اس کو لپٹانے کا نام بھی نہ لو، اور گو گناہ سے بچنے میں کسی قدر مشقت ہوتی ہے مگر وہ تھوڑی دیر کی مشقت ہے پھر راحت ہوگی مثلاً کسی کو حسن پرستی کا مرض ہو تو اس کو چاہئے کہ حسین سے باتیں کرنا ملنا بلانا اس کو گھورنا بالکل چھوڑ دے کہ یہ سخت مضر ہے گو اس وقت ٹھنڈک پہنچتی ہے مگر اس کے بعد جڑ مضبوط ہو جاتی ہے اور عمر بھر کی مصیبت جان کو لگ جاتی ہے۔[2]

مشقت کے باوجود اس گناہ سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے

یہ بات اہل علم کے سمجھنے کی ہے کہ قرآن کی تعلیم کا اکثر طرز یہ ہے کہ ممنوعات میں (جن چیزوں کی طبیعت انسانیہ تقاضا کرتی ہے) انہیں چیزوں سے صراحۃً منع کیا گیا ہے اور جن سے طبیعت انسانیہ کو خود نفرت ہے اس سے صراحتاً منع نہیں کیا گیا چنانچہ اکل ربوا سے، شراب پینے سے منع کیا گیا ہے مگر پیشاب پاخانہ کھانے سے منع نہیں کیا گیا کیونکہ اس کا تقاضا تھا اس کا تقاضا نہ تھا۔ ایک مقدمہ تو یہ ہوا اب دوسرا مقدمہ اس کے

[1] وعظ الکاف ملحقہ مفاسد گناہ ص:۱۸۰ [2] المجاہدۃ ص:۱۲۹۔

ساتھ یہ ملاؤ کہ جس چیز کا تقاضہ طبیعت میں ہو اس سے رکنا مشقت و دشواری کا سبب ہے، یہ مقدمہ عقلی و بدیہی ہے اب سمجھئے کہ جب قرآن میں نظر بد سے منع کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ طبائع میں اس کا تقاضا ہے اور جس کا طبیعت میں تقاضا ہو اس سے روکنا سبب مشقت ہے تو آیت کا تو خود یہی مطلب ہوا کہ باوجود مشقت کے اس گناہ سے بچو، مگر آج کل کے دیندار یوں چاہتے ہیں کہ بغیر مشقت کے سب کچھ ہو جائے اسی کی میں شکایت کر رہا تھا کہ یہ کیسی طلب دین ہے جس میں راحت کی طلب ہے حالانکہ طالب دنیا ذرا سی مردار دنیا کے لیے جان و دل سے مرتے کھپتے رہتے ہیں اور طالب دین کو بغیر مشقت کے حصول دین و اصلاح اعمال کا انتظار ہو رہا ہے افسوس ع

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا[1]

نفس کی اصلاح مجاہدہ و مشقت کے بغیر نہیں ہوتی

صاحبو! اگر آپ اسی انتظار میں رہیں گے کہ بدون مشقت کے اعمال کی اصلاح ہو تو یہ شہوات نفسانیہ دل میں اپنی جڑیں ایسی مضبوط کر لیں گی کہ پھر واقعی اس کی اصلاح میں سخت مشقت کی ضرورت ہوگی کیونکہ ان شہوات سے جس قدر مسامحت و مساہلت کی جاتی ہے اسی قدر ان کی جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت لوگ اسی کے منتظر ہیں کہ کسی بزرگ کی توجہ سے ہماری اصلاح ہو جائے، یا وظیفہ سے یا تعویذ سے نفس مہذب ہو جائے، حاصل یہ ہے کہ خود کچھ کرنا نہ پڑے، یاد رکھو یہ سخت غلطی ہے تمہارا نفس راہ مار رہا ہے اور یہ شیطان کی بڑی رہ زنی ہے نفس کی اصلاح بدون مجاہدہ کے نہیں ہو سکتی توجہ اور وظیفہ سے اصلاح شدہ نفس کی نورانیت میں ترقی ہو جاتی ہے آگے کو راہ مفتوح ہو جاتا ہے رذائل کی اصلاح تھوڑا ہی ہوتی ہے **الا نادراً والنادر کالمعدوم**[2]

---

[1] المجاہدہ ص:۱۲۵ [2] المجاہدہ ملحقہ حقیقت تصوف وتقویٰ ص:۱۲۶۔

نفس کو مجاہدہ و مشقت کا عادی بناؤ

نفس لذت وآرام چاہتا ہے پس اس کا علاج یہی ہے کہ نفس کو مشقت وتعب کا عادی بنایا جائے اور یہی مجاہدہ کی حقیقت ہے۔

تو دیکھئے ایسی ضروری چیز اور لوگ اس سے بالکل غافل ہیں جو لوگ اعمال میں کوشاں بھی ہیں وہ بھی یوں چاہتے ہیں کہ بدون مشقت کے کام ہوجائے یعنی جن کو دین کا شوق بھی ہے وہ بھی مشقت سے گھبراتے ہیں تو یہ لوگ حقیقت میں طالب نہیں بلکہ ہوسناک ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ طالب دنیا کو تحصیل دنیا میں جس قدر مشقت ہوتی ہے اتنی مشقت و پریشانی دین میں نہیں ہوتی، دوڑ دھوپ اور جسمانی تکالیف تو الگ رہیں، طالب دنیا کو قلبی تشویش اور پریشانی بھی بہت ہوتی ہے اور طالب دین کو جسمانی مشقت بھی طالب دنیا کی برابر ہرگز نہیں ہوتی باقی قلبی تشویش و پریشانی تو اس کے پاس بھی نہیں پھٹکتی یہ اور بات ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے آخرت وجہنم کی اس کو دہشت ہوتی ہے مگر پریشانی نہیں ہوتی، پس طالب دنیا اور طالب دین کے اس فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اب دونوں کی طلب کو دیکھو تو دنیا والے باوجود اس قدر دوڑ دھوپ اور پریشانی کے یوں کہتے ہیں ؎

دست از طلب ندارم تا کام من برآید

یا تن رسد زجانان یا جان زتن برآید

جب وہ دنیا کے کام میں اس قدر مشقت برداشت کرتے ہیں تو خدا کے کام میں اگر کسی کو خدا کی محبت ہے یہ درخواست کیوں ہے کہ سارا کام بدون مشقت کے ہوجائے۔[1]

---

[1] المجاہد ص۲۲۱۔

بدنگاہی کا مرض کیوں نہیں جاتا

ایک صاحب کواسی میں کلام تھا کہ نگاہ بداختیار میں نہیں۔

فرمایا اصل وجہ یہ ہے کہ نفس سے تکلیف گوارہ نہیں ہوتی نگاہ ہٹانے میں الجھن ہوتی ہے تکلیف گوارہ نہیں کرتے نفس کے ساتھ ہولیتے ہوتمہارا جو خیال ہے اس سے تو شریعت پر اعتراض لازم آتا ہے کہ اس نے ایسی چیز کا مکلّف کیا ہے جو اختیار میں نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ اگر عورت کی چھاتی پر سوار ہو اور زنا کا مرتکب ہونے والا ہو اس وقت بھی ہٹنا اختیار میں ہے، گو مشقت چاہے جتنی ہو کیونکہ اس وقت بھی شریعت اس کو یہی حکم کرتی ہے کہ اس سے باز آوے[1]

اپنے مرض کو محقق پر ظاہر کردینا چاہئے

بعض لوگ اپنے امراض کو بلی کے گوہ کی طرح چھپائے رہتے ہیں کسی محقق پر ظاہر نہیں کرتے۔

یادرکھو! اس طرح شفا حاصل نہیں ہوسکتی بعض اس خیال سے اپنے امراض کو ظاہر نہیں کرتے کہ وہ بزرگ ہم کو ذلیل سمجھیں گے یا کسی اور سے کہہ دیں گے مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ تم کو تو کیا ذلیل سمجھتے جب وہ کتے کو بھی اپنے سے افضل سمجھتے ہیں، دوسرے وہ امین ہوتے ہیں کسی کا راز دوسروں کو کبھی ظاہر نہیں کرتے بعض لوگ اس خیال سے اپنی خامی ظاہر نہیں کرتے کہ اس میں اظہار معصیت ہے سو میں کہتا ہوں کہ معصیت تو فعل ہے افعال کے اظہار کی ضرورت نہیں بلکہ مواد کو بیان کرو اور مواد کو بیان کرنا معصیت نہیں، اور اگر کسی وقت شیخ افعال کی بھی تحقیق کرے اور علاج کے لیے

[1] کمالات اشرفیہ ص:۲۳۳۔

تحقیق افعال کی ضرورت سمجھے اس وقت افعال کا بھی ظاہر کرنا شیخ پر جائز ہے۔ اور اس کی بالکل وہی مثال ہے جیسے بدن مستور کا کھولنا ڈاکٹر اور جراح کے سامنے جائز ہے جب کہ پوشیدہ جگہ زخم ہو، مشائخ اعمال صالحہ کی وجہ سے بابرکت ہوتے ہیں اس لیے ان کی تعلیم میں بھی برکت ہوتی ہے جس کی وجہ سے جلد شفاء ہوجاتی ہے خود کتابیں دیکھ کر علاج جان لینا کافی نہیں، پس یہ جو مشہور ہے کہ مجاہدہ سے نفس مرجاتا ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ ضعیف ہوجاتا ہے کہ اب اس کا مقابلہ آسان ہوجائے گا، اور مقابلہ تو پہلے بھی کرسکتا تھا، اس وقت بھی مقابلہ کی قدرت تھی مگر مجاہدہ سے پہلے نفس کی مقاومت میں دشواری ایسی ہوتی ہے کہ انسان یوں سمجھ لیتا ہے کہ میں اس وقت مجبور ہوگیا ہوں حالانکہ یہ خیال غلط ہوتا ہے مجبور تو نہیں ہاں مغلوب ہوجاتا ہے[1]

مشکل مرض کا علاج بھی سخت ہوتا ہے

پس مطلق تقاضا تو کسی طرح بھی زائل نہیں ہوتا، چاہے کوئی کیسا ہی مجاہدہ کرے اور چاہے کیسی ہی سرد دوا استعمال کی جائے ہم نے ایک ستر برس کے بڈھے کو دیکھا ہے جسے ایک لڑکے سے محبت تھی، جوان کے پاس نوکر تھا حالانکہ وہ خود کسی مصرف کے نہ تھے مگر اس کی طرف دیکھنے کا تقاضا تھا اور تقاضا بشہوت تھا جو یقیناً حرام تھا وہ مجھ سے اپنا حال بیان کرکے علاج کے طالب ہوئے میں نے کہا کہ اس لڑکے کو اپنے سے الگ کردو، کہنے لگے یہ تو مشکل ہے میں نے کہا پھر علاج بھی مشکل ہے مشکل مرض کا آسان علاج تو مجھ کو آتا نہیں لوگ یہ چاہتے ہیں کہ علت بھی لگی لپٹی رہے اور شفا بھی ہوجائے، تو یہ نہیں ہوسکتا، اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ علاج ہی کے طالب نہیں اور اپنے کو مریض ہی نہیں سمجھتے اگر امراض باطنیہ کو بھی مثل امراض ظاہرہ کے مہلک سمجھتے تو

---

[1] الفیض الحسن ص:۱۶۰۔

دوائی تلخ سے ہرگز نہ گھبراتے، آخر ظاہری امراض کے علاج میں کس قدر مشقتیں برداشت کی جاتی ہیں صرف اس وجہ سے کہ اس کو مرض اور ہلاکت کا سبب سمجھا جاتا ہے۔ امراض باطنہ کو ہلاکت کا سبب نہیں سمجھا جاتا، یا بربادی دین کی پرواہی نہیں، تو میں نے ان بڑے میاں سے کہا کہ اس کا علاج صرف بُعد ہے اور وہ بھی کلی بعد کہ اول تو اس کو اپنے سامنے سے دور کرو، پھر ذہن سے بھی دور کرو یعنی بالقصد اس کا تصور نہ کرو، جس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی اور چیز کا تصور اپنے ذمہ لازم کرلو یا تو عذاب جہنم کا تصور کیا کرو، بعض کو اس سے بہت نفع ہوا ہے یا کسی بدشکل آدمی کا تصور کیا کرو بعض کو اس سے بھی نفع ہوا ہے، غرض مجاہدہ سے یہ نہیں ہوتا کہ تقاضا بالکل زائل ہوجائے بلکہ یہ تو نہ بڑھاپے سے ہو نہ کسی دوا سے ہو نہ تقلیل غذا سے ہو بس مجاہدہ کا نفع یہ ہے کہ تقاضا خفیف ہوجاتا ہے کہ پہلے مقاومت دشوار تھی اب آسان ہوگئی اب ذرا سے اشارہ میں نفس مغلوب ہوجاتا ہے پہلے سخت سزا اور جرمانوں سے بھی درست نہ ہوتا تھا اور اگر تقاضا بالکل زائل ہوجائے تو ثواب کیوں کر ہوگا ثواب تو اسی واسطے ملتا ہے کہ آدمی تقاضے کا مقابلہ کر کے نیک کاموں پر جما رہتا ہے۔[۱]

یہ کہنا غلط ہے کہ ہم نظر روکنے پر قادر نہیں

بعض لوگ نظر بد کے گناہ میں مبتلا ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ نگاہ نیچی رکھو اور مت دیکھو کیونکہ دیکھنا اختیاری امر ہے اس کا ترک بھی اختیاری ہے تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم نظر کے روکنے پر قادر نہیں مگر واللہ یہ جواب بالکل غلط ہے یہ شخص قادر ضرور ہے مگر وہ مشقت سے گھبراتا ہے اور یوں چاہتا ہے کہ بدون مشقت کے قادر ہوجاؤں اس کے نزدیک قدرت کے معنی یہی ہیں کہ بدون مشقت کے آسانی سے کام ہوجائے سو اس معنی کر واقعی قادر نہیں مگر ان کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی یوں چاہے کہ

[۱] الفیض الحسن ص:۱۵۸۔

بدون منہ میں لقمہ دیئے کھانا کھالوں۔اور جب اس طرح پیٹ نہ بھرے تو کہنے لگے کہ کھانا بہت مشکل ہے ہاتھ ہلاؤ، روٹی تک لے جاؤ اس کو توڑو، پھر لقمہ بناؤ، منہ میں دو پھر چباؤ پھر نگلو، اگر اسی کا نام دشواری ہے کہ کچھ بھی نہ کرنا پڑے تو واقعی نظر بد سے بچنا دشوار ہے اور تم اس کے روکنے پر قادر نہیں مگر اس کا حماقت ہونا ظاہر ہے، کوئی عاقل اس کو تسلیم نہیں کرسکتا کہ قدرت علی العمل کے معنی یہ ہیں کہ اس میں اصلاً مشقت نہ ہو اور عجز عن العمل کے معنی یہ ہیں کہ اس میں کسی قدر مشقت ہو جب یہ معنی مسلم نہیں تو وہ لوگ جو اپنے کو غض بصر سے عاجز کہتے ہیں غور کریں کہ ایسی حماقت میں مبتلا ہیں انھوں نے قدرت و عجز کی حقیقت ہی غلط سمجھ رکھی ہے ورنہ یہ لفظ کبھی زبان پر نہ لاتے کہ ہم غض بصر پر قادر نہیں، غرض لوگ یوں چاہتے ہیں کہ بغیر مشقت کے نظر بد کو روک لیں، سو قرآن میں اس کا ذمہ کہاں ہے، وہاں تو مطلق حکم ہے ''**قُـل لِـلْـمُـؤْمِـنِيْـنَ يَـغُـضُّـوْا مِـنْ اَبْـصَـارِهِم**'' مسلمانوں کو حکم دیدیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔یعنی خواہ تکلیف ہو یا نہ ہو مشقت ہو یا نہ ہو کچھ پرواہ نہیں ان کو ہر حال میں غض بصر کرنا چاہئے بلکہ اگر غور کیا جائے تو خود اس آیت کا مطلب یہی ہے کہ باوجود مشقت کے غض بصر کرنا چاہئے، اور اس مشقت کو برداشت کرنا چاہئے۔[1]

---

[1] المجاہدہ ملحقہ حقیقت تصوف وتقوی ص:۱۲۴

باب ۴

چند ضروری تنبیہات

ایک بہت بڑی غلطی اور شیطان کی رہزنی

ایک نہایت دقیق اور نہایت عمیق شیطان کی رہ زنی یہ ہے کہ وہ بجائے اس کے کہ مشقت سے ترک معصیت میں کام لیتا خود معصیت کو ترک معصیت کا ذریعہ بناتا ہے، یعنی جب کسی متقی کو بار بار نگاہ نیچی کرنے سے مشقت ہوتی ہے تو شیطان اس کو یہ سبق پڑھاتا ہے کہ میاں ایک دفعہ اس کو خوب جی بھر کے دیکھ لو اس سے ہوس پوری ہو جائے گی، پھر نہ دیکھنا تو یہ روز روز کا آرہ چلنا تو موقوف ہو جائے گا مگر واللہ اس جی بھر کے گناہ کرنے سے تو اس کی رگیں اور مضبوط ہو جائیں گی۔ پھر اس کا اس گناہ سے نکلنا بہت دشوار ہو جائے گا کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ شہوت کو نظر سے ترقی ہوتی ہے پھر جب جی بھر کے دیکھنے سے بھی آگ نہیں بجھتی تو شیطان یہ سبق پڑھاتا ہے کہ ایک دفعہ جی بھر کے اس سے منہ کالا کر لو پھر توبہ کر لینا اس کے بعد پھر ہر روز یہی ہوتا رہتا ہے کہ آج توبہ کروں کل توبہ کروں ابھی جی نہیں بھرا، اگر اب توبہ کروں گا تو پھر تقاضا ہوگا، چنانچہ بعض تو اسی انتظار میں ختم ہو گئے، اور توبہ نصیب نہ ہوئی، اور بعض کو سالہا سال کے بعد عنایت حق نے سنبھالا تو توبہ کی توفیق ہوئی مگر ذخیرہ گناہوں کا کتنا جمع ہو گیا یہ تو عملی خرابی ہوئی اور اعتقادی خرابی یہ ہے کہ یہ شخص ترک معصیت کا مقدمہ خیال کر کے معصیت کو طاعت سمجھنے لگتا ہے پس یاد رکھو کہ ترک معصیت کے لیے بھی معصیت کا اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں بلکہ ابتدا ہی سے اس معصیت کے تقاضے کا مقابلہ کرنا چاہئے۔[1]

[1] المجاہدہ ملحقہ حقیقت تصوف وتقویٰ ص:۱۲۷۔

فرمایا کہ فلسفی مسئلہ ہے کسی قوت سے جتنا کام لیا جاتا ہے اتنا ہی وہ قوت زور پکڑتی ہے اور راسخ ہوجاتی ہے، پس نگاہ بد کرنے سے نگاہ بد کو سکون نہ ہوگا، بلکہ اس کی جڑ مضبوط ہوگی، اور ایک بار گھور لینے سے جو سکون ہوجاتا ہے اس سے دھوکا نہ کھایا جائے کیونکہ یہ عارضی سکون ہے، جیسے تمبا کو کھانے والے کو ایک بار کھا لینے سے کچھ دیر کو سکون ہوجاتا ہے لیکن طلب زیادہ ہوجاتی ہے، یا یوں سمجھو کہ جیسے درخت کی جڑ میں جب پانی دیا جاتا ہے تو وہ تھوڑی دیر میں نظروں سے غائب ہوجاتا ہے مگر واقع میں غائب نہیں ہوتا بلکہ وہ اب شاخوں اور پتیوں میں رطوبت بڑھا کر ظاہر ہوگا اور جڑ کو پہلے سے زیادہ مضبوط کردے گا، پس جو لوگ مقتضائے تقاضہ پر عمل کرتے ہیں وہ حقیقت میں تقاضے کو کم نہیں کرتے بلکہ اس کی آبیاری کرتے ہیں[1]

شہوت رانی میں جب اس پر عمل کیا جائے لذت آتی ہے اور بعد میں بھی لذت رہتی ہے اس تقاضے کو پورا کرنے کے بعد کچھ کوفت نہیں ہوتی اگر کسی روحانی کوفت ہو تو ہوسکتی ہے لیکن ایسے بہت کم ہیں عام حالت یہی ہے کہ شہوت رانی کے بعد چسکا پڑ جاتا ہے پہلے سے زیادہ آگ بھڑک جاتی ہے گو تھوڑی دیر کے لئے سکون مل جاتا ہے[2]

بدنگاہی اور معصیت میں فائدے اور حکمتیں بیان کرنا کفر کے قریب ہے

اہل طریق سے طریق کے دھوکہ میں بعض ایسی دقیق غلطی ہوجاتی ہے کہ وہ کفر تک پہنچتی ہے۔ ایک صاحب مجھ کو سفر میں ملے کہنے لگے کہ صاحب اگر کبھی نفس میں گناہ کا تقاضا پیدا ہوا اور تقاضہ کے روکنے سے اس میں اور زیادتی ہو تو ایسی صورت

[1] ارشادات حکیم الامت ص ۱۳ [2] بصائر حکیم الامت ص ۴۲۷۔

میں اگر ایک بار اس معصیت کا ارتکاب کرلیا جائے تاکہ قلب فارغ ہوجائے اور یکسوئی کے ساتھ ذکر و شغل میں لگ سکے، تو اس میں کیا مضائقہ ہے کیونکہ جب تک وہ تقاضا قلب میں رہے گا اس وقت تک قلب ادھر ہی مشغول رہے گا اور جب تقاضا جاتا رہے گا تو پھر آئندہ معصیت کا بھی اندیشہ نہ رہے گا۔ اس وقت اس معصیت سے استغفار کرلے۔ میں نے کہا توبہ کرو تم قریب بکفر ہو معاصی میں حکمتیں بیان کرتے ہو، اگر کوئی کہے کہ معصیت بھی ایک واقعہ ہے اور ہر واقعہ میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہر فعل کے اندر دو مرتبے ہوتے ہیں خواہ وہ فعل طاعت ہو یا معصیت ایک مرتبہ خلق کا اور ایک کسب کا تو خلق معصیت میں حکمت بیان کرنا تو فعل حق میں حکمت بیان کرنا ہے یہ تو محمود ہے، باقی کسب معصیت میں حکمت بیان کرنا تو یہ قریب بکفر ہے اور درحقیقت یہ بھی شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ گناہ کر لینے سے تقاضہ کم ہوجائے گا، کیونکہ ارتکاب معصیت سے فی الحال کچھ دیر کو تقاضا کم ہوجائے گا مگر اس کا یہ اثر ہوگا کہ آئندہ کے لیے مادہ معصیت قوی ہوجائے گا، اور جڑ پکڑ جائے گا۔ پھر اس کا ازالہ قدرت سے باہر ہوجائے گا کیونکہ انسان جب تک کوئی گناہ نہیں کرتا اس وقت تک گناہ اس کی نظر میں پہاڑ کی طرح بھاری اور خطرناک ہوتا ہے اور جب ایک دفعہ کرلیا اب ایسا خطرناک نہیں دکھلائی دیتا ہے معمولی بات ہوجاتی ہے۔ ایک دفعہ ارتکاب کے بعد پھر بچنا آسان نہیں[1]

[1] الاستغفار ملحقہ راہ نجات ص ۸۳۔

بدنگاہی کے بعد گناہ کا تقاضا ختم ہوجائے تب بھی نقصان ہے اور حفاظت نگاہ کے ساتھ گناہ کا تقاضا باقی رہے تب بھی ترقی کا ذریعہ ہے

بالفرض اگر تقاضا نہ بھی رہا تو پھر بھی اس پر خوش نہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ تقاضا جاتا رہنا مسبب ہے گناہ سے اور تقاضا کا باقی رہنا مسبب تھا طاعت سے اس لیے میں جزم کے ساتھ کہوں گا کہ طاعات کے ساتھ تقاضائے معصیت موجب قرب[1] ہے اور معصیت کے ساتھ عدم[2] تقاضا موجب قرب نہیں ہوسکتا بلکہ ارتکاب سے پہلے جو اس تقاضے کی وہ مخالفت کررہا تھا وہ مقاومت[3] نفس اور مجاہدہ کی ایک فرد تھی جو موجب قرب ہے۔

خوب سمجھ لو کہ بندہ کی ساری عمر اگر اسی کشتم کشتہ[4] میں گذر جائے اور مقاومت نفس میں مشغول رہے اور تقاضائے معاصی اس کو پریشان کرتے رہیں یکسوئی بھی حاصل نہ ہو تو یہ موجب قرب ہے کیونکہ یہ عمل ہے اور گناہ کے تقاضے پر عمل کر لینے کے بعد جو ایک قسم کا سکون محسوس ہوتا ہے وہ ہرگز قابل قدر نہیں کیونکہ وہ کیفیت ہے عمل نہیں ہے اور کیفیت موجب قرب نہیں ہے پس گناہ سے بچنا بہت ضروری ہے۔[5]

بدنگاہی میں مبتلا شخص کو ہمت کر کے فوراً توبہ کرنے کی ضرورت

اور جو مبتلا ہوگیا ہو اس کو ہمت کے ساتھ جلد توبہ کرنا چاہئے گناہ کے بعد اگر بندہ اس وجہ سے توبہ نہ کرے کہ میرے گناہ اس درجہ ہیں کہ توبہ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا یہ بھی حماقت اور شیطان کا جال ہے، اور حقیقت میں یہ کبر ہے کہ اپنے کو اتنا بڑا

[1] حق تعالیٰ سے قرب کا ذریعہ [2] بدنگاہی کا تقاضہ نہ ہونا [3] نفس کی مخالفت [4] اکھاڑ پچھاڑ۔
[5] وعظ الاستغفار ملحقہ راہ نجات ص:۸۴-۸۶۔

سمجھتا ہے کہ گویا اس نے اللہ تعالیٰ کا کچھ ایسا نقصان کر دیا ہے کہ اب وہ اس کو معاف نہیں کر سکتے کیا اللہ میاں سے بھی مساوات کا دعوی ہے، یاد رکھو یہ برتاؤ تو بالکل برابر کا سا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ اور اس کی صفات کاملہ کے سامنے تمہاری اور تمہارے افعال کی ہستی ہی کیا ہے؟ سارا عالم بھی نافرمان بن جائے تو ان کا ذرہ برابر کچھ نقصان نہیں ہوسکتا نہ ان کو عفو وکرم سے کوئی امر مانع ہوسکتا ہے۔

مشہور ہے کہ ایک مچھر بیل کے سینگ پر جا بیٹھا تھا جب وہاں سے اڑنے لگا تو بیل سے معذرت چاہی کہ معاف کیجئے گا آپ کو میرے بیٹھنے سے بہت تکلیف ہوئی ہوگی بیل نے کہا ارے بھائی مجھ کو تو خبر بھی نہیں کہ کب بیٹھا اور اور کب اڑا، تو جیسے وہ مچھر سمجھا تھا کہ مجھ میں اتنا وزن ہے کہ جس سے بیل بھی دب گیا ہوگا۔ اسی طرح یہ شخص بھی اپنے گناہوں کو اتنا بڑا سمجھتا ہے کہ جس سے اس بات کا اندیشہ ہو گیا کہ حق تعالیٰ میرے ان گناہوں سے متاثر ہو گئے ہوں گے حالانکہ حق تعالیٰ پر کسی چیز کا بھی کچھ اثر نہیں ہوتا تو اپنے گناہوں کو اتنا بڑا سمجھنا کہ توبہ کافی نہ ہو یہ درحقیقت تکبر ہے گو صورۃً شرمندگی ہے[1]

پھر صاحب ہمارا تو نصوص پر ایمان ہے نصوص میں یہ کہیں نہیں وارد ہوا کہ فلاں گناہ میں توبہ نہیں، سب سے بڑا گناہ کفر ہے مگر توبہ اس کے لیے بھی ہے۔ ابوجہل تک کو بھی توبہ کا حکم ہے اگرچہ اس کے متعلق خبر دیدی گئی کہ وہ ایمان نہیں لائے گا مگر پھر بھی حکم ہے کہ توبہ کر۔ تو حضرت اس سے بڑھ کر کس کا کفر شدید ہوگا، اور اسکا کفر ظاہراً ممتنع الزوال بھی تھا کیونکہ نص کے اندر خبر دیدی گئی تھی مگر اس کو بھی حکم ہے کہ ''آمِنْ وَتُبْ اِلَیْهِ'' (ایمان لے آ اور توبہ کر لے)۔ تو اگرچہ صوفی کی یہ شرمندگی جس کی وجہ سے اس کی زبان نہیں اٹھتی بوجہ افتقار وانکسار کے ہے لیکن اس کو حکم ہے کہ توبہ کرو، لہٰذا اس پر توبہ واجب ہے[2]

[1] ص ۸۷ [2] وعظ الاستغفار ملحقہ راہ نجات ص: ۸۷۔

دینداروں اور متقیوں کو شیطان کیسے بدنگاہی میں مبتلا کرتا ہے

بشر تو شر سے خالی نہیں لیکن متقیوں سے گناہ صادر نہیں ہوتا، البتہ کبھی سہواً ایسا ہوجاتا ہے اور بعض دفع یہ غلطی ہوجاتی ہے کہ مقدمات معصیت (یعنی گناہ کے ذریعوں اور واسطوں) پر تو ان کو تنبہ ہوجاتا ہے مگر وہ ان پر پوری توجہ نہیں کرتے، اور وہ مفضی الی المعصیۃ (گناہ کا ذریعہ) ہوجاتا ہے اور بعض دفعہ مقدمات (ذرائع) کا مقدماتِ معصیت (یعنی گناہ کا ذریعہ) ہونا ہی معلوم نہیں ہوتا (اور شیطان اپنا کام کرجاتا ہے) جیسے ایک عورت سامنے سے گذری نفس نے اس کو دیکھنے کا تقاضا کیا اس نے اس تقاضے کو روکا پھر اتفاقاً اس کا بچہ رویا جو اس کے ساتھ پیچھے پیچھے تھا اب شیطان آیا اور اس نے اس متقی سے کہا کہ تم اس بچہ کی اعانت کرو اس کی ماں نے اس کو نہیں دیکھا تم اس کو اٹھالو اب اس نے اس طرف اس نیت سے نظر کی کہ دیکھوں ماں نے بچہ کو دیکھا ہے یا نہیں، بس یہ اس نے برا کیا عورت کی طرف نظر ہرگز نہ کرنا چاہئے تھی اب نظر کے بعد اس کو تنبہ ہوا کہ اس نظر میں نفس کی شہوت کا شائبہ ضرور تھا اب شیطان پھر آیا اور اس نے کہا کہ تم نے عمداً یہ گناہ کیا ہے اور تم عوام کی مثل نہیں ہو بلکہ صاحب نسبت متقی ہو تمہارا یہ جرم نہایت سنگین ہے، اب دیکھئے یہ خطا معاف ہو یا نہ ہو، پھر چونکہ یہ شخص مراقبات نعماء وعنایت الٰہی کئے ہوئے ہے جس کی وجہ سے حیاء من اللہ کا غلبہ ہے تو اب حیاء کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ زبان سے مارے حیا کے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی بھی نہیں نکلتا استغفار کرنا چاہتا ہے مگر زبان نہیں چلتی بس اس کا یہ حال ہوجاتا ہے۔

اَحبُّ مناجاتِ الحبیب باَوْجہٖ
وَلٰکِنَّ لِسَانَ الْمُذْنِبِیْنَ کَلِیْلٌ

(مناجات حبیب چند وجوہ سے پسندیدہ تر لیکن گناہگاروں کی زبان (غلبہ حیا سے) نہیں چلتی)

بلاتشبیہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے اطباء نے لکھا ہے کہ بعض لوگ غلبۂ حیاء کی وجہ سے عورت پر قادر نہیں ہوتے ان کو اس سے شرم آتی ہے کہ ایک ایسی عورت کے ساتھ جو نکاح سے ایک ساعت پہلے اجنبی محض تھی اور نکاح کے وقت مثل مہمان اپنے گھر میں آئی ہوئی ہے، ایسی حرکت کریں جو ظاہر میں خلاف تہذیب ہے پس ابتداء میں تو غلبۂ حیا کی وجہ سے وہ قادر نہیں ہوتا، پھر اس کو اپنی نسبت یہ وہم ہو جاتا ہے کہ میں اس کام کے قابل ہی نہیں بلکہ جماع سے عاجز ہوں پھر وہم بڑھتے بڑھتے مایوسی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ اپنے کو عنین (نامرد) سمجھنے لگتا ہے اس کا علاج اطباء نے یہ لکھا ہے کہ بہ تکلف اس کو حیا کم کرنا چاہئے اور دل لگی مذاق اور بے تکلفی اختیار کرنا چاہئے اسی طرح طریق باطن میں جس شخص کو غلبۂ حیاء استغفار سے مانع ہوا سکا علاج یہی ہے کہ وہ بے حیا بن کر اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ (اے اللہ مجھ کو معاف کر اے اللہ مجھ کو معاف کر) کہے اور بار بار کہے اور اپنی اس حالت حیا پر التفات نہ کرے بلکہ بہ تکلف اس حیاء کو کم کرے اس شخص کے لیے واقعی مرن ہے جس سے اب تک تو حیادار بننے کو کہا گیا تھا اور آج بے حیا بننے کو کہا جا رہا ہے مگر اس حیا کو چولہے میں ڈالنا چاہئے جو اس وقت محبوب سے بُعد کا سبب بن رہی ہے، حیاء وغیرہ اسی وقت تک مطلوب ہیں جب تک موجب قرب ہوں اور اگر موجب بعد ہونے لگیں تو اب ان کی ضد مطلوب ہوگی، خوب کہا ہے مولانا نے ؎

چوں طمع خواہد زمن سلطان دیں

خاک برفرق قناعت بعد ازیں

(اگر بادشاہ حقیقی مجھ سے طمع کے خواہش مند ہوں تو قناعت کے سر پر خاک ڈال دوں گا یعنی ترک کردوں گا)۔

بہر چہ از دوست وامانی چہ کفر آں حرف و چہ ایمان
بہر چہ از یار دور افتی چہ زشت آن نقش و چہ زیبا

(جس چیز کی وجہ سے محبوب سے دوری ہو وہ قابل ترک ہے خواہ وہ کچھ ہی کیوں نہ ہو)

غرض اس کا علاج یہی ہے کہ بے حیا بن کر زبان سے توبہ و استغفار کے کلمات نکالے اور بار بار ان کا تکرار کرے ورنہ اگر یہ حیاء ہی میں رہا تو چند روز کے بعد وہم بڑھے گا اور یہ یوں سمجھے گا کہ میں مردود ہو گیا پھر مردودیت کا خیال دل میں جگہ پکڑ لے گا تو اس کو اپنی مغفرت سے مایوسی ہو جائے گی اور کفر کی سرحد پر پہنچ جائے گا[۱]

سارا عالم حق تعالیٰ کی صنعت وقدرت کاملہ کا مظہر ہے تو پھر حسینانِ عالم کو اس نیت سے کیوں نہیں دیکھ سکتے

یہاں سے کوئی یہ خیال کر لے کہ جب تمام عالم مرأۃ حق بن سکتا ہے تو منجملہ اجزاء عالم کے حسیناں جہاں بھی ہیں تو ان کی طرف بھی نظر کرنا اس نیت سے کہ ان کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے درست ہونا چاہئے، سو یہ خیال محض غلط ہے کیونکہ حسینوں کو دیکھ کر خدا ایسا یاد آتا ہے کہ حسینوں کی یاد بھی ضرور اس میں شریک رہتی ہے اور شرکت بھی ایسی شرکت کہ غالب انہیں کی یاد ہوتی ہے اور خدا کی یاد مغلوب ہوتی ہے اور ایسی مغلوب کہ یہ صرف نفس کا دھوکہ ہی ہوتا ہے کہ اس میں خدا کی یاد بھی شامل ہے، ورنہ یاد خدا اس وقت محض موہوم بلکہ معدوم ہوتی ہے اور اعتبار غالب ہی کا ہوتا ہے، تو حسینوں کی طرف توجہ، توجہ بخدا نہیں ہے اور اگر کوئی یہ بھی کرے کہ نظر کرتے وقت غلبہ خدا ہی کی یاد کو دے دے تو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس میں بھی نفس کا دھوکہ ہی ہے وہ

[۱] استمرار التوبۃ ملحقہ راہ نجات ص:۱۵۴-۱۵۵۔

اس وقت من سمجھوتہ کر لیتا ہے کہ میں شہوت کا خیال نہ کروں گا بلکہ خدا کو یاد رکھوں گا، پھر دیکھنے میں کیا حرج ہے اور اس طرح سے جال میں پھنسا دیتا ہے پھر اس میں یہ خاصیت ہے کہ ذرا دیر کے بعد اس کے عکس ہوجاتا ہے اور انہیں کی یاد رہ جاتی ہے ، یاد خدا کا پتہ بھی نہیں رہتا۔ لہٰذا نظر بہ حسن حرام ہے، جب کہ اس کی طرف وہ خاص کشش ہو جو شہوت سے ناشی ہوتی ہے جس کے معیار کے لیے صحیح بصیرت کی ضرورت ہے ہر شخص کا فیصلہ اس کے لیے کافی نہیں، اور وہ معیار یہ ہے کہ اگر اس حسین میں کوئی ایسا عیب پڑ جائے جس سے وہ قبیح المنظر (بری شکل کا) ہوجائے تو دیکھا جائے کہ اس کی محبت گھٹتی ہے یا بڑھتی ہے اگر گھٹ جائے تو یہ علامت ہے، اس محبت میں شہوت کی شرکت کی اور اگر بڑھ جائے تو علامت ہے خلوعن الشہوت کی اور کسی محل میں دونوں محبتیں جمع ہوجاتی ہیں وہاں دونوں آثار مختلف حیثیتوں سے جمع ہوں گے جیسے اپنی بی بی میں کوئی ایسا عیب پڑ جانے کے وقت۔

اگر اس جواب کے بعد بھی کوئی یہی کہے کہ حسینوں کی طرف نظر کرنا نظر بخدا ہے کیونکہ حسن دیا ہوا تو خدا ہی کا ہے تو ان کو دیکھ کر صنعتِ خدا پر نظر پہنچے گی، لہٰذا جائز ہونا چاہئے، تو اس کے لیے ایک دوسرا جواب ہے وہ یہ کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس سے صنعت خدا کا نظارہ ہوسکتا ہے مگر اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی محبوب نے اپنے سامنے دس آئینے کھڑے کئے ہوں، جس میں سے اس کا عکس دیکھا جاسکے، لیکن ایک آئینہ ان میں سے آتشی بھی ہے، اس سے محبوب نے منع کیا ہے کہ اس میں مجھے نہ دیکھنا کیونکہ اس میں خاصیت ہے جلا دینے کی جیسا کہ آفتاب کو معمولی شیشہ میں دیکھیں تو آنکھ کو چنداں صدمہ نہیں پہنچتا اور آتشی شیشہ میں دیکھیں تو گو اس میں بھی وہی نور آفتاب کا ہے مگر اس کی خاصیت یہ ہے کہ جس چیز پر اس کا عکس پڑ جائے گا جلا دے گا، تو یہ حسین بھی جمال حق کے لیے آئینے بے شک ہیں مگر آتشی شیشے ہیں کہ

نورحق کا جب ان میں ہوکر پڑے گا تو جلانے کا اثر رکھے گا۔

ہرگز نہ گندمی گوں لا تقربوا کہ زہرست

حال پدر بہ باد از ام الکتاب دارم

نداند صاحب دلاں دل بہ پوست

وگر ابلھے داد بے مغز اوست

(حسینوں کے قریب مت جاؤ کہ زہر ہے۔ باپ کا حال میں ام الکتاب میں رکھتا ہوں۔ صاحب دل اپنا دل چھلکے کے بدلے نہیں دیتے۔ دوسرے بے وقوف بغیر مغز کے اسے دے دیتے ہیں)۔

اور میں کہتا ہوں کہ محبوب نے جب خود اپنی تجلیات کے مشاہدہ کے لیے اس شیشہ کے سوا دوسرا طریقہ اس سے اچھا اور بے خطر بتایا ہے تو خطرناک طریقہ کو اختیار کرنا کیا عقل کی بات ہے، یہ حسین ان تجلیات کے سامنے کیا چیز ہیں ان میں ہوکر وہ تجلیات بالکل میلی اور دھندلی ہو جاتی ہیں ان کی طرف نظر کرنا علامت ہے اس کی کہ اصل تجلیات کی جھلک اس شخص پر نہیں پڑی ہے ورنہ آفتاب کے سامنے چراغ کو کون پوچھتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حسینان جہاں توجہ آتشی ہونے کی بنا پر خاص خاصیات عادیہ کے منظر خدا ہونے سے مستثنیٰ ہیں[1]

خبردار ایسی غلطی نہ کرنا نفس کا کوئی اعتبار نہیں

سوال: ایک روز گھر میں کچھ مقدمہ کے کاغذات تلاش کررہا تھا میرے گھر میں سے دوسرے گھر میں تھیں دفعۃً ایک پڑوس میں کی لڑکی جو رشتہ قریبی سے

[1] وعظ الکاف ملحقہ ذکر وفکر ص ۱۲۶ و ۱۲۷۔

بہن ہوتی ہے، میرے پاس آئی اور کہا کہ ایک خط میرے شوہر کے پاس لکھ دو، (اس وقت میری والدہ صاحبہ جی میرے پاس تھیں) میرے دل میں معاً یہ خیال گذرا کہ تو اس کو خط سے انکار کر دے اور کہہ دے کہ مجھے فرصت نہیں کیونکہ ایسا نہ ہو کہ تیری والدہ موجود ہیں چونکہ کم دکھائی دیتا ہے نفس کا کچھ اعتبار نہیں کبھی دھوکہ کھاوے مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی خیال ہوا کہ ایسا بھی کیا دھوکہ ہوگا، لاؤ لکھ دو، اور یہ مجھے مدت سے خیال تھا کہ تو نفس پر زیادہ قادر ہے کہ اگر کوئی غیر محرم تیرے پاس بھی سور ہے تو اس کے متعلق کسی قسم کا وسوسہ بھی نہیں آئے گا۔ چنانچہ میں اس کا خط لکھنے لگا درمیان خط لکھنے کے یہ خیال نہایت پختہ طریقہ سے ہوا کہ لاؤ اس کو آزماؤں کہ یہ بدمعاش ہے یا لوگ ویسے ہی بدنام کرتے ہیں مگر پھر یہ بھی خیال ہوا کہ یہ شرعاً بھی جائز ہے یا نہیں مگر ایسا پردہ عقل پر پڑا کہ تیری نیت شہوت تو ہے ہی نہیں اس سے بوسہ مانگ کر دیکھوا گر دراصل یہ بدمعاش ہے تو یہ آمادہ ہو جائے گی، تو پھر نہ لیجیو نا جائز کیوں ہوگا، بدیں خیال میں اس سے مانگ بیٹھا مگر خدا کا شکر ہے لاکھ لاکھ مجھے معاً یہ خیال گذرا کیونکہ حضور کی تصانیف دیکھے ہوئے تھا یہ نفس نیکی کے پردہ میں تجھ کو معاصی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے بدیں وجہ فوراً علیحدگی اختیار کی اور اس کا خط نا تمام چھوڑا اور بہانہ کر کے اٹھ کھڑا ہوا حالانکہ بہت اس کے بعد توبہ استغفار کیا مگر طبیعت میں ایک انقباض سا ہے، اوراد کی بالکل ہمت نہیں پاتا پھر یہ بھی عہد کیا کبھی اپنا اعتبار نہ کروں گا، اور خدا تعالیٰ کا یہ فضل شامل حال ہوا کہ اس لڑکی سے اسی روز میری بیوی سے لڑائی ہوئی وہ پڑوس میں گانا گا رہی تھی میری بیوی اتفاق سے کوٹھے پر کسی کام کو چڑھی تھیں میری بیوی نے اس کو بہت مارا، بدیں وجہ اس کا آنا بھی بند ہو گیا، پھر میری بیوی نے اس کے گانے کی حرکت اور مارنے کی بابت مجھ سے کہا میں پہلے ہی سے اس فکر میں تھا

کہ کسی طرح اس کا آنا بند کروں بوجہ رشتہ داری معذور تھا بہت خوش اس مارنے سے ہوا، اور بیوی سے کہا کہ ایسی عورت کا ہمارے گھر آنے کا کام نہیں اب یہ عرض ہے کہ جو کچھ کیا وہ اس بنا پر درداز طبیباں نتواں نہفتن میں قسمیہ عرض کرتا ہوں اور کچھ بات اس کے سوانہیں ہوئی، اب للہ میری مغفرت کی دعا فرمائیے، اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ رضامند ہو کر مجھ کو اوراد واشغال کی ہمت اور استقلال عطا فرمادیں۔

جــواب: اچھا کیا جو ظاہر کر دیا تعجب ہے سمجھ دار ہو کر نفس کا اس طرح سے امتحان لیا، نفس کا کیا بھروسہ خدا تعالیٰ نے خیر کی مگر تدارک ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ جتنا وقت ذکر وشغل میں خرچ ہوتا ہے اس میں آدھا گھنٹہ اور ملا کر اس پورے وقت میں صرف نوافل پڑھتے رہیں، اور ذکر وشغل جو لذت کی چیز ہے بالکل چھوڑ دیں عشرۂ محرم تک ایسا ہی کریں اور نفس سے کہہ دیں کہ جب کبھی ایسی شرارت کرے گا نماز کا مجاہدہ تجھ پر ڈالوں گا[۱]

یہ شیطان کا زبردست حملہ ہے کہ ایک بار بدنگاہی کر کے پھر نہ دیکھنا یہ بھی تو مجاہدہ ہے

حــال: ایک وسوسہ میں گرفتار ہوں علاج ارشاد ہو۔ ''راستہ میں جب کوئی عورت نظر آتی ہے نفس کہتا ہے کہ ایک دفعہ نظر کر لے کیا حرج ہے کیونکہ تو بدفعلی تو نہیں کرے گا۔ اگر بالفرض بڑی خواہش ہی ہوئی تو اس سے باز رہنے میں مجاہدہ ہے، سو دیکھ اگر نظر نہ ہوتی تو یہ مجاہدہ کہاں سے حاصل ہوتا، تو تو مولوی ہے اس کو سمجھ سکتا ہے۔ پھر اپنے مرشد سے یہ بات عرض نہ کیا کر'' اس شیطانی کید کا علاج ارشاد ہو۔

[۱] تربیت السالک ص: ۲۴۶۔

جواب: جب کید ہونا معلوم ہوگیا تو نجات یہی ہے کہ عمل نہ کیا جائے، اور جو اس میں نفس نے نکتہ گڑھا ہے اول تو اہل طریق کے حسب فتویٰ ''كُلُّ حَقِيقَةٍ رَدَّتْهَا الشريعَةُ فَهِيَ زَنْدَقَة '' (یعنی ہر ایسی حقیقت جس کو شریعت نے رد کردیا ہو، وہ حقیقت نہیں بلکہ زندقہ اور گمراہی ہے اس لیے) یہ نکتہ ہی مردود ہے کیونکہ شریعت نے اس کو زنا بتلایا ہے۔ (**العینان تزنیان**) پھر یہ نکتہ اصول فن کے بھی خلاف ہے کیونکہ حکمت اس میں مجاہدہ کی نکالی ہے سو باوجود تقاضا کے نظر نہ کرنا کیا یہ مجاہدہ نہیں؟ بلکہ آپ کے نفس کے تجویز کردہ مجاہدہ میں تو کچھ حظ (یعنی نفسانی لذت) بھی ہے اور کچھ مجاہدہ اور (بالکل) نہ دیکھنا خالص مجاہدہ ہے پھر کون سا مجاہدہ زیادہ کامل ہوا۔ سو یہ حکمت غض بصر (یعنی نظر کو نیچی رکھنے اور عورتوں کو بالکل نہ دیکھنے) میں بھی حاصل ہے۔ اور اگر مجاہدہ مطلوبہ ایسا عام تو نصف احلیل داخل کر کے سکون سے بیٹھا رہنا اور پورا ایلاج نہ کرنا (یعنی اپنے نصف عضو کو داخل کرنے اور پورا داخل کئے بغیر بیٹھے رہنا) اس سے بڑھ کر مجاہدہ ہے تو کیا یہ بھی مطلوب ہوگا؟ آئندہ ہرگز ایسے نکات میں ذہن نہ دوڑائیں، شریعت کو امام بنائیں ورنہ بہت جلد الحاد کا خوف ہے۔[1]

یہ خیال غلط اور شیطانی دھوکہ ہے کہ معصیت سے حق تعالیٰ سے تعلق میں کمی اور وبال نہیں ہوتا

حال: دوسری بات قابل عرض یہ ہے کہ احقر کو صدور (گناہ ہوجانے کے بعد) محبت و تعلق مع اللہ کم نہیں ہوتا بلکہ اگر کبھی نفس میں کسی قدر حجاب آتا بھی ہے تو یہ خیال اس حجاب کو رفع کردیتا ہے کہ کیا اس تعلق کو اپنے افعال حسنہ کا ثمرہ سمجھتا ہے

[1] تربیت السالک ۲/۱۱۵۰۔

جو افعال قبیحہ سے اس میں کمی ہو جائے، نہیں جو کچھ ہے بلا سعی کے محض موہوب ہے نہ کسی فعل صالح پر اس کا ترتب موقوف تھا نہ قلت عمل صالح سے اس میں کمی ہونی چاہئے، اس کی بابت کیا ارشاد ہے کہیں یہ حالت موجب جرأت علی المعاصی تو نہیں۔

تحقیق: یہ حالت بد ہے نیک نما، **کلمة حق ارید بها الباطل** ہے، شیطان کا دھوکہ ہے یہ ظاہر ہے کہ محبت عبد مع الحق ظل ہے محبت حق مع العبد کی اور معصیت سے ثانی میں کمی ہوتی ہے **للمنافاة بین الرضا والسخط** پس اول میں بھی کمی لازم ہے اور جو چیز کم نہیں معلوم ہوتی ہے وہ حقیقت تعلق کی نہیں وہم اور خیال تعلق کا ہے پس حالت سبب جراءت ضرور ہے غرض معصیت کو علت سخط ضرور سمجھے لیکن طاعت کو موثر فی الرضا نہ سمجھے کیونکہ ہماری طاعت میں ایسا اثر نہیں ہے لیکن معصیت میں ضرور یہ اثر ہے **فلا تزل قدمک**[1]

شیطان کا زبردست حملہ

حال: حضرت میرے اندر ایک مرض بدنگاہی کا ہے بارہا ترک کی میں نے کوشش کی اور کچھ دنوں کے لیے کامیاب بھی ہوجاتا ہوں لیکن مداومت (پابندی وہمیشگی) نصیب نہیں ہوئی، اس باب میں بارہا میں نے توبہ کی اور بارہا اس کو توڑا، ندامت بھی ہوتی ہے اور آئندہ کے لیے عزم بھی کرتا ہوں کہ اب نگاہ پست رکھوں گا اور اس پر عمل بھی کرتا ہوں لیکن ہمیشہ مجھے ناکامی رہی اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں **العینان تزنیان** کے بعد **الفرج یصدقه ویکذبه** بھی ہے اب نفس مجھے سمجھاتا ہے اور تاویل کرتا ہے کہ میاں مطلق نظر کرنا معصیت نہیں ہے بلکہ وہ نظر معصیت میں داخل ہے جس میں شہوت بھی ہو اور بلا شہوت دیکھنے میں کوئی حرج نہیں اور تمہارے نفس میں خواہش تو

[1] تربیت حصہ پنجم ص: ۱۲۳۔

ہے نہیں اس لیے اس میں کیا قباحت ہے۔ پھر قباحت بھی ہو تو توبہ کر لینا اور کبھی اس طرح نفس بہکاتا ہے کہ میاں اس قسم کے گناہ تو نماز سے معاف ہو جاتے ہیں اس کے بعد وضو کرو گے اور نماز پڑھو گے تو سب معاف ہو جائے گا، کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ وضو سے آنکھ وغیرہ کے گناہ جھڑ جاتے ہیں غرضیکہ اس وجہ سے بڑی کوشش کے بعد بھی کامیاب نہیں ہوتا اور نظر میں مبتلا ہو جاتا ہوں، لیکن اب تھوڑے روز سے ہمت کر لی ہے اور پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اب انشاءاللہ ہرگز ہرگز ان کی طرف نہیں دیکھوں گا اور ہمیشہ نگاہ کو نیچی رکھوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دفعہ ارادہ میں کامیاب ہوں اور باوجود شدید تقاضا کے نفس کی مقاومت (مقابلہ) کرتا ہوں اور پوری طاقت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آہستہ آہستہ آسانی نظر آ رہی ہے اور نفس پر قابو پا رہا ہوں اب حضرت سے التماس ہے کہ مداومت کی دعا فرما دیں اور کوئی خاص تدبیر بھی ہو تو ارقام فرما دیں۔

تحقیق: مگر پہلے اپنی تاویلوں کے رد کی تقریر لکھو ورنہ تدبیر بیچاری خود تاویل کی رو میں بہہ جائے گی۔

حال: امید ہے کہ اب انشاءاللہ کامیاب ہو جاؤں گا۔ ساتھ ہی ساتھ حضرت سے یہ بھی درخواست ہے کہ مطلق نظر اور نظر بد میں کیا فرق ہے اور اس کی شناخت کیونکر ہو سکتی ہے کہ یہ نظر بد نہیں ہے خدانخواستہ اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ فرق معلوم کر کے اس کو آلۂ کار بنا لوں۔

تحقیق: یہ مقصود نہیں تو پوچھتے ہی کیوں ہو۔

حال: اب تو میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے کہ نگاہ پست رکھوں گا مطلب صرف یہ ہے کہ فرق معلوم ہونے سے نفس دھوکہ میں نہیں ڈال سکتا۔

تحقیق: کیا دھوکہ سے بچنے کا یہی ایک طریق ہے اس سے اچھا اور اسلم

طریق یہ ہے کہ مطلق نگاہ ہی کا استعمال نہ کرو[1]

یہ شیطانی حربہ ہے کہ استغفار بھی کرتے رہو اور گناہ بھی کرتے رہو

حال: خیال باطلہ متعلق شہوت باکثرت ہوتے ہیں آج اس قسم شہوت کے گناہ میں مبتلا ہوگیا ہوں بعد فراغت جو پریشانی و پشیمانی طبیعت کو لاحق ہوئی میں ہی جانتا ہوں اسی وقت توبہ بالخصوص دو رکعت توبہ ادا کی اور استغفار بکثرت کررہا ہوں مگر چین نصیب نہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایمان سے خارج ہوگیا۔ حضرت سے التجا ہے کہ غلام کی دستگیری فرمائی جائے ورنہ میں ہلاک ہوگیا باوجود وسعت ارض (یعنی زمین باوجود کشادگی) کے تنگ معلوم ہوتی ہے دل بیقرار ہے کوئی علاج ایسا فرمایئے جس سے تلافی ہوجائے بفرمودہ حضور کے علاج بھی کرارہا ہوں نیز دعا فرمادیں کہ اللہ پاک نور ایمان عطا فرماوے اور گذشتہ گناہ معاف فرمائے۔

تحقیق: سبحان اللہ کیا خوش کن خط بھیجا ہے اختیاری مرض کا مجھ سے تدارک پوچھا جاتا ہے اور تدارک بھی تسلی کا، کیوں صاحب آگ میں خود ہاتھ دے کر کسی طبیب کو خط نہ لکھا کہ کوئی تدبیر سکون کی بتلاؤ، میرا جی نہیں چاہتا کہ ایک حرف بھی لکھوں[2]

---

[1] النور شعبان ۱۳۵۳ھ [2] تربیت حصہ ہفتم ص:۵۹۔

بہو کی اس قدر محبت نفس کا چھپا ہوا چور ہے

حال: عرصہ ایک ماہ کا ہوا کہ فدوی کی بہو کا انتقال ہوگیا جس کی عمر۱۶ یا ۱۷ برس کی تھی اور نہایت نیک بخت اور میری فرمانبردار تھی اس کے انتقال کا مجھ کو بہت صدمہ ہوا، حالانکہ میرا خیال تھا کہ دنیوی محبت کسی قدر مجھے نہیں رہی، لیکن یہ غلط نکلا ہزار ہزار کوشش کرتا تھا کہ نہ روؤں لیکن قلب پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ آنسو روکے سے نہیں رکتے تھے۔اور ایک مہینہ تک سخت تکلیف رہی لیکن پھر حضور والا کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور نے تسکین فرمائی، اس روز سے واقعی تسکین ہوگئی اور خیال تکلیف دہ جاتا رہا۔

تحقیق: بیوی یا اولاد کی محبت میں یہ حالت ہوتی تو مضائقہ نہ تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ بہو سے ایسا علاقہ ایں چہ معنی، مجھ کو تو سخت ہی ناگوار ہوا اس کا جو ضرر دین پر پہنچنے والا ہے ذرا اس سے بچو اور فکر کرو لا الہ الا اللہ کیا واہیات ہے نفس میں ضرور چھپا چور ہے نکالو، جلد نکالو، ورنہ یہ رنگ لائے گا گو دوسرے ہی موقعہ پر سہی افسوس یہ ثقاہت اور یہ خیانت[1]

[1] تربیت السالک ص:۲۹۵۔

دوست اور غیر اللہ کی ناراضگی کا اس قدر غم قابل اصلاح ہے

سوال: حضرت مخدومی و معظمی جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب تسلیم باعث تحریر آنکہ میں ایک بلا میں مبتلا ہوں ایک دوست کی خفگی و ناراضی نے مجھے تباہ کر دیا، للہ میری دستگیری فرمائیے توجہ خاص کے ساتھ دعا فرمائیے کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے اس بارہ میں اگر کوئی وظیفہ وعمل مجرب مرحمت ہو تو عین بندہ نوازی ہے میرا تعلق اس کے ساتھ اضطراری ہے اختیاری نہیں فسق و فجور کا وہاں خیال نہیں محض میری اوقات گذاری کے لیے واسطہ وذریعہ ہے اگر یہی حال رہا تو خدا معلوم میرا کیا حال ہوگا اور میرے حال پر نظر فرمائیے اور جلد جواب سے سرفراز فرمائیے، زیادہ والسلام۔

جواب: عنایت فرمائے بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ چونکہ آپ سے تعلق پیر بھائی ہونے کا ہے اس لیے گستاخانہ مگر خیر خواہانہ عرض ہے ؎

عشق ہائے کزپے رنگے بود　　عشق نبود عاقبت ننگے بود
عشق بامردہ نباشد پائیدار　　عشق را باحی و باقیوم دار
غرق عشق شو کہ غرق است اندریں　　عشق ہائے اولیں و آخریں
عشق آن بگزیں کہ جملہ انبیا　　یا فتند از عشق او کاروکیا

طلب حق اور غیر پر نظر، اللہ سے ڈریئے اور شرمائیے مانا کہ تعلق اضطراری ہے لیکن نظر (دیکھنا) اور تخیل (خیال لانا) اور اکتساب تدابیر قرب (قریب ہونے کی تدبیر اختیار کرنا) یہ تو سب اختیاری اور شرعاً معصیت ہے معصیت کے ساتھ قرب حق و رضائے حق کہاں اور اوقات گذاری سے مراد اگر لذت نظر و قرب ہے تو معصیتِ شریعت ہے اور اگر کفالت رزق و مصارف ہے تو خلق پر نظر معصیتِ طریقت وخلاف توکل ہے اور یہ جو فرمایا ہے کہ کیا حال ہوگا سو حال کیا ہوتا غایت سے غایت موت "**من عشق فعف و کتم فمات فهو شهيد**" آپ نے سنا ہوگا

اور اگر حال فقر ہے تو۔

خدا گر بحکمت بہ بند درے کشاید بفضل وکرم دیگرے

غرض توبہ کیجئے مجھ کو یہی تعویذ اور عمل آتا ہے گستاخی معاف فرمائے۔ والسلام[1]

بیوی سے محبت تقویٰ کی علامت ہے

حال: کچھ عرصہ سے بیوی کی طرف محبت زیادہ ہوگئی ہے یہ میرے واسطے کچھ مضر تو نہیں ہے؟

جواب: عین سنت ہے اللہ تعالیٰ اس کے نیک اثرات دونوں کو عطا فرمائے۔ جب تقویٰ بڑھتا ہے بیوی سے محبت بڑھ جاتی ہے[2]

غیر منکوحہ عورت اور جس لڑکی سے نکاح کا اراد ہو اس کے تصور سے لذت حاصل کرنا حرام ہے

ایک عورت سے نکاح نہیں ہوا مگر یہ فرض کرکے کہ اگر اس سے نکاح ہوجائے تو اس طرح سے تمتع حاصل کروں گا خواہ اس سے نکاح کا ارادہ ہو یا ارادہ بھی نہ ہو اس کا حکم یہ ہے کہ یہ تلذذ (یعنی لذت حاصل کرنا) حرام ہے اس لیے کہ اس تلذذ کا محل کبھی حلال نہیں ہوا۔ جس میں تمتع بالحلال کا شبہ ہو سکے حدیث پاک کی تصریح سے قلب کے ذریعہ اشتہاء وتمنا کرنا زنا (میں داخل) ہے گو درجات میں کچھ تفاوت ہو مگر نفس معصیت میں اشتراک ہے۔

اور اگر کسی عورت سے نکاح ہوچکا تھا مگر طلاق وغیرہ کی وجہ سے اس کا نکاح زائل ہوگیا اور وہ زندہ ہے خواہ کسی سے نکاح کرلیا ہو یا نکاح نہ کیا ہو اور اس کے تصور سے لذت حاصل کی کہ جب یہ نکاح میں تھی تو اس سے اس طرح تمتع کیا کرتا تھا یہ تلذذ بھی حرام ہے۔

اور اسی صورت میں اگر یہ عورت کسی اور سے نکاح کرکے مرگئی تو اس کے

[1] التکشف ص:۲۳۰/تربیت السالک ص:۲۹۴ [2] (حسن العلاج لسوء المزاج ص:۱۱، النور ماہ محرم ۱۳۴۱ھ۔

تصور سے بھی تلذذ حرام ہے کیونکہ دوسرے سے نکاح کرنے کی وجہ سے وہ اس سے بالکل ایسی بے تعلق ہوگئی جیسے اس تصور کرنے والے کے ساتھ نکاح سے پہلے تھی۔

اور اگر وہ عورت اس شخص کے نکاح میں مرگئی تو میرے ذوق میں جواز کی ترجیح معلوم ہوتی ہے[1]

غیر متعین عورت کا تصور کر کے لذت لینا

حال: بعض دفعہ نفس لاعلی التعیین (غیر متعین) یوں ہی کوئی صورت اپنی طرف سے تراش کر کھڑا کر دیتا ہے اور متلذذ (مزہ لینا) ہوتا ہے یہ دیوانگی تو یقیناً ہے مگر حد معصیت میں بھی داخل ہے یا نہیں۔

تحقیق: عادۃً ممکن ہی نہیں، تعیین کے بغیر لذت ہو ہی نہیں سکتی، لیکن اگر کسی کو تلذذ ہوتا ہو تو آیت فمن ابتغی وَرَاء ذٰلِکَ فَاُوْلٰئِکَ هُمُ الْعَادُوْن. کے عموم میں داخل ہو کر حرمت کا حکم کیا جائے گا کیونکہ صورت مخترعہ (تراشی اور فرض کی ہوئی صورت) نہ زوجہ ہے اور نہ مملوکہ (باندی)۔ پس وراء ذلک میں داخل ہوگی۔

حال: موت سے چونکہ علاقہ زوجیت منقطع ہو جاتا ہے (یعنی رشتہ ختم ہو جاتا ہے) تو گذشتہ واقعات یا زوجہ کی صورت سے متلذذ ہونا (یعنی مزہ لینا) غالباً ممنوع ہوگا؟

تحقیق: وہ تلذذ تو استحضار ہے واقعہ ماضیہ کا جو حلال تھا اِس کا تصور بھی نہیں ہوتا کہ اب میں متلذذ (لذت اٹھانے والا) ہوں۔ بخلاف اس کے کہ وہ زندہ ہو اور مطلقہ ہو جائے وہاں تو فی الحال تلذذ کا تصور ہوگا اور یہ حرام ہے[2]

---

[1] امداد الفتاوی ۴/۱۷۰ [2] تربیت السالک ص:۳۷۳۔

نفس کی شرارت اور چالاکی

فرمایا: دنیا میں اس درجہ بدفہمی بڑھ گئی ہے پھر اس کے ساتھ نفس کی شرارت اور چالاکی بھی کہ جس کا کوئی حد وحساب نہیں۔

ایک شخص نے لکھا تھا کہ اگر کسی عورت کو اس نیت سے دیکھے کہ اگر اس سے نکاح ہوگیا تو اسی طرح دیکھوں گا تو کیسا ہے؟

ذرا یہ شیطانی اور نفسانی تدبیر ملاحظہ ہو، میں نے لکھا کہ اگر کسی عورت سے زنا کرے اس نیت سے کہ اگر اس سے نکاح ہوگیا تو اسی طرح صحبت کیا کروں گا تو کیسا ہے؟ بس رہ گئے اور سمجھ گئے، دیکھا نفس کی کید، ایسی ایسی سوجھاتا ہے۔ بڑا ہی چالاک اور مکار ہے۔ شیطان کو اسی نفس نے مردود کرایا، بڑا ہی خطرناک ہے۔ عارف ہی اس کی چالاکیوں اور مکاریوں سے خود بھی بچ سکتا ہے اور دوسروں کو بھی بچا سکتا ہے ورنہ ہزاروں کو اس نے خراب اور برباد کردیا اور خاص کر جب اس کی خواہشات کو پورا کیا جائے تب تو یہ اور ہی رنگ اختیار کرلیتا ہے۔ ہر وقت اور ہر لمحہ ایک نئی شاطرانہ چال نکال کھڑی کرتا ہے۔ البتہ جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہی بچ سکتے ہیں۔ دین کو معصیت کا آلہ بنانا یہ اسی کا کام ہے جس سے کفر کا اندیشہ ہے۔[1]

[1] ملفوظات حکیم الامت ج ۴، قسط ۲، ص ۹، ملفوظ ۲۰۷۔

اشعار سننے سے اگر نفس میں ہیجان ہوتا ہوتو اس سے بھی احتراز کیجئے

حال: عاجزانہ یہ امر قابل گذارش ہے کہ غلام میں جب شورش ہوتی ہے خواہ وہ خود بخود ہو یا اشعار پڑھنے سے تو ساتھ ہی اس کے ان امور کی طرف قلبی لگاؤ ہوجاتا ہے جو اوائل عمر میں کسی غیر محرم کی طرف نظر کرنے سے یا خود بخود نظر پڑ جانے سے اس کی کوئی ادا مرغوب طبع ہوگئی تھی اور قوت متخیلہ میں وہ محفوظ ہوگئی، اور حالتوں میں تو اس میں ضعف و انحطاط رہتا ہے لیکن مذکورہ بالا وجہ سے قوت ہوجاتی ہے گو الحمدللہ یہ حالت مغلوب ہے حضرت حق کی طرف حالت غالب ہے اکثر اس حالت میں ذکر اللہ کی توفیق ہوجاتی ہے لیکن وہ خیالات خار معلوم ہوتے ہیں جتنے پر قدرت ہے اتنے پر اس کے مقابل بالمقصد خیالات محمود لا لا کر نفی کرتا رہتا ہوں اور غیر اختیاری پر التفات نہیں کرتا، پرسوں اعلیٰ حضرت حضرت حاجی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کی کتاب نالہ امداد غریب پڑھ کر یہ حالت ہوگئی تھی۔

تحقیق: ایسی حالت میں اشعار کا شغل بالکلیہ ترک کردیں کہ وہ سبب اختیاری ہے اس ہیجان (یعنی جوش) کا اور جب بے اختیار شورش ہوجائے اس کی وہی تدبیر ہے جو آپ نے لکھی ہے۔[1]

بدنگاہی ہر پہلو سے حرام ہے
تصور وخیال سے لذت لینا بھی حرام ہے

خلاصہ یہ ہے کہ کسی کے پاس کوئی دلیل اور سہارا بدنگاہی کے متعلق نہیں، بدنگاہی ہر پہلو سے حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ آگے فرماتے ہیں **وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ**

[1] النور، تربیت السالک ص:۲۴۷۔

یعنی جس شئے کو سینے میں چھپاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتے ہیں، یہ پہلے سے اشد ہے یعنی معصیت صرف نگاہ ہی سے نہیں بلکہ دل سے بھی ہوتی ہے ، بہت لوگ دل سے سوچا کرتے ہیں اور خیال سے مزے لیتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ ہم متقی ہیں، خوب سمجھ لو کہ یہ سب تلبیس لعین (شیطان کا دھوکہ) ہے۔

بعض مرتبہ دل کے اندر سوچنے سے اور دل کے اندر باتیں کرنے سے اور زیادہ فتنہ ہوتا ہے کیونکہ نگاہ کرنے میں تو بعض مرتبہ قبیح و بدصورت ثابت ہوتا ہے اور دل کے اندر باتیں کرنے میں تو طبیعت کو زیادہ لگاؤ ہوجاتا ہے اور قلب سے کسی طرح وہ بات نہیں نکلتی بلکہ محض نگاہ نہ کرنے سے اپنے کو صاحب مجاہدہ سمجھ کر زیادہ مقرب سمجھتا ہے اور یہ نہیں دیکھتا ہے کہ دل میں متمتع (لطف اندوز) ہورہا ہوں تو مجاہدہ کہاں رہا، غرض اس کا انسداد (بچنا) بھی بہت ضروری ہے اور چونکہ قلب کے اندر کانوں کے واسطے سے بھی باتیں اس قسم کی پہونچتی ہیں اس لئے جس طرح آنکھوں کی حفاظت ضروری ہے کانوں کی نگہداشت بھی ضروری ہے کہ ایسے قصے اور حکایات (اور گانے وغیرہ) نہ سنے نہ ایسے مقام پر جاوے جہاں گانا بجانا ہورہا ہو، بعض مرتبہ خود قلب ہی سے معصیت صادر ہوتی ہے، صدور کے وقت آنکھ کان کا واسطہ نہیں ہوتا مثلاً پہلی دیکھی ہوئی صورتیں یاد آتی ہیں اوران سے التذاذ (لطف اندوز) ہوتا ہے، اور قلب کی معصیت کا آنکھ کی معصیت سے اشد (سخت) ہونا ایک اور وجہ سے بھی ہے وہ یہ کہ قلب سے سوچنے اور آنکھوں سے دیکھنے میں ایک فرق بھی ہے یعنی آنکھوں کے گناہ میں تو نفس فعل کو کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا اس کی اطلاع سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں اس سے وہی بچے گا جس کے قلب میں تقویٰ ہو[1]

---

[1] غض البصر ص ۲۵۸

(تنبیہ) اپنی بیوی سے وطی کرتے ہوئے غیر عورت کے تصور سے بھی گناہ ہوگا۔ یعنی اگر کسی نے کوئی حسین عورت دیکھی ہو پھر اپنی بیوی سے وطی کرتے ہوئے اس کی صورت ذہن میں حاضر کر کے یہ تصور کرے کہ گویا میں اس اجنبی حسین عورت سے وطی کرر ہا ہوں تو گناہ ہوگا۔ حالانکہ بظاہر یہاں وطی حلال کا تحقق ہورہا ہے مگر چونکہ قصد حرام کا ہے اس لئے گناہ ہوگا۔ گو حد نہ ہو۔ اسی طرح کسی غیر عورت کا عکس پانی میں دیکھ کر اس سے تلذذ کرنا بھی گناہ کا سبب ہے۔ گو یہاں تمتع بالاجنبیہ (اجنبی عورت سے نفع اٹھانا) نہیں پایا گیا۔ کیونکہ پانی میں جو عکس آرہا ہے وہ کوئی چیز نہیں ہے، مگر قصد کی وجہ سے گناہ ہوا۔[1]

فقہاء نے ارشاد فرمایا ہے کہ اجنبی عورت کے تذکرہ اور تصور سے نفس کو لذت دینا جائز نہیں اور اجنبی عورت کے خیال وتصورات سے لذت لینا حرام ہے۔ حتیٰ کہ اگر اپنی بیوی سے صحبت کرے اور اجنبی عورت کا تصور کرے وہ بھی حرام ہے۔[2]

الغرض نامحرم کا تصور کرنا اور تصور سے لذت لینا یہ بھی اپنے اختیار میں ہے جس کا چھوڑنا واجب ہے، اور تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس حالت میں محبوب سے دور رہنے سے اکثر یہ مرض خفیف ہوجاتا ہے۔[3]

اسی طرح کسی عورت سے نکاح نہیں ہوا مگر یہ فرض کر کے کہ اس سے نکاح ہوجائے تو اس طرح سے تمتع حاصل کروں گا، اس طرح لذت حاصل کرنا بھی حرام ہے۔ اسی طرح اگر کسی عورت سے نکاح ہو چکا تھا مگر طلاق وغیرہ کی وجہ سے نکاح زائل ہوگیا اور وہ زندہ ہے اس کا تصور سے لذت حاصل کرنا کہ جب یہ نکاح میں تھی تو اس سے اس طرح تمتع کیا کرتا تھا یہ بھی حرام ہے۔[4]

---

[1] وحدت الحب، ملحقہ تسلیم ورضا ص ۲۸۶ [2] ثبات الستور ص ۱۴۱ [3] الکمال فی الدین، دین ودنیا ص ۲۷۲
[4] امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۷۰۔

تصویروں کے ذریعہ بدنگاہی

تصویروں کے ذریعہ لذت حاصل کرنے کی قباحت (وممانعت) میں کسی کو کلام نہیں، اگرچہ نیک لوگوں کی تصویر ہوں اور اگر چہ اس تصویر کی طرف کوئی اور مکروہ (نازیبا حرکت) بھی منسوب نہ ہو محض تفریح ولذت ہی کے لئے ہو (تب بھی ناجائز ہے) کیونکہ محرمات شرعیہ سے نظر (یعنی نگاہ) کے ذریعہ سے بھی لذت حاصل کرنا حرام ہے۔

فی الدر المختار کتاب الاشربه وحرم الانتفاعبالخمر ولولسقی دواب اولطین اونظر للتلهی

فرمایا اگر تصویر قصداً دل خوش کرنے کو دیکھے تو حرام ہے اور اگر بلاقصد نظر پڑ جائے تو کچھ حرج نہیں۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر صنعت (کاریگری) کے لحاظ سے دیکھے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا تصویر بنانے والے کی صنعت (کاریگری) کیا چیز ہے، صانع حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ) کی بعض مصنوعات کو بھی دیکھنا حرام ہے جیسے عورتوں، امردوں کو صنعت کی نظر سے دیکھنے لگے، فقہاء نے اس کو خوب سمجھا ہے لکھتے ہیں کہ اگر شراب کی طرف فرحت کے لئے نظر کرے تو حرام ہے کیوں کہ قاعدہ ہے کہ اچھی چیز کو دیکھ کر رغبت ہوتی ہے[1]

بعض فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ عورت کو اجنبی مرد کا جھوٹا کھانا جائز نہیں، (اسی مرد کو اجنبی عورت کا جھوٹا کھانا جائز نہیں) کیونکہ اس کھانے سے بھی رغبت ہوتی ہے، میں نے اس کا یہ انتظام کر رکھا ہے کہ جو کھانا بچا ہوا گھر میں جاتا ہے اگر معلوم نہ ہو کس کا کھایا ہوا ہے تب تو کھالو ورنہ مت کھاؤ[2]

[1] جدید ملفوظات ص ۱۵۱ [2] حسن العزیز ج ۱ ص ۱۶۔

باب۵
بدنگاہی چھوڑنے کے آسان علاج

جب اس لغو کام کی عادت پڑ جاتی ہے تو کم ہمتوں سے بڑی مشکل سے چھوٹتی ہے ہاں اگر ہمت کی جائے اور پختہ قصد کرے تو چھوٹ بھی جاتی ہے، کیونکہ بعض گناہ تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں ایک حد تک مجبوری بھی ہو سکتی ہے جیسے غریب آدمی کا رشوت لینا کہ اگر نہ لے تو بظاہر اس کے کام اٹکتے ہیں، اور اس میں تو کوئی ایسی مجبوری بھی نہیں کہ کوئی کام اس پر اٹکا ہوا ہو بس اس میں تھوڑی سی ہمت والے کے لیے بہت آسان ہے۔ ہمت والوں نے خدا کی راہ میں جانیں تک دیدی ہیں بہت سے ایسے باہمتوں کے واقعے سنے ہیں کہ انھوں نے تمام عمر کی افیون کی عادت چھوڑ دی۔[۱]

تمام معاصی سے بچنے کا علاج ہمت و استغفار ہے

حال: خیال ہوتا ہے کہ ایسی زندگی سے تو موت بہتر ہے، آئندہ کو معاصی سے تو چھٹکارا ہوگا، اس کا علاج آپ کے ہاتھ میں ہے منتظر ہوں کیا کروں اس کا علاج تحریر فرمائیں۔

جواب: اول ہمت اور جو کوتاہی ہو جائے استغفار۔

ایضاً: اس کا تدارک تو امر اختیاری ہے، کم ہمتی کا علاج بجز ہمت کے اور کیا بتلاؤں۔[۲]

بدنگاہی کا اصل علاج ہمت ہی ہے

حال: میری حالت خراب ہوگئی تھی، مگر خدا کا شکر ہے کہ حضور کے تشریف

۱؎ دعوات عبدیت ۱۲/۹ ۲؎ تربیت السالک ص: ۲۳۷۔

لانے سے حالت نے پھر پلٹا کھایا حضور کے مواعظ متواتر مطالعہ میں رہتے ہیں اور ان سے نہایت درجہ فائدہ ہورہا ہے مگر دو عیوب بڑے زبردست موجود ہیں ایک ریا، دوسرے شرم آتی ہے کہتے ہوئے مگر وہ نظر بازی، لیکن کوشش نہیں بلکہ بچنے کی کوشش ہوتی ہے، لیکن ایسا موقع اگر اتفاقاً پیش آجاتا ہے تو نظر ڈال کر گناہ کا مرتکب ہوتا ہوں، اگر عیوب چھپاتا رہوں تو اصلاح کیسے ہو، حضور کی توجہ کی ضرورت ہے اور میرے لیے جو حکم ہو اس پر عمل کروں خدا مددگار ہے۔

تحقیق: بدون ہمت کے کوئی کام نہیں ہوتا نظر بد کا بھی اصل علاج یہی ہے جس وقت ایسا موقع ہوا کرے یہ خیال کرلیا کیجئے کہ حق تعالیٰ اس وقت بھی دیکھ رہے ہیں، اگر ہمارا پیر اس حرکت کو دیکھتا ہو تو ہماری کبھی جرأت نہ ہو، تو خدا تعالیٰ کے دیکھتے ہوئے جرأت غضب ہے اور قیامت میں بھی باز پرس کریں گے۔ اگر سزا کا حکم کردیا تو کیسے بنے گی، بار بار اس خیال کے حاضر کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی اور ریاء کے متعلق کبھی زبانی عرض کروں گا۔[1]

بجز ہمت کے کوئی علاج نہیں

حال: مجھ میں بدنظری کا مرض بچپن سے ہے اس کے روکنے کے لیے بہت کوشش کرتا ہوں لیکن نہ دیکھنے سے حسرت ہوتی ہے اور جب کسی پردہ دار پر نظر پڑے تو فوراً پاؤں پر اور بے پردہ کی چھاتی پر پڑتی ہے اور اس کے بعد تصور کا ایک طومار بندھ جاتا ہے۔ حضرت والا اس کی اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: بجز ہمت کے کوئی علاج نہیں۔[2]

---

[1] تربیت السالک ص: ۲۴۴ [2] النور صفر ۱۳۵۴ھ۔

ہمت کیسے پیدا ہو

ملفوظ ۹۲۹: کسی شخص نے نظر بازی کے مرض کا علاج دریافت کیا فرمایا کہ بجز ہمت وتحمل مشاق (یعنی مجاہدہ کرنا اور مشقت برداشت کرنا اس کے سوا) کوئی تدبیر نہیں اور اس کے لیے دو چیزیں معین (ومددگار) ہیں استحضار عقوبت (یعنی سزا وعذاب کا استحضار) اور ذکر کی کثرت۔ (کمالات اشرفیہ ص:۲۳۲)

دوسرے مرض کا علاج صرف ہمت ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ فعل اختیاری ہے اگر قصداً نگاہ نہ کرے تو نگاہ خود بخود نہیں اٹھ سکتی جب یہ بات ہے تو قصداً نگاہ نیچی کرے اور اس ہمت کی اعانت اس سے ہوتی ہے کہ یہ سوچے اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اگر اس وقت تیرا استاذ یا تیرا باپ یا تیرا پیر دیکھ رہا ہو تو اس کے دیکھتے ہوئے نگاہ بد نہیں کرسکتا اور اس سے شرما جاوے گا تو کیا خدا سے حیا نہیں آتی بس اس سے انشاء اللہ اس کا انسداد ہو جائے گا ان معالجات کے بعد پھر بھی اطلاع دیں۔[1]

ہمت میں قوت کیسے پیدا ہو

سوال: احقر کے اس عرض پر کہ نظر میں احتیاط نہیں علاج فرمایا جائے، حضرت والا نے فرمایا یہ فعل اختیاری ہے یا غیر اختیاری ثانی تقدیر پر غض بصر (نگاہ نیچی رکھنے) کا حکم کیوں فرمایا اور پہلی تقدیر پر بجز استعمال اختیار کچھ اور بھی ہے اگر نہیں تو پھر اس کا استعمال کیوں نہیں کیا جاتا، حضور کی تنبیہ سے یہ معلوم ہوا کہ فعل اختیاری ہے اور علاج استعمال اجتناب ہے مگر باوجود اس کے پھر اختیار کے استعمال کی ہمت نہیں ہوتی اور گناہ ہو جاتا ہے ہمت میں قوت نہیں اس کی تدبیر کیا کروں۔

---

[1] تربیت السالک ص:۲۶۴۔

جـــواب: قوت بھی استعمال ہی سے پیدا ہوگی اور استعمال میں قوت کی ضرورت نہیں ہمت کی ضرورت ہے گو اس میں تکلف ہی ہو کلفت (تکلیف) بھی ہو۔ علمی استعداد طالب علم کو کاہے سے پیدا ہوتی ہے علم کے استعمال سے، مطالعۃً ودرساً ومباحثۃً اب ان میں بھی اگر اس قوت کا منتظر رہے جو ان کے بعد حاصل ہوتی ہے تو نتیجہ بجز حرمان کیا ہوگا اس لئے اس کو تکلف سے اختیار کیا جاتا ہے اس سوال سے سخت رنج ہوا کہ ایسے امر بین (واضح معاملہ) میں یہ شبہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل کا قصد ہی نہیں انـا للہ ایسی حالت میں چونکہ میں ایسے رنج کا متحمل نہیں اس لیے مکاتبت سے معافی چاہتا ہے جس نے غض بصر کا حکم دیا ہے وہ قیامت میں جواب دے گا قولی یا عملی [۱]

ہمت وقدرت کی اہمیت

ہمت وقدرت کی مسلمانوں میں آج کل بہت ہی کمی ہے کہتے ہیں کہ فلاں کام ہم نے بہت ہی کرنا چاہا، مگر نہیں ہوا، میں بقسم کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے اس کا ارادہ ہی نہیں کیا، صرف تمنا ہی تمنا کی، ارادہ اس کا نام ہے کہ جس اختیاری کام کا خیال کرتے ہیں اسی کی دھن لگ جائے اور اپنی پوری کوشش اس میں صرف کردے، ایسا کر کے پھر کوئی بتلائے کہ کام نہیں ہوا، اور اس کے بعد بھی کام نہ ہوا کرے تو دنیا کا کام کیوں کر چلے، اس لیے جو شخص یوں کہے کہ میں نے ارادہ کیا اور پھر بھی کام نہیں ہوا، میں اس کو کبھی تسلیم نہ کروں گا، بلکہ اس سے یہی کہا جائے گا کہ تم نے اس کام کی تمنا تو کی، ارادہ نہیں کیا ایک شخص میرے پاس آئے جو بوڑھے ہوگئے تھے مگر نظر بد کے مرض میں مبتلا تھے آج کل لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ جوانی میں گناہ نہیں چھوٹتے تو بوڑھاپے میں جا کر چھوٹ جائیں گے، مگر میں سچ کہتا ہوں کہ جو گناہ جوانی میں نہیں چھوٹا وہ بڑھاپے میں کبھی نہ چھوٹے گا۔

---

[۱] النور ص: ۴۹۹، تربیت السالک ص: ۲۴۸۔

درختے کہ اکنوں گرفت ست پائے
بہ نیروئے شخصے برآیدز جائے
اگر ہمچناں روز گارے ہلی
بہ گردونش از بیخ برنگلی

سو جو گناہ اب جوانی میں نہ چھوٹا حالانکہ ابھی اس کی جڑ کمزور ہے تو بڑھاپے میں کیا خاک چھوٹے گا جب کہ جڑیں مضبوط ہو جائیں گی اور چاروں طرف پھیل جائیں گی نیز ایک بات تجربہ کی یہ ہے کہ ہمیشہ عفت جوان آدمی کی قوی ہوتی ہے کیونکہ جس طرح جوانی میں تقاضا زیادہ ہوتا ہے اس کے روکنے کی قوت بھی زیادہ ہوتی ہے اور بڑھاپے میں یاد رکھئے کہ تقاضا کم نہیں ہوتا اگرچہ وہ کچھ کر بھی نہیں سکتا، مگر تقاضے میں کمی نہیں آتی اور اس تقاضے کو روکنے والی قوت کم ہو جاتی ہے تو اور بھی کچھ نہ ہو، نظر بد میں تو وہ شخص مبتلا رہے ہی گا، خصوصاً جب کہ عورتیں اس کی نظر سے احتراز بھی نہیں کرتیں۔ چنانچہ بوڑھے آدمی سے پردہ بھی کم کرتی ہیں، بہت سے بہت وہ فعل نہ کر سکے گا، مگر میں کہہ چکا ہوں کہ مدار معصیت ارادہ پر ہے جب ایک شخص نے معصیت کا پختہ ارادہ کر لیا اور پھر بوجہ ناکارہ ہونے کے اسے پورا نہ کر سکا تو گناہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا گیا۔

غرض وہ بوڑھے شخص مجھ سے ملے کہ اس کی کوئی سہل تدبیر بتلاؤ کہ میں اس مرض سے نجات پاؤں میں نے کہا کہ سہل کی قید سے تو یہ سلسلہ غیر متناہی چلے گا آج آپ مرض کے ازالہ کی سہل تدبیر پوچھتے ہیں کل کو اس تدبیر کو سہل کرنے کے لیے اگر وہ سہل نہ معلوم ہوئی دوسری تدبیر پوچھیں گے اس میں کچھ دشواری پیش آئی تو پھر اس کی سہولت کے لیے اور تدبیر پوچھیں گے۔ اس طرح تو مرض کا علاج نہیں ہو سکتا بس سہولت کی فکر نہ کیجئے بجز ہمت کے اس کا کوئی علاج نہیں، ایک دفعہ پختہ عزم کر لیجئے کہ چاہے کتنی ہی

تکلیف ہو، ہرگز نگاہ اوپر کو نہ اٹھاؤں گا اور جو کبھی اٹھ جائے تو فوراً نیچی کر لیجئے۔ اس ترکیب سے انشاء اللہ مرض زائل ہو جائے گا اس کے بدون زوال ممکن نہیں، وہ کہنے لگا کہ میں چھوڑنے پر قادر ہی نہیں ہمت کیسے کر سکتا ہوں؟ میں نے کہا کہ یہ آپ غلط کہتے ہیں آپ یقیناً چھوڑنے پر قادر ہیں اور دلیل سے میں نے ان کو سمجھا دیا کہ آپ قادر ہیں۔ وہ دلیل یہ تھی کہ حق تعالیٰ شانہ کا ایک طرف تو یہ ارشاد ہے:

''لایُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَھَا''

کہ حق تعالیٰ طاقت سے زیادہ کسی کو تکلیف نہیں دیتے۔

دوسری طرف یہ ارشاد ہے:

''قُل لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ''

کہ مسلمانوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں اور شرم گاہوں کو محفوظ رکھیں۔

ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ نگاہ نیچی کرنے پر بندہ قادر ہے، اس لیے کہ اس کے متعلق حق تعالیٰ کا حکم ہے اور ان کا کوئی حکم طاقت سے زیادہ نہیں ہوتا میرے سامنے تو وہ اس دلیل میں تاویلیں نکالتے رہے، مگر گھر جا کر جو انہوں نے اس میں غور کیا تو خط آیا کہ واقعی میں غلطی پر تھا۔ انسان ہر گناہ سے بچنے پر قادر ہے، البتہ پہلے پہل کلفت ضرور ہوتی ہے اس کے بعد یہ کلفت کم ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ پھر عادت ہو جاتی ہے۔[1]

تدبیر کے بعد بھی بدنگاہی نہیں چھوٹتی

حال: الطاف نامہ ملے ایک ہفتہ گذر گیا لیکن اب تک اپنی بدحالی نے عرض حال کی اجازت نہیں دی، غفلت و کم ہمتی بدستور بلکہ بیش از بیش تباہ کر رہے ہیں، اور اس پر نظر بد مزید ستم ڈھا رہی ہے، بہتیری تدبیریں کرتا ہوں لیکن ہنوز روز اول۔

[1] المجاہدۃ ص۳۶۔

ہر شبے گویم کہ فردا ترک ایں سودا کنم
باز چوں فردا شود امروز رافردا کنم

للہ دعا خیراور علاج سے دستگیری فرمائی جائے۔

تحقیق: کیا خاک تدبیریں کررہے ہیں اس کی تدبیر صرف ہمت ہے جو کہ اختیاری ہے وہی نہیں ہوسکتی تو عنایت کرکے میرے پاس خط نہ بھیجا جائے مجھ سے یہ تکلیف اٹھائی نہیں جاتی[1]

ایسے کم ہمتوں کا علاج مشکل ہے

حال: جناب والا احقر نابکار اپنی حالات زار کو جو عبارت ہے مرض نہانی اور شکایت باطنی سے حضرت اقدس میں اظہار کرچکا وہ فریاد یہ ہے کہ اپنی بی بی کے سوا دوسری اجنبیہ عورتوں کا خیال دل میں آتا ہے جب کسی وقت کسی اجنبیہ پر نظر پڑ جاتی ہے اس کا خیال بھی دل ہی دل میں آتا ہے اور اس کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا (کیا اس کا ترک اختیار میں نہیں) حضور والا اس کا ترک ضرور اختیار میں ہے مگر یہ احقر نابکار باوجود کامل عہد و پیمان کے نفس بدطینت اور شیطان بدذات کے حملہ سے عاجز اور مغلوب ہوجاتا ہے بنا بر اس کے حضرت اقدس میں فریاد ہے کہ کوئی کامل نسخہ اور علاج سے غلام گمنام کو مالا مال فرمادیں۔

تحقیق: سبحان اللہ کیا فہم ہے امور اختیاریہ میں اختیار کا استعمال ہی علاج ہے اس کے ہوتے ہوئے اور کیا علاج بتلایا جائے اور اس کی وجہ کیا کہ اس علاج سے انکار ہے اور دوسرے علاج کی درخواست ہے اور اگر دوسرا علاج بھی آپ کے نزدیک دشوار ہو اور اس میں بھی ایسا ہی عذر ہو تو کیا ہوگا بس میں علاج تجویز کیا کروں اور آپ عذر کیا کریں اب اخیر بات یہ ہے کہ اگر اس علاج کو استعمال میں نہیں لاتے تو خط و کتابت بند[2]

[1] تربیت السالک ص:۲۴۰ [2] تربیت السالک ص:۲۴۷۔

اگر ہمت کر کے یہ مجاہدہ ومشقت برداشت نہ کرو گے تو اس سے بڑی مصیبت میں پڑو گے

خوب سمجھ لو کہ مشقت سے بچنا (اور مجاہدہ نہ کرنا) ہی غلطی ہے، مرد ہو کر رہو، نامرد نہ بنو، اور مرد اسی کا نام ہے جو شیطان کا مقابلہ کرے پھر گناہوں سے بچنے میں مشقت اول اول ہی ہوتی ہے پھر ذرا مشقت نہیں ہوتی جو اس سے بھی گھبراتے ہیں ان کی ایسی مثال ہے جیسے بچہ گلستاں (ایک کتاب کا نام) پڑھنے سے گھبرائے اس کو سب عقلا بھی جواب دیتے ہیں کہ یہ مشقت چند روزہ ہے پھر تم کو گلستاں میں وہ لطف آئے گا کہ تم اس کو خود نہ چھوڑو گے اور اگر آج ذراسی مشقت سے گھبراؤ گے تو پھر جاہل رہو گے اور اس سے زیادہ مشقت کرنا پڑے گی یعنی پھاوڑہ چلانا پڑے گا۔ اسی طرح گناہ کے چھوڑنے میں جو ذراسی مشقت ہے اگر اس سے گھبراؤ گے تو اس سے بڑھ کر مشقت کا سامنا ہوگا ایک تو اس وقت جب کہ گناہ کا ارتکاب کرو گے کیونکہ گناہ کرنے میں علاوہ عذاب آخرت کے دنیا میں بھی عذاب ہوتا ہے گناہ سے دونوں جہاں میں تکلیف ہوتی ہے۔

شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ گناہ کرنے میں کیا مشقت ہے تو صاحبو! واللہ جو لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں وہ سخت مصیبت میں گرفتار ہیں سکون قلب واطمینان کا ان کو خواب بھی نہیں آتا ہر وقت ان کا دل وحشت زدہ رہتا ہے اور گناہ کر کے اس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا کہیں ٹھکانا نہیں وہ خود اپنی نظر میں بہت ذلیل ہو جاتا ہے اور جب اس کو کوئی مصیبت پیش آجاتی ہے اس وقت تو اس کو ایسی پریشانی ہوتی ہے کہ بدحواس ہو جاتا ہے تو واللہ گناہ کرنے والے بڑی غلطی میں ہیں کہ گناہ سے جو غرض تھی یعنی مسرت وہ بھی ان کو حاصل نہیں ہوتی، یہ تو دنیا کی تکلیف ہے اور آخرت کا عذاب اس

کے علاوہ ہے جو بہت سخت ہے مگر بعض لوگ سیر بھر بوجھ اٹھانے کا تجربہ کر کے من بھر بوجھ اٹھانے کو تیار ہوجاتے ہیں یہ ان کی حماقت ہے ان کی یہ پہلوانی اسی وقت تک ہے جب تک کئی من کا بوجھ سر پر رکھا نہیں گیا جس دن بڑا بوجھ سر پر رکھا جائے گا ان کا کوچ ہی نکل جائے گا ایسے ہی بعض لوگ جہنم کے پہلوان معلوم ہوتے مگر اس کو دیکھا نہیں اس لیے ساری پہلوانی ہے اور جس دن دیکھ لیں گے اس دن یہ حالت ہوگی، **یَوْمَ یَعُضُّ الظَّالِمَ عَلٰی یَدَیْہِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلاً یٰاوَیْلَتَا لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلاَنًا خَلِیْلا لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْا جَاءَ نِیْ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِلاِنْسَانِ خَذُوْلا.**

(ترجمہ: اور جس روز ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا کہے گا کیا اچھا ہوتا میں رسول کے ساتھ راہ پر لگ لیتا، ہائے میری شامت کیا اچھا ہوتا کہ میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا، اس نے مجھ کو نصیحت آنے کے بعد بہکا دیا، اور شیطان تو انسان کو امداد کرنے سے جواب دے ہی دیتا ہے)۔ (بیان القرآن)[1]

اگر یہاں ہمت سے کام نہ لوگے اور مرض کا علاج نہ کروگے تو جہنم میں علاج ہوگا

پہلا خط:

حال: احقر کو نگاہ بد کا مرض ہے اس کے متعلق اگرچہ اتنا ضرور کر لیتا ہوں کہ جب کسی پر نگاہ بد پڑی فوراً جبراً وقہراً ادھر سے نگاہ ہٹالی اور تیزی سے اس جگہ سے چلا گیا اور استغفار کر لی مگر پھر بھی اتنا تقاضا رہتا ہے کہ اللہ کی پناہ اور بعض مرتبہ ایسا بھی

[1] المجاہدہ ص: ۱۲۷ ملحقہ حقیقت تصوف وتقویٰ

ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ نگاہ پڑنے کے بعد دو چار سیکنڈ اس پر نگاہ قائم بھی رہتی ہے مگر جب خیال آتا ہے فوراً ہٹا لیتا ہوں۔ تقاضا کے وقت قدرت تو رہتی ہے مگر نفس امارہ کہتا ہے کہ نظر کر لے پھر توبہ کرنے سے اللہ رحمٰن ورحیم معاف فرمادیں گے اور عین وقت پر وہ خبیث مغلوب کر لیتا ہے پھر ایک دو سیکنڈ کے بعد نگاہ کو ہٹا کر توبہ کر لیتا ہوں اور بے انتہا استغفار کر لیتا ہوں لیکن اس کا کیا کروں کہ یہ جو عین تقاضا کے وقت نفس خبیث مغلوب کر لیتا ہے اس سے سخت ندامت اور پریشانی ہوتی ہے جانتا ہوں کہ استغفار کر لی ہے مگر دل صاف نہیں ہوتا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دل پر کدورت باقی ہے ورنہ استغفار سے تو دل صاف ہو جاتا ہے یہ سمجھ کر اور بھی دل پریشان ہوتا ہے اب حضرت والا سے دست بستہ عرض ہے کہ حضرت والا ایک ایسا علاج مرحمت فرمادیں کہ اللہ جل شانہ اس کی برکت سے عین تقاضا کے وقت نفس امارہ پر غلبہ کی قدرت عطا فرمادیں۔

تحقیق: قدرت تو عطا فرمائی ہے مگر جب اس سے کام نہ لو اس کا کوئی علاج مجھ کو معلوم نہیں، جہنم میں علاج ہوگا۔

دوسرا خط:

حال: حضرت والا نے پہلے پرچہ میں جو جملہ شریفہ تحریر فرمایا ہے کہ کیا تقاضے کے وقت قدرت نہیں رہتی اور اس کے بعد کے پرچہ میں جو قول مبارک ارقام فرمایا ہے یعنی ''قدرت تو عطا فرمائی ہے، جب اس سے کام نہ لو اس کا کوئی علاج مجھ کو معلوم نہیں جہنم میں علاج ہوگا'' ان دونوں سے احقر کو اتنا فائدہ ہوا جو بیان کرنے سے احقر قاصر ہے اب عزم بالجزم (پختہ ارادہ) کر لیا ہے انشاء اللہ بفضلہٖ وبکرمہٖ وبدعا حضرت والا کبھی بھی یہ فعل بد صادر نہیں ہوگا۔

تحقیق: مبارک مبارک[1]

---

[1] النور ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ۔

بدنگاہی کا علاج قرآن کی روشنی میں

مضمون: سب سے بڑی معصیت اور سب سے شرمناک جس میں اب تک گرفتار ہوں وہ ''نظر اولیٰ'' سے تجاوز کا ہے، اختیاری امر ہے اختیار صرف کروں تو امید ہے کہ اس سے جلد نجات پا جاؤں گا لیکن سچ یہ ہے کہ اس بارہ میں اختیار ہی صرف کرنا نہیں چاہتا۔

جواب: جاننا چاہئے کیا اس کا انتظار عقلی دلیل کے خلاف نہیں ہے کہ اختیار استعمال کئے بغیر ہی اس بلا سے نجات ہو جائے، یہ تو وہی درجہ اضطرار ہوا جو سنت اللہ کے خلاف ہے گو خرق عادت کے طور پر ایسا بھی ہوا ہے کہ باوجود ارادہ نہ کرنے کے بلکہ خلاف کا ارادہ کرنے کے اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی ہے لیکن یہ ایسا ہی ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام سے بلا توسط زوجہ کے حضرت حوا کا اور حضرت مریم علیہا السلام سے بلا توسط زوج کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہو گیا، کیا دوسروں کو ایسے انتظار کی اجازت ہے؟ البتہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر یہ خاص رحمت فرمائی ہے باوجودیکہ شارع من حیث الشارع کا منصب اس سے ادا ہو چکا تھا: **قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ** (آپ مؤمنوں سے کہہ دیجئے کہ نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنے شرمگاہوں کی حفاظت کریں) اور اس کے ساتھ اختیار بھی عطا فرما دیا تھا، لیکن پھر بھی اس کے متصل ہی دو جملے عجیب و غریب بڑھائے ایک **ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ** دوسرا **اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ** یہ دونوں جملے دو مراقبے ہیں۔

پہلا جملہ ان کے لیے جن کی قوۃ عقلیہ قوۃ بہیمیہ پر غالب ہے ان کے لیے یہ مراقبہ کافی رادع (روکنے والا) ہے۔

دوسرا مراقبہ ان کے لیے جن کی قوت بہیمیہ قوۃ عقلیہ پر غالب ہے ان کو یاد

دلایا کہ اللہ تعالیٰ کو باطن تک کی خبر ہے جو مفہوم ہے خبیر کا اور اس خبیر پر نظر رکھنا دو طریق سے مفید ہے ایک حیاداروں کے لیے یعنی خدا تعالیٰ سے شرماؤ کہ وہ تم کو کس حالت میں دیکھ رہے ہیں، دوسرے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر منظور الیہا (یعنی جس عورت پر بری نظر ڈالی جارہی ہے اس) کا شوہر یا اور کوئی باپ بھائی سامنے ہو اور وہ تمہارے دیکھنے کو دیکھتا ہو تو کیا اس وقت میں تمہاری نظر ثانیہ کی ہمت ہوگی؟ سو کیا خدا تعالیٰ کا اتنا بھی ادب نہیں۔

دوسرا طریق بے حیاؤں کے لیے وہ اس طرح سے کہ اس خبر کے بعد عادۃً وہ تم کو طعمۂ نار (دوزخ کا لقمہ) بنادے گا، کیا غض بصر (نگاہ نیچی رکھنے) کی کلفت نار (دوزخ) کی کلفت سے اشد ہے کہ اس کے لیے اس کو گوارہ کرلیا یہ حاصل ہے دونوں مراقبوں کا تو ان مراقبات سے مامور بہ کی تحصیل کے ساتھ اس کی تسہیل بھی ہوگئی اور نفس کی مقاومت بہ نسبت حالت عدم استحضار ان مراقبات سے سہل ہوگئی، لیکن ایسی سہل نہیں جس میں کوئی کلفت نہ ہو اور غض (یعنی نگاہ نیچی رکھنے) کا قصد ہی نہ کرنا پڑے ورنہ اگر قصد کی حاجت نہ رہے تو ابتلاء کی حکمت اور اس غض وکف (یعنی نگاہ نیچی رکھنے اور نفس پر روک لگانے) کا ثواب بالکل باطل ہوجاتا ہے البتہ مدت دراز کے بعد اس استحضار ومراقبہ کے استعمال سے بجائے میلان کے طبعی نفرت بھی ہوجاتی ہے لیکن یہ موعود نہیں، رہا یہ کہ ایسی حالت میں غض کا ثواب ہوگا یا نہیں یہ مستقل مسئلہ ہے یہاں اس کی گنجائش نہیں۔

[1] مکتوبات حسن العزیز، النور شوال ۵۵ھ۔

استغفار وابتہال اور دعاء کی اہمیت وبرکت

حال:۔ کبر وجاہ بغض وحسد وغیرہ کے اخلاقی رذائل کا بھی یہ حال ہے کہ ان کے مقتضیٰ پر عمل سے تو بڑی حد تک اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتے رہتے ہیں لیکن ایک طرف یہ رذائل موجود بہرحال معلوم ہوتے ہیں اور دوسری طرف قوت مقاومت میں روز بروز ضعف نظر آتا ہے اس لئے اگر ازالہ کی کوئی تدبیر نہ ہوسکی تو ضعف مقاومت سے آگے خدا جانے کیا صورت پیدا ہو، ازالہ کی جگہ اضافہ کا اندیشہ ہے۔

غض بصر کے معاملہ میں بھی یہی دیکھتا ہوں کہ بازاروں وغیرہ میں بلاضرورت گذرنے سے تو احتیاط کرتا ہوں، لیکن جب ایسے مواقع پر گذر ہوتا ہے تو مقاومت پر پوری طرح قادر نہیں رہتا ہوں یعنی کبھی تو فوراً نظر پھیر لیتا ہوں اور استغفار کرتا ہوں اور کبھی سرے سے صرفِ نظر کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔

تحقیق:۔ اضافہ سے بڑھ کر بھی اگر کوئی درجہ ہو تو مقاومت اور ازالہ سے (جو کہ علاج قانونی ہے) بڑھ کر ایک اور چیز ہے جو اثر میں اس قانونی علاج سے زیادہ قوی موثر ہے اور وہ استغفار وابتہال ہے جس کی حقیقت ازالہ واذہابِ حق ہے (یعنی یہ کہ حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے استغفار وابتہال کی برکت سے اس مرض کا ازالہ اور خاتمہ فرمادے) **كَمَا قَالَ تَعَالیٰ اِنَّمَا يُرِيْدُاللّٰهَ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ** (اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم سے آلودگی کو دور رکھے) اور ازالہ عبد سے ازالہ حق کا اقویٰ ہونا ظاہر ہے اسی کو فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُو اللّٰهَ فَاسْتَغْفِرُ وْالِذُنُوْبِهِمْ وَمَن يَّغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّ وْاعَلٰى مَافَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْن ، اُوْلٰئِكَ جَزَاءُ هُمْ مَغْفِرَةٌمِّن رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُالْعَامِلِيْنَ.

ل النور ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ۔

(ترجمہ) اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کرگذرتے ہیں جس میں زیادتی ہو، یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں، پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو، اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں، ان لوگوں کی جزاء بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے ہے اور ایسے باغ ہیں کہ ان کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی، یہ ہمیشہ ہمیش ان ہی میں رہیں گے، اور یہ اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنے والوں کا) (بیان القرآن، آل عمران)

تشریح :۔اس آیت میں متقین کی شان کا بیان ہے کہ ان کی حالت یہ ہے کہ جب ان سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ گناہوں سے استغفار کرتے ہیں اور گناہوں کا بخشنے والا سوائے اللہ کے کون ہے اور وہ اپنے اس فعل پر (جان بوجھ کر) اصرار نہیں کرتے ہیں۔

دیکھئے! اس میں صاف مذکور ہے کہ وہ یاد کرنے کی چیز کیا ہے وہ بس ایک چیز ہے، اللہ! مفسرین نے **ذکر واللّٰہ** کی تفسیر کی ہے **ذکروا عذاب اللّٰہ** (یعنی اللہ کے عذاب کو یاد کرتے ہیں) کیونکہ عذاب ہی کا خوف سبب ہوتا ہے استغفار اور کف عن المعصیت (گناہ سے رکنے) کا،

میں کہتا ہوں لفظ عذاب محذوف ماننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس میں کیا اشکال ہے کہ اللہ کو یاد کرتے ہیں کیا خدا کافی نہیں ہے معصیت سے روکنے کو؟ بلکہ عذاب کا خوف اتنا مانع نہیں ہوسکتا جتنا کہ خدا کی یاد مانع ہوتی ہے، اہل بصیرت اس کو خوب سمجھتے ہیں، یہ تو جب ہے کہ ذات کی طرف توجہ مراد لی جاوے۔

اور خدا کی یاد کی ایک توجیہ اور بھی ہوسکتی ہے جس میں اس یاد کی کسی نوع کی تخصیص ہی نہ رہے۔ وہ توجیہ یہ ہے کہ دیکھئے! خدا کی یاد کس کو کہتے ہیں؟ کیا صرف اللہ اللہ زبان سے کہنے کو کہتے ہیں؟ نہیں بلکہ خدا کی ہر بات کی یاد کو خدا کی یاد کہہ سکتے ہیں، توجہ الی الذات کو بھی

خدا کی یاد کہہ سکتے ہیں لفظ اللہ اللہ زبان سے کہنے کو بھی خدا کی یاد کہہ سکتے ہیں اور عذاب اور دوزخ کی یاد کو بھی خدا کی یاد کہہ سکتے ہیں کیونکہ خدا نے اس کو یاد دلایا ہے اور ثواب اور نعمائے آخرت اور جنت کی یاد کو بھی خدا کی یاد کہہ سکتے ہیں (اسی لئے صاحب حصن حصین نے کہا ہے کہ **کل مطیع اللہ فھو ذاکر** ۱۲ ظ)

تو آیت کے یہ معنی ہوئے کہ جب ان پر شیطان کا اثر ہو جاتا ہے تو وہ خدا کی یاد کرتے ہیں یعنی خدا کی کسی چیز کو یاد کر لیتے ہیں خواہ ذات کو یاد کرتے ہیں خواہ ذکر اللہ زبان سے کرنے لگتے ہیں یا عذاب کو یاد کرتے ہیں یا ثواب اور جنت کو یاد کرتے ہیں یہ اپنا اپنا مذاق ہے۔

لوگوں کے مختلف حالات کے اعتبار سے مختلف علاج

بعضوں کو تقاضائے معصیت مغلوب کرنے کے لئے صرف ذکر اللہ ہی بالمعنی المتبادر (یعنی زبان سے ذکر کرنا) کافی ہوتا ہے۔ اور بعضوں کو عذاب کے استحضار کی ضرورت پڑتی ہے اور بعضوں کو جنت کا یاد کرنا مفید ہوتا ہے۔

بلکہ میں یہاں تک تعمیم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو یاد کرنا یہ بھی اللہ ہی کی یاد ہے، کیونکہ جس طرح جنت دوزخ اللہ ہی کی چیزیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مذکّر (یاد دلانے والی) ہیں اسی طرح مقبولین وصلحاء، اللہ کی چیزیں ہیں اور اس کی مذکّر ہیں چنانچہ مشاہدہ ہے کہ صلحاء کے اقوال، افعال، اخلاق کے ذکر سے طاعت کی رغبت اور معصیت سے نفرت ہوتی ہے۔

ایک اشکال کا جواب

اور اس تعمیم سے ایک بڑا مسئلہ حل ہوا وہ یہ کہ ایک ذاکر نے مجھ سے پوچھا کہ ذکر لا الٰہ الا اللّٰہ میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آ گئے تو مطلب یہ ہوا کہ ذاکر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی قطع تعلق کرنا چاہئے؟

وہ حل یہ ہے کہ غیر اللہ سے مراد وہ ہے جو حق تعالیٰ سے حاجب ہو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہادی اور موصل (اللہ تک پہنچانے والا) ہونے کا ہے اس لئے آپ اس نفی میں داخل نہیں اور اس خاص تعلق کے سبب حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر غیر اللہ کا ذکر نہیں بلکہ اللہ ہی کا ذکر ہے، اور حضور کی شان تو بڑی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب یعنی شیخ کا ذکر بھی ذکر اللہ ہی ہے، اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنا اور اس کے حالات کو پڑھنا سننا کسی کے سامنے ذکر کرنا سب ذکر اللہ ہی ہے۔

تو ذکر واللہ میں جنت اور دوزخ اور ذکر لسانی وغیرہ یہ سب آ گئے تو کوئی ضرورت لفظ عذاب کے تخصیص کی نہ رہی کیونکہ اس میں مانع کی تخصیص ہوئی جاتی ہے کہ صرف ترہیب ہی مانع عن المعصیت ہوتی ہے حالانکہ یہ واقع کے خلاف ہے۔

(الغرض) بعضوں کو ترغیب زیادہ نافع ہوتی ہے اس لئے ذِکر اللہ کو عام ہی رکھا جاوے جس میں سب داخل رہیں۔ ترغیب بھی اور ترہیب بھی اور خود یاد خدا بھی۔ چنانچہ بعضوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ان کو نہ ترغیب کام دے، نہ ترہیب، اور جس پر غلبہ ہوتا ہے فناء کا اور توحید کا اس کو نہ جنت روکتی ہے نہ دوزخ اس کو صرف یاد خدا روکتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ بے حیائی کا کام باپ کے سامنے بیٹے سے نہیں ہوسکتا۔ گو اس کو یہ بھی ڈر نہ ہو کہ یہ مجھے مارے پیٹے گا۔ یہاں خوف نے نہیں روکا بلکہ باپ کی عظمت نے روکا، اسی طرح بعضوں کا علاقہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ خیال کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ دیکھ رہے ہیں تو شرما جاتے ہیں اور اس وقت ان سے معصیت ہو ہی نہیں سکتی۔ یہاں صرف ذکر اللہ مانع ہوا۔

اور بعضے ایسے حیادار نہیں ہوتے بلکہ محتاج ہوتے ہیں۔ ترہیب کے ان کے لئے یہی کار آمد ہے کہ تقاضائے نفس کے وقت عذاب الٰہی کو یاد کریں۔

اور بعضے ترہیب سے متوحش ہوتے ہیں ان سے اگر ترغیب سے کام لیا جائے تو

رجوع ہوتے ہیں (اور گناہ سے باز رہتے ہیں) تو ان کو جنت کا ذکر چاہئے۔ بعضوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ احسان کا اثر ان پر بہت زیادہ ہوتا ہے اگر وہ حق تعالیٰ کی نعمتیں یاد کریں تو شرماتے ہیں، احسان سے دبے جاتے ہیں، ان کے واسطے حق تعالیٰ کی نعمتوں کا یاد کرنا ہی گناہ سے رکنے کے لئے طریق نافع ہے کیونکہ وہ نعمتوں کو گناہ میں استعمال کرنے سے شرماتے ہیں[1]

حال:۔ سب سے بڑی تدبیر دعا ہی معلوم ہوتی ہے اور کرتا بھی ہوں لیکن حضرت کیا عرض کروں کہ دعاء اور نماز دونوں میں غیر معمولی گرانی و بے توجہی دیکھتا ہوں اس بارے میں حال بد سے بدتر ہی ہو رہا ہے۔ اعمال و عبادات میں سب سے بڑی دولت نماز تھی اس کا یہ حال، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

تحقیق:۔ وہ اِذہاب ربانی (یعنی حق تعالیٰ مرض کا ازالہ فرمانا) ان سب کو بھی (یعنی دعاء کو بھی) اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے اور اس کا جلب (یعنی دعا کرنا) عبد کے اختیار میں ہے''[2]

[1] وعظ الکاف ملحقہ مفاسد گناہ ص ۱۸۸ [2] النور ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ۔

بدنظری سے حفاظت کا ایک آسان علاج

فکرِ موت اور عذاب کا استحضار

اس کے لیے سہل تدبیر یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ تقاضائے نفس کیوں ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ معاصی میں نفس کو لذت آتی ہے وہ لذت گناہ کرنے والے کے پیش نظر ہوتی ہے اور واقع میں اس گناہ پر ایک عقوبت بھی مرتب ہونے والی ہے وہ پیش نظر نہیں ہوتی، اور وہ خدا کی ناراضی ہے اور عذاب جہنم۔ اس کو دوسرے لفظ سے اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ گناہ کرنے والے کو ارادہ گناہ کے وقت صرف ایک مخلوق پیش نظر ہوتی ہے یعنی لذت اور خدا پیش نظر نہیں ہوتا۔ اگر خدا بھی پیش نظر ہو جائے تو تقاضائے گناہ کبھی نہ ہو کیونکہ جب کوئی مانع پیش نظر ہوتا ہے تو بیجا کام کا ارادہ بھی نہیں ہوتا، مثلاً باپ کے سامنے بیٹے کا حقہ پینا معیوب سمجھا جاتا ہے تو جب تک باپ سامنے ہو اور بیٹے کو اس کا علم بھی ہو تو وہ حقہ نہیں پی سکتا، اور اگر سامنے نہ ہو یا اس کے سامنے ہونے کا علم نہ ہو تو بے تکلف پیے گا تو تقاضائے نفس کا سبب یہ نکلا کہ لذت پیش نظر ہے اور خدا پیش نظر نہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک کیفیت کے استحضار اور غلبہ سے دوسری کیفیت مغلوب اور بے اثر ہوگئی ہے، دیکھا ہوگا کہ ایک شخص کھانا کھائے پیئے اور اس کو بھوک بھی ہو لیکن اسی حالت میں اس کا کوئی گہرا دوست آکر آواز دے تو وہ بے اختیار کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوگا دیکھئے بھوک موجود ہے لیکن مغلوب ہوگئی دوست کی محبت سے یعنی ایک کیفیت مغلوب ہوگئی دوسری کیفیت سے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ جس وقت آدمی معصیت کرتا ہے اس وقت وہ چیز جو داعی ہے معصیت کی طرف وہ تو موجود ہے یعنی استحضار لذت اور وہ چیز جو مانع ہے معصیت سے وہ نظر سے غائب ہے یعنی خوف عقوبت (سزا کا خوف) یا خوف خدا۔ حاصل یہ ہوا کہ غفلت عن اللہ سبب ہے تقاضائے معصیت کا، اور جب کہ علاج

بالضد ہوتا ہے تو علاج اس کا استحضار ہوا اس مانع کا اور یہی حاصل ہے تذکر کا جس کا اس آیت میں ذکر ہے۔

اِنَّ الَّـذِيْـنَ اتَّـقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُبْصِرُوْن.

ترجمہ: یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آ جاتا ہے تو وہ فوراً خدا کی یاد میں لگ جاتے ہیں سو یکا یک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں، اور حقیقت امر ان پر منکشف ہو جاتی ہے جس سے وہ خطرہ اثر نہیں کرتا۔ (بیان القرآن)

یہ علاج ایسا ہے جس کا ثبوت صرف شرعی نہیں بلکہ از روئے سائنس بھی ہے۔ دیکھئے! یہ سائنس ہی کا تو مسئلہ ہے کہ علاج بالضد ہوتا ہے اور یہ کہ ایک کیفیت کے غلبہ سے دوسری کیفیت مغلوب ہو جاتی ہے ان دونوں کے ملانے سے یہ علاج معصیت کا نکل آیا کہ عقوبت کے خیال کو یا خوف خدا پیش نظر رکھا جائے اور اس کو لذت پر غالب رکھا جائے اس طرح صرف تذکر ہی آئندہ کے معاصی سے بچنے کی بھی تدبیر ہے یہاں سے اس کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ شرعی تعلیمات سائنس کے موافق ہیں قرآن میں سب سائنس بھرا ہوا ہے مگر کونسا؟ سائنس وہ سائنس جس کی نسبت کہا ہے ؎

چند خوانی حکمت یونانیاں — حکمت ایمانیاں راہم بخواں[1]

حال: رغبت الی المعاصی اس قدر ہے کہ الامان والحفیظ۔ غرضیکہ دل خوب خراب ہو چکا ہے۔

تحقیق: یاد کر کے ایسے وقت میں عقوبت دوزخ کو یا حق تعالیٰ کے بصیر ہونے کو یاد کر لیا کریں چند بار ایسا کرنے سے یہ مانع ہو جایا کرے گا۔[2]

---

[1] مفاسد گناہ ص:۱۸۵ [2] تربیت ص:۲۴۵۔

ایک بادشاہ اور فقیر کی حکایت

یہاں مجھ کو ایک حکایت یاد آ گئی ایک بادشاہ ایک فقیر کے معتقد تھے اور ان کی خدمت میں جایا کرتے تھے، اور ہمیشہ دیکھتے تھے کہ وہ فقیر ایک گولی روز کھاتے ہیں۔ بادشاہ نے ایک دن پوچھا کہ حضرت یہ گولی کیسی ہے فقیر نے ایک گولی بادشاہ کو بھی دیدی، بادشاہ نے وہ گولی کھالی شب کو اس کے سبب شہوت کا (اس قدر غلبہ) ہوا، کہ محل میں جس قدر بیبیاں، لونڈیاں تھیں سب سے قربت کی لیکن ان سے بھی تسلی نہ ہوئی، بادشاہ کے دل میں وسوسہ گذرا کہ میں نے یہ گولی آج ہی کھائی ہے میری یہ حالت ہوئی اور یہ فقیر روزانہ کھاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پاس عورتیں آتی ہیں اور اس وسوسہ نے اس کو زیادہ پریشان کیا، ان بزرگ کو بذریعہ کشف اس خطرہ کی اطلاع ہوئی جب دوسرے روز بادشاہ آئے تو چاہا کہ ایک تدبیر لطیف سے اس کا وسوسہ زائل کریں ان حضرات کی عادت ہوتی ہے کہ زبان سے کچھ نہیں کہتے بلکہ ترکیب سے مرض زائل کرتے ہیں۔

چنانچہ اس فقیر نے بھی اس بادشاہ سے زبان سے تو کچھ کہا نہیں ایک لطیف تدبیر سے اس کا علاج کیا، وہ یہ کہ اس فقیر نے یہ بات کہی کہ ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تمہاری موت قریب ہے۔ چالیس دن کے اندر اندر تم مر جاؤ گے۔ یہ بات سن کر بادشاہ کا رنگ فق ہو گیا اور چہرہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ ہاتھ پاؤں میں سنسناہٹ پیدا ہو گئی اور جھرنا شروع ہو گیا۔ فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں، مرنا تو ایک دن ہے ہی اب تم کو چاہئے کہ اپنا انتظام کرلو، اہل حقوق کے حقوق ادا کر دو، اور خود گوشہ نشیں ہو کر اللہ کی یاد کرو اور یہ گولیاں کھالیا کرو۔ ان سے عبادت کی طاقت رہے گی۔ بادشاہ وہاں

سے اٹھ کر قلعہ میں آئے، وزراء، امراء کو بلا کر جملہ امور سلطنت کا انتظام کیا، ولی عہد کو سلطنت سپرد کر کے خود ایک حجرے میں بیٹھ گئے۔ جب چالیس روز گزر گئے اور مرے نہیں تو خوش ہوئے لیکن حیرت اور تعجب ہوا کہ شاہ صاحب نے تو پیشین گوئی کی تھی، یہ بات کیا ہے؟ خود شاہ صاحب کے پاس گئے اور عرض کیا کہ حضرت موت تو نہیں آئی، فرمایا کہھگولیاں کھائیں کہا کہ کھائیں۔ پوچھا کچھ اثر انہوں کیا؟ کہا! اثر کیا کرتیں موت تو سامنے کھڑی رہتی تھی۔ فرمایا کہ تم کو تو موت میں چالیس روز کی مہلت بھی تھی، باوجود اس مہلت کے تم کو کچھ اثر نہیں کیا اور فقیر کو تو ایک گھڑی کی بھی توقع نہیں، پھر مجھ پر ان کا کیا اثر ہوتا۔ تو تمہارا وہ گمان کیسے ہوسکتا ہے، بادشاہ اپنے وسوسہ پر شرمندہ اور نادم ہوا اور معذرت کی۔

صاحبو! موت کو پیش نظر رکھنے کے یہ آثار ہیں اب کبھی کوئی اگر اس معالجے کو اختیار کرے گا اب بھی وہی نفع ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنی اصلاح کی ضرورت ہے اور اصلاح کے واسطے مراقبہ موت کا نسخہ استعمال کرنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مراقبہ صحیح ہوجائے گا تو غلطی سے بھی گناہ نہ ہوگا[1]

دل کی اصلاح کا یہی طریقہ ہے کہ اپنے اندر خدا کی محبت اور خوف اور فکر آخرت پیدا کیا جائے جب دل پر محبت اور خوف اور فکر سوار ہوجائے گا تو بہت جلد اس کی اصلاح کی امید ہے امراض قلب کی زیادہ تر وجہ بے فکری ہے جب دل فکر سے خالی ہوتا ہے تو اس میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں مگر فکر سے مراد فکر آخرت ہے ورنہ دنیا کی فکر تو اس کے لیے سم قاتل ہے[2]

---

[1] ذکرالموت ص:۴۰ [2] ذکرالموت ص:۵۴۔

ایک اور آسان علاج

صاحبو! اگر حق تعالیٰ سامنے کھڑا کر کے اتنا دریافت فرمائیں کہ تو نے ہم کو چھوڑ کر غیر پر کیوں نظر کی تو بتلائیے کیا جواب ہے یہ ہلکی بات نہیں اس کا بہت بڑا اہتمام کرنا چاہئے۔

ایک اور تدبیر ہے جو مقوی ہے ان تدابیر کی وہ یہ کہ جب قلب میں ایسا خیال پیدا ہو تو ایسا کرو کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھو اور توبہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، جب نگاہ پڑے یا دل میں تقاضہ پیدا ہو فوراً ایسا ہی کرو ایک دن تو بہت سی رکعتیں پڑھنا پڑیں گی دوسرے دن بہت کم ایسا خیال آوے گا، اسی طرح بتدریج نکل جاوے گا اس لئے کہ نفس کو نماز بڑی گراں ہے جب دیکھے گا کہ ذرا سی مزہ لینے پر یہ مصیبت ہوتی ہے، یہ ہر وقت نماز ہی میں رہتا ہے پھر ایسے وسوسے نہ آویں گے۔[1]

بدنگاہی میں مبتلا شخص کا آسان علاج

فرمایا: اگر کسی حسین صورت کو دیکھ کر برا خیال دل میں آنے لگے تو فوراً اس مجمع میں جو سب سے زیادہ بدصورت شخص ہو اس کو بہت غور سے دیکھنے لگے، اور اگر اس جگہ کوئی بدشکل نہ ہو تو پچھلے دیکھے ہوئے کسی بدشکل شخص کو ذہن میں لاوے، ورنہ خیال سے کوئی نہایت بھونڈی صورت تراش کر اس کا مراقبہ کرنے لگے آخر قوت خیال پھر اور کس وقت کام دے گی۔

کسی ایسے موٹے بھدے آدمی کا تصور کرے کہ جس کا پیٹ نکلا ہوا ہو، ہونٹ موٹے موٹے ہوں، ناک پچکی ہوئی ہو، رینٹھ (ناک) بہہ رہی ہو، مکھیاں

---

[1] غض البصر ص ۲۶۱۔

بھنک رہی ہوں غرض کہ جہاں تک متخیلہ کام کر سکے نہایت بدشکل کی تصویر اختراع کر کے تصور میں لائے ایسا کرنے سے انشاء اللہ فوراً وہ بدخیال جاتا رہے گا۔

ایک صاحب کو (بدنگاہی کے علاج کے لیے) تحریر فرمایا کہ یہ تصور کیا کرو، کہ اس حسین کا مر کر کیا حال ہوگا بدن گل سڑ جائے گا، پیٹ پھٹ جائے گا، کیڑے پڑ جائیں گے، غرض عجب ہیئت ہو جائے گی۔ اس وقت اگر کوئی اس عاشق سے کہے کہ اس کو گود میں لے کر پیار کرو تو وہاں سے ہزار نفرتیں کر کے لاحول پڑھ کے بھاگ آئے[۱]

بدنگاہی چھوڑنے کا مجرب آسان علاج

ایک طریقہ یہ بتلایا کرتا ہوں کہ مکان میں کواڑ ا بند کر کے سوتے وقت روز حق تعالیٰ سے اس طرح دعا کیا کرو کہ یا اللہ میں بڑا کمبخت ہوں، نالائق اور پاجی ہوں، غرض خوب سخت سخت الفاظ اپنے لیے استعمال کر کے کہو، کہ یا اللہ میری ہمت تو ان کے ترک کے لیے کافی نہیں آپ ہی مدد فرمائیں یہ ترکیب کر کے دیکھو انشاء اللہ ایک ہی دو ہفتہ میں سب گناہ ختم ہو جائیں گے مگر کوئی کرتا ہی نہیں[۲]

بدنگاہی اور تمام گناہوں کے چھوڑنے کا ایک مفید مراقبہ اور آسان علاج

شرح الصدور میں علامہ سیوطیؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ برزخ میں زندہ لوگوں کے اعمال ان کے مردہ آباء واجداد اور خاص عزیزوں کو دکھلائے اور بتلائے جاتے ہیں اگر آدمی اس کا استحضار اور تصور کرے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ میرے باپ یا استاذ یا پیر اور دوسرے بڑوں کے سامنے آئے گا تو وہ کیا کہیں گے یہ تصور انسان کو بہت سی برائیوں اور گناہوں سے روک سکتا ہے[۳]

---

۱ حسن العزیز ۱/ ۲۸ ۲ حسن العزیز ۱/ ۲۶۶ ۳ مجالس حکیم الامت ص: ۱۳۶۔

فرمایا کہ حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ کے روبرو پیر اور جمعرات کے روز بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، اور حضرات انبیاء علیہم السلام پر اور والدین کے روبرو جمعہ کے روز پیش کئے جاتے ہیں پس وہ ان کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور خوشی سے ان کے چہروں کی چمک دمک بڑھ جاتی ہے، پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور گناہ کے کام مت کرو، اور مردوں کو (گناہ کرکے) ایذا مت دو۔[۱]

بدنگاہی کا ایک علاج بزرگوں کے تذکرہ کی کتابیں دیکھنا اور ان کی صحبت اختیار کرنا بھی ہے

فرمایا بدنگاہی کا علاج یہ ہے کہ بزرگوں کے تذکرہ کی کتابیں پابندی سے دیکھو، اور کسی وقت خلوت میں گناہوں پر جو وعیدیں اور سزائیں وارد ہوئی ہیں ان کو سوچا کرو، اور گناہ کے وقت بھی ایسے استحضار کی تجدید کرو، انشاء اللہ نفس سے تقاضا جاتا رہے گا اور اگر معمولی میلان ہو تو اس کا مقابلہ ہمت سے کرو، بغیر ہمت کے کوئی تدبیر کافی نہیں۔[۲]

☆ ایک علاج یہ ہے کہ جس سے عقیدت ہو اس کے پاس کچھ دن رہے اس سے انشاء اللہ خود بخود اصلاح ہو جائے گی۔[۳]

جرمانہ مقرر کرنا بھی ایک علاج ہے

ایک علاج یہ ہے کہ اپنے اوپر کوئی جرمانہ مقرر کرلے کہ جو نہ اس قدر زیادہ ہو کہ پابندی کے ساتھ اس کا ادا ہونا ہی مشکل ہو اور نہ اس قدر کم ہو کہ نفس پر شاق ہی نہ ہو یہ علاج مشکل ہے کیونکہ خود اپنے اوپر سزا جاری کرنا مشکل کام ہے۔[۴]

[۱] ارشادات حکیم الامت ص ۴۵ [۲] کمالات اشرفیہ ص: ۴۴ [۳] حسن العزیز ۱/ ۲۵۔
[۴] حسن العزیز ۱/ ۲۵۔

بدنظری کے متفرق علاج

☆ ایک صاحب نے لکھا کہ ایک لڑکے سے محبت ہوگئی ہے ہر دم دل یہی چاہتا ہے کہ اسے دیکھا کروں اور حالت ناگفتہ بہ (یعنی ناقابل بیان) ہے۔

تحریر فرمایا کہ اس مرض کا اول علاج یہ ہے کہ محبوب سے ظاہری جدائی فوراً اختیار کر لی جائے تتمہ علاج اس اطلاع کے بعد لکھوں گا۔[1]

☆ آنکھوں کو نیچے رکھو اور اس گناہ کے کفارہ کے لیے پچاس نفلیں روزانہ پڑھا کرو، اور مجھ کو برابر حالات سے اطلاع دیتے رہا کرو۔[2]

☆ ایک صاحب نے غیبت اور میلان الی الامرد میں ابتلاء (یعنی خوبصورت لڑکے کی طرف نفسانی میلان) کے متعلق لکھا تو تحریر فرمایا کہ عقوبت نار (یعنی دوزخ کے عذاب) کا مراقبہ روزانہ پندرہ منٹ تک کیا جائے اور صدور کے تقاضے کے وقت (یعنی جب گناہ میں ابتلاء کا موقع آئے اس وقت) ہمت سے بھی کام لیا جائے۔[3]

اچانک نگاہ پڑ جانا قابل مواخذہ نہیں اس میں بھی ہمارا علاج ہے

اگر کوئی کہے کہ نظر فجاءۃ کو اگر حرام قرار دیا جاتا تو یہ عقل کے خلاف تھا اس لیے کہ یہ اختیار میں نہیں اگر مزید احتیاط کرے تو اس سے بھی بچ سکتے ہیں اور قابل بچنے کے تو یہ بھی کافی ہے اس لیے کہ گو اس میں گناہ نہیں لیکن علت اور روگ لگنے کے لیے تو یہ بھی کافی ہے، مبتلا دل تھا ہاتھ سے نکل گیا تو باوجود اس کے اندر گناہ اور مواخذہ نہیں تو وجہ اس کی یہ ہے کہ اس معافی میں ہمارا علاج ہے وہ یہ ہے کہ جب بندہ کو نظر فجاءۃ سے کسی کی طرف میلان ہوگیا اور ارادہ ہوا کہ اس کے ملنے کی کوشش کریں ادھر

[1] کمالات اشرفیہ ص: ۲۶۴ [2] کمالات اشرفیہ ص: ۲۵۷ [3] کمالات اشرفیہ ص: ۲۶۵۔

اس کے ذہن میں یہ بھی مضمون ہے کہ باوجود اس کے کہ یہ میری نگاہ قابل مواخذہ کے تھی مگر اس پر اللہ تعالیٰ نے مواخذہ نہیں فرمایا تو اگر کچھ عقل درست ہے تو سمجھے گا کہ اللہ اکبر کس قدر عنایت و رحمت ہے کہ میں نگاہ سے متمتع بھی ہوا اور یہ کرم کہ مواخذہ نہیں فرمایا اس مضمون میں اور زیادہ غور وخوض سے کام لے گا تو حب حق (یعنی حق تعالیٰ کی محبت) کا اس قدر غلبہ ہوگا کہ ندامت سے پانی پانی ہو جائے گا اور غیر کا خیال تک نہ رہے گا، ہاں! اگر حُبِّ حق کو غالب نہ کرے اور فکر سے کام نہ لے تو اس کا کچھ علاج ہی نہیں ورنہ اگر ذرا عقل سے کام لے تو معلوم ہو کہ یہ بیماری جو ہمارے تمہارے اندر ہے اس کا علاج اور شفا بھی ہمارے ہی اندر ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فداءک فیک وما تبصر دواءک منک وما تشعر
وانت الکتاب المبین الذی باحرفہ یظھر المظھر

انسان ایک عجیب شے ہے اسی واسطے حکماء نے اس کا نام عالم صغیر رکھا ہے غرض اس تصور میں یہ اثر ہے کہ اس روگ سے شفا ہو جائے گی پس اس مواخذہ نہ فرمانے میں بڑا اچھا علاج ہے کسی نے خوب کہا ہے ؎

درد از یار ست ودرماں نیز ہم
دل فدائے اوشد و جاں نیز ہم

ایک اور علاج

پھر جس شے کا یہ طالب ہے یعنی حسن اس کا مخزن بھی تو محبوب حقیقی اور جمیل حقیقی ہے جیسے شعر مذکور کے بعد دوسرا شعر ہے ؎

آنچہ می گویند آں بہتر زحسن
یار ما ایں دارد وآں نیز ہم

اگر حسن ہی پر فریفتگی ہے تو حسن کا خزانہ اور معدن اصلی بھی وہی ہیں۔

حسن خویش از روئے خوباں آشکارا کردۂ
پس بچشم عاشقاں خود را تماشا کردۂ

اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ماسوا حق تعالیٰ شانہ کے سب حادثات ہیں اور مظہر ہیں ذات پاک قدیم کے پس ان حوادث کے تمام صفات بھی مظہر ہیں صفات ذات قدیم کے اور ان کے حسن و جمال کی مثال جمیل حقیقی کے سامنے ایسی ہے جیسے دیوار کہ نور آفتاب سے منور ہو جائے۔ پس اگر کوئی نادان اس دیوار کو منور جان کر اس پر عاشق ہو جائے تو یہ اس کی نادانی ہے اس کو خبر نہیں کہ یہ نور اس کا محض مستعار ہے جو عنقریب معدن اس نور کا یعنی آفتاب اس کو اپنے ساتھ لے جائے گا ایسے حسینان عالم کا حسن مجازی اور مستعار ہے یہی حسین جن کے حسن پر لوگ فریفتہ ہیں اگر بیمار ہو جائیں یا ان کا سر منڈا دیا جائے تو وہ حسن مبدل بہ قبح ہو جاتا ہے (اور برا معلوم ہونے لگتا ہے) یا بیمار نہ ہوں لیکن موت سے تو چارہ ہی نہیں موت کے بعد یہ حسن کہاں چلا جاتا ہے جس کا تھا اس نے لے لیا پس یہ حسن مجازی تو محض ملمع ہے عاقل سے بہت بعید ہے کہ اس حسن پر فریفتہ ہو اور اصلی حسن سے غافل ہو۔[1]

بدنگاہی کا منجانب اللہ خواب میں القاء کیا ہوا ایک علاج

جمال حسی و جمال معنوی

سوال: پرسوں احقر خواب سے بیدار ہوا تو یہ اسم پاک زبان پر جاری تھا **اللہ جمیل وھو الجمال**، سو اس کی تفصیل اور تعبیر کا محتاج ہوں (پھر ذکر و شغل کے متعلق کچھ حالات ارقام ہیں پھر اخیر میں لکھا ہے) چونکہ نشست زیادہ دکان پر رہتی ہے اکثر مستورات ہر قسم کی نظر کے سامنے سے گذرتی ہیں بار اول نظر پڑنے

[1] مفاسد گناہ ص:۱۲۱۔

سے تسکین نہیں ہوتی جی یہ چاہتا ہے کہ اس کو پھر دیکھوں پھر بالقصد نظر نیچے کر لیتا ہوں اس کا علاج چاہتا ہوں اور اپنی حالت کا استفسار۔

جواب : یہ علاج ہے اس مرض کا جو آپ نے آخر میں لکھا ہے یعنی یہ بات بتلائی گئی ہے کہ جب کسی جمیل کی طرف میلان ہو تو اس وقت اس حدیث کے مضمون کا تصور اور مراقبہ کرنا چاہئے کہ حقیقی جمیل وہ ہے دوسرے کی طرف نظر نہ کرنا چاہئے اور حدیث میں دوسرا جملہ **یحب الجمال** ہے **وھو الجمال** کا جاری ہونا غلطی ہے متخیلہ کی، اس سے اشارہ ہے اس طرف کہ وہ جمال معنوی کو محبوب رکھتا ہے اور وہ جمال معنوی معصیت سے زائل ہو جاتا ہے تو اس سے اجتناب چاہئے پس اس مراقبہ سے نفس کا وہ تقاضا جاتا رہے گا[۱]

حضرت فریدالدین عطار کا اپنے مرید کے عشق مجازی کا علاج

اس پر ایک حکایت یاد آ گئی حضرت فرید عطارؒ کے ایک مرید تھے حضرت کے گھر ایک باندی تھی۔ یہ مرید صاحب اس پر فریفتہ ہو گئے حضرت کو اطلاع ہوئی زبان سے کچھ نہیں فرمایا اس باندی کو دستوں کی دوا کھلا دی اس کو دست آنے شروع ہوئے اور حکم دیا کہ ان دستوں کو ایک جگہ جمع رکھو اور اس باندی کی حالت یہ ہوئی کہ اس کے چہرے کا رنگ ارغوانی بالکل پیلا ہو گیا اور چہرے پر بے رونقی ہو گئی اس کے بعد اس باندی کے ہاتھ اس مرید کے پاس کھانا بھیجا اور چھپ کر دیکھا کہ اس کو دیکھتا ہے یا نہیں معلوم ہوا کہ اس طرف رخ بھی نہیں کرتا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم کو تمہارے تعلق کی اطلاع ہے۔ اب اس کو کیوں نہیں دیکھتے، یہ تو وہی ہے، اب ہم بتلاتے ہیں کہ اس میں کون سی شے کم ہوئی ہے، اور حکم دیا کہ وہ کونڈا لاؤ جس میں دست جمع ہیں وہ کونڈا آیا حضرت نے فرمایا کہ تمہارا محبوب یہ ہے۔[۲]

[۱] تربیت السالک [۲] ذکر الموت ملحقہ موت وحیات ص:۳۹۔

عشق میں مبتلا شخص اور حضرت تھانوی کا علاج

ایک شخص کا واقعہ یاد آیا کہ اس نے مجھ سے تنہائی میں اپنی حالت بیان کی کہ مجھ کو ایک گوالن سے عشق ہو گیا ہے میں دودھ اسی وجہ سے لیتا ہوں اس بہانے سے اسے دیکھ لیتا ہوں حالانکہ دودھ کی مجھ کو ضرورت نہیں، میں نے کہا کہ وہاں جاؤ مت، اس کو دیکھو مت، اس محلّہ سے بھی کبھی مت گذرو، ہمت اور قوت سے کام لو یہی اس کا علاج ہے، کہا کہ یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا اس کہنے پر میں نے اس کے ایک دھول رسید کی (ایک تھپڑ مارا) اور کہا کہ نکل یہاں سے نالائق، وہ شخص چلا گیا مجھ کو بعد میں خیال بھی ہوا کہ اس سے نہ کوئی تعلق تھا نہ واقفیت تھی ایسا کیوں کیا مگر قریب ایک سال بعد وہ شخص فلاں مولوی صاحب سے ملا ان کو پہچان کر یہاں کی خیریت معلوم کی اور اپنا قصہ بیان کیا کہ میں وہ شخص ہوں انہوں نے دریافت کیا کہ اس حالت میں کوئی فرق ہوا کہنے لگا کہ اس دھول (طمانچہ) نے اکسیر کا کام دیا بجائے عشق کے اس عورت سے مجھ کو نفرت کا درجہ پیدا ہو گیا اور قطعاً (یعنی جڑ سے) اس مرض کا ازالہ ہو گیا۔

ایک دوسرے شخص کا واقعہ ہے کہ ان کی کسی غلطی پر میں نے ڈانٹ ڈپٹ کی تو انھوں نے ایک دوسرے صاحب سے کہا کہ دس برس کے مجاہدہ سے بھی مجھ کو وہ نفع نہ ہوتا جو چند منٹ کی ڈانٹ سے حاصل ہوا ان واقعات میں خاص بات یہ ہے کہ اس وقت جو تدبیر حق تعالیٰ قلب میں ڈال دیتے ہیں وہی مفید ہوتی ہے اور وہ منجانب اللہ ہوتی ہے مگر ناحقیقت شناس لوگ ویسے ہی باتیں بناتے پھرتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں[1]

---

[1] ملفوظات حکیم الامت ۳/۱۵۳ قسط ۲۔

بدنظری کا ایک اور علاج

نظر بد فعل اختیاری ہے اس لئے اس بچنا بھی اختیاری ہے گو اس میں تکلیف ہو، لوگوں سے تکلیف نہیں اٹھائی جاتی مگر دوزخ کا عذاب اس سے زیادہ ہے، میں انے ایک مبتلائے نظر بد سے پوچھا کہ اگر تمہاری بدنظری کو اس کا خاوند بھی دیکھ رہا ہو کیا تب بھی دیکھ سکتے ہو؟ کہا نہیں۔ میں نے کہا خدا کی عظمت تمہارے قلب میں اس کے خاوند کے برابر بھی نہیں، کیونکہ حق تعالیٰ بھی ہر وقت ہماری حالت دیکھ رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ لوگوں کو خدا کے ساتھ اعتقاد تو ہے کہ وہ ہر وقت ہماری اچھی بری حالت دیکھ رہے ہیں مگر اس کا حال نہیں اگر حال ہو جائے تو ایسی جرأت نہ ہو[1]

[1] انفاس عیسیٰ ج ۲ ص ۴۴۔

باب ۶

بدنگاہی سے متعلق متفرق حالات اور ان کے جوابات

یہ واقعی مرض ہے اس کا علاج ضروری ہے

حال: عرض یہ ہے کہ اپنی دو بی بی کے سوا اجنبیہ عورتوں کا خیال بھی دل میں آتا ہے جب کسی وقت کسی اجنبیہ پر نظر پڑ جاتی ہے اس کا خیال بھی دل میں آتا ہے اور اس کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے خوبصورت ہو یا نہ ہو۔

تحقیق: یہ بے شک مرض ہے اس کا علاج مجاہدہ ہے یعنی بزور مخالفت کرنا نفس کی اور صدور خطا پر کوئی جرمانہ اس پر مقرر کرنا مثلاً ایک نظر پر بیس نفلیں اس سے انشاء اللہ پوری اصلاح ہو جائے گی۔[1]

وقتی علاج کافی نہیں پابندی ضروری ہے

حال: حاضر خدمت ہو کر جس مرض کے متعلق عرض کیا تھا اس مرض کا تدارک غض البصر[2] کا مطالعہ فرمایا تھا لیکن جب سے یہاں آیا صرف ایک مرتبہ اس کا مطالعہ کیا گیا لیکن ایک ہی مرتبہ دیکھنے سے بفضلہٖ اتنا نفع ہوا کہ مرض گیا تو نہیں لیکن جانے کے قریب قریب ہو گیا، اب بفضلہٖ حضور کی دعا سے اتنا حاوی ہو گیا ہوں کہ اگر تقاضا ہوا تو فوراً مغلوب کر لیتا ہوں تقاضا ضرور ہوتا ہے لیکن حضور کی دعا کی برکت سے غالب ہو جاتا ہوں حضور دعا کریں کہ یہ تقاضا بھی خداوند کریم رفع کر دیں۔

تحقیق۔ اس کا رفع اور ضعیف ہو جانا بھی اسی پر موقوف ہے کہ ایک مدت

---
[1] تربیت السالک ص: ۲۳۹ [2] حضرت تھانوی کے ایک وعظ کا نام ہے۔

تک اس پر عمل نہ ہو، پھر دب جاتا ہے گومیلان پھر بھی رہے[1]

تحقیق: انسان صرف مکلّف اس کا ہے کہ ان اخلاق رذیلہ[2] کے مقتضیات پر عمل نہ کرے رہا یہ کہ اقتضایات[3] ہی زائل یا ضعیف ہوجاویں اس کا نہ انسان مکلّف ہے نہ یہ بسہولت میسر ہوسکتا ہے۔　ع

بسیار سفر باید پختہ شود خامی[4]

بدنگاہی سے بچ جانا بڑی کرامت بلکہ لاکھ کرامتوں سے بڑھ کر ہے

حال: راستہ وغیرہ میں کہیں نگاہ بد کا موقع ملتا ہے تو اپنے دل سے یوں کہتا ہوں کہ اگر تو اپنے کو نگاہ بد سے بچالے تو تیری بہت بڑی کرامت یہی ہے بلکہ لاکھ کرامتیں اس پر قربان کردی جائیں تو سزاوار ہے اور عوارف کا یہ قول یاد آجاتا ہے کہ اللہ استقامت طلب کرتے ہیں اور ہم کرامت کے پیچھے پڑے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ بہت سہولت سے بچالیتا ہوں ان خیالات کی تصحیح فرمائیں۔

تحقیق: بالکل صحیح ہے اللہ تعالیٰ علم وفہم میں زیادہ برکت فرمائے[5]

قابل تعریف حالت

حال: احقر نے حضور والا کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ نظر بد سے اپنے آپ کو روک دوں گا الحمدللہ اب تک اس گناہ میں مبتلا نہیں ہوا صرف فجاءۃً (یعنی اچانک نگاہ) نظر واقع ہوجاتی ہے، تو فوراً انتظام کرلیتا ہوں

---

[1] تربیۃ حصہ ہفتم ص ۵۸ [2] گندے اور برے اخلاق۔ [3] یعنی گناہوں کا تقاضا ہی نہ ہو۔
[4] تربیت السالک ص: ۴۸ [5] تربیت السالک ۲۴۰۔

اورنظر دوسری طرف کردیتاہوں۔

تحقیق: مبارک ہواللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔[1]

بدنگاہی سے غایت درجہ احتیاط

حال: نظر بد کے مضار (نقصانات) سے بچنے کے لیے کمترین اکثر حصہ دن کا گاؤں سے باہر رہتا ہے اس عرصہ میں ظہر وعصر کی نمازیں جماعت سے حاصل نہیں ہوسکتیں، چونکہ پانی بھرنے کا تالاب مسجد کے عین سامنے اور بالکل قریب ہے اوران ہی اوقات میں غیرمحرموں کا ہجوم ہوتا ہے اس لیے احتیاطاً مسجد میں نہیں جاتا مبادا کسی فتنہ میں مبتلا ہوجاؤں، قبلہ جماعت کے ہاتھ سے جانے کا بھی ازحد رنج ہوتا ہے نہ جائے ماندن، نا پائے رفتن کا مصداق ہوں مناسب تجویز سے مطلع فرمادیں۔

تحقیق: وہاں جماعت موکد ہی نہیں (یعنی جب گاؤں سے باہر ہیں اس وقت جماعت واجب نہیں)۔[2]

---

[1] النورص:۵۰۳، تربیت السالک ص:۲۴۸ [2] النورص:۳۶۳، تربیت السالک ص:۲۴۵۔

بدنگاہی کی وجہ سے جو ظلمت ہوتی ہے صرف استغفار اس کے لیے کافی نہیں

حال: نگاہ کے متعلق تو صرف اس قدر عرض کر دینا شاید کافی ہو کہ

لختے برداز دل گزرد ہر کہ زپیشم ‌ ‌ ‌ ‌ من قاش فروش دل صد پارہ خویشم

اس کے متعلق اگر چہ اتنا ضرور کرتا ہوں کہ جب کسی پر نگاہ پڑی فوراً جبراً ادھر سے نگاہ ہٹالی اور تیزی سے اس جگہ سے چلا گیا اور استغفار کر لی مگر پھر بھی تقاضا اس قدر رہتا ہے کہ اللہ کی پناہ اور بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ نگاہ پڑنے کے بعد بھی دو چار سکنڈ اس پر نظر قائم رہتی ہے مگر پھر جب خیال آتا ہے فوراً ہٹا کر توبہ کر لیتا ہوں لیکن اس کو کیا کروں، یہ جو نگاہ ہو جاتی ہے اس سے سخت پریشان ہوں جانتا ہوں کہ استغفار کر لی ہے مگر دل صاف نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی قلب میں اسی کی کدورت باقی ہے۔ ورنہ استغفار سے تو قلب صاف ہو جاتا ہے یہ سمجھ کر اور بھی دل پریشان ہوتا ہے۔

تحقیق: استغفار سے اتنی جلدی صاف نہیں ہوا کرتا بلکہ آئندہ جب ایسے موقعہ پر چند بار ضبط نفس ہو اس کے نور سے دل میں صفائی پوری ہوتی ہے، اس میں ہمت قوی چاہئے[1]

نظر پھیر لینا کافی نہیں دل کی توجہ بھی ہٹا لیجئے

حال: ان لڑکوں کی محبت میں بھی اگر چہ کمی تو ہے لیکن بالکل جاتی نہیں رہی ان کی شکل پر کبھی نظر پڑ جاتی ہے تو دل میں ایک لذت شعلہ زن ہو جاتی ہے مگر فوراً منہ پھیر لیتا ہوں۔

[1] تربیت السالک۔

تحقیق: منہ بھی پھیرنا چاہئے اور قلب یعنی توجہ قلبی ہٹانا چاہئے جس کا سہل طریق یہ ہے کہ فوراً خیال کو دوسری طرف متوجہ کر دیا جائے۔[1]

بدنگاہی اور گندے خیالات کا علاج

حال: اپنی بداعمالیوں پر سخت افسوس ہوتا ہے، نماز کی یہ حالت ہے کہ دنیا بھر کے خیالات خاص کر اسی جاگیر کے معاملات متعلقہ رعایا و جاگیر جن میں دن بھر منہمک اور مصروف رہتا ہوں اس وقت خصوصیت کے ساتھ گڑ بڑ ڈالتے ہیں یہی حالت تہجد کے نوافل اور ذکر کے وقت ہوتی ہے اپنی اس حالت سے نہایت تنگ ہوں اور خود بخود جی چاہتا ہے کہ ہر وقت تنہائی میں بیٹھا اپنی بداعمالیوں پر افسوس کرتا رہوں ایک عرصہ دراز سے نظر بازی کے مرض میں مبتلا ہوں اگرچہ شکر ہے کہ نظر بازی کے ساتھ زنائے بصر وقلب (آنکھ اور دل کے زنا) سے تو محفوظ ہوں مگر یہ لپکا اور اس میں حظ ملنا، مقدمہ اسی آفت کا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضور کے صدقہ سے اب اس مرض میں بمقابلہ پہلے کے بہت زیادہ کمی آ گئی ہے بجائے اس کے کہ پہلے ہر عورت کو حتیٰ کہ مواشی اور دیگر جانوروں کے مقامات مخصوص پر نظر ڈالنے کو بار بار تقاضا ہوتا تھا جس سے مجبور ہو کر بار بار نظر پڑتی تھی اب بفضلہٖ تعالیٰ پڑتی ہوئی نظر کو کوئی روکتا ہے اور فوراً نیچی نظر کر لیتا ہوں مگر اپنی بیوی اور ہیئت صحبت کا خیال اکثر پیش نظر رہتا ہے چونکہ یہ حلال اور منکوحہ کا خیال ہے اس لیے اس سے بچنے کی زیادہ کوشش نہیں کرتا ہوں نہ معلوم یہ مناسب ہے یا نہیں دعا فرمائی جائے، کہ بجائے اس مشغولی کے ذکر و یاد حق کی مشغولی نصیب ہو۔

تحقیق: عزیزم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

---

[1] تربیت السالک ص:۲۶۷۔

آپ کا پرچہ حرفاً حرفاً پڑھا جواب عرض کرتا ہوں موجودہ حالت میں روزگار چھوڑنے سے اس سے زیادہ ظلمت کا اندیشہ ہے جو تشویش معاش سے پیش آتا ہے جس قدر ہوسکے کئے جایئے جو کوتاہی ہو استغفار کیجئے، خواب نہایت مبارک ہے کیا بداعمالیوں کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں ہوسکتی خیالات سے کس کی نماز پاک ہوتی ہے حتی الامکان قلب کو حاضر رکھنا چاہئے اور جو فروگذاشت ہوجائے اس پر استغفار کرنا چاہئے۔

مرض نظر کا علاج بجز ہمت اور استحضار عذاب کے کچھ نہیں ہے باقی منکوحہ کا خیال معصیت تو بالکل نہیں اور حد سے زائد ایسا ہی ہے جیسا بہت سا گھی کھانے سے معدہ خراب ہوجاتا ہے[1]

بدنگاہی ہوجانے پر نوافل پڑھنے کا جرمانہ مقرر کیجئے

حال: اصل مرض میں بھی بہت کمی ہے اتفاقیہ کسی کسی نامحرم کی طرف آنکھ اٹھ جاتی ہے اس سے کفارہ کے لیے اور وقتوں میں تو فرصت نہیں ملتی البتہ مغرب کی نماز کے بعد روزانہ ٦ نوافل پڑھنے کا معمول کرلیا ہے۔

تحقیق: اس سے فائدہ کم ہوگا جرمانہ کی نفلیں اس داومی معمول کے علاوہ ہونا چاہئیں ورنہ معمول دائم سے زجر نہیں ہوتا کیونکہ نفس کہتا ہے کہ یہ تو ہر حال میں پڑھنا ہے خواہ نگاہ بد ہو یا نہ ہو پھر نگاہ بد کیوں چھوڑوں یہ بھی نفس کہے گا کہ اس سے تو کفارہ ہوہی جائے گا، پھر کیوں پرہیز کروں اور مستقل طور سے پڑھنے سے چونکہ پڑھنا گراں ہوگا اس گرانی کے سبب وہ نگاہ بد سے بچے گا[2]

---

[1] تربیت السالک ص:۲۴۱ [2] تربیت السالک ص:۲۴۳۔

نفس کا غلبہ ہے توبہ بار بار ٹوٹ جاتی ہے اس کا علاج

حال: نفس وشیطان در پے آزار ہیں گاہ گاہ نفس کا اس قدر تسلط ہوتا ہے کہ صغائر تو کیا کبائر سے بھی پاک نہیں ہوتا مگر حالت بدلنے سے یعنی اطفائے ہیجان نفس (جوش ٹھنڈا ہونے) کے بعد بہت پشیمانی ہوتی ہے کہ بار بار توبہ کرتا ہوں اور آئندہ کے لیے پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ پھر ایسی غلطی کبھی نہ ہوگی پھر کبھی ایسی حالت ہوجاتی ہے اور گذشتہ ارادہ یاد نہیں رہتا پھر ایسا ہی کرتا ہوں کہ توبہ استغفار سے مدد لے کر مضبوط ہوجاتا ہوں اور پھر کبھی وہی حالت ہوجاتی ہے لہٰذا امیدوار ہے کہ حضور والا بندہ کے حق میں بتوجہ قلب ایسی دعا فرمائیں یا ہمت باطن سے تصرف فرمادیں کہ حالت نفس کی مطمئن ہوجائے اور معاصی کی رغبت بالکل چھوٹ جائے کیونکہ بندہ بہت حیران ہوگیا ہے بس اب تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل فرما کر قبول فرماویں۔

تحقیق: کوئی گراں جرمانہ نفس پر مقرر کریں ان شاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا میرے نزدیک جب معصیت کی طرف عود ہو چالیس پچاس نفلیں اس کے تدارک (تلافی) کے لیے پڑھی جائیں اور پھر اطلاع دیں۔[1]

اب نگاہ نہیں رکتی کیا کروں

پہلا خط:

حال: کچھ دن سے میری حالت بہت تباہ ہورہی ہے اس تباہ حال میں ایک تو نفس بے قابو ہو ہی رہا تھا دوسرے اس پر شہر کی زندگی اس مرض کی ترقی میں اور معین ہوئی بلکہ یہ مرض ظاہر یہیں آکر ہوا، اب نگاہ نہیں رکتی بجز پشیمانی و درماندگی کے یہ روسیاہ اور کیا عرض کرے۔

[1] تربیت السالک ص:۲۵۳۔

اے کہ چوں تو درزمانہ نیست کس　　　　اللہ اللہ خلق را فریاد رس

تحقیق: میرے پاس کوئی ایسی پٹی نہیں کہ اس کو لیے ہوئے آپ کے ساتھ آپ کی نگرانی کرتا پھروں اور موقع پر وہ پٹی آنکھوں پر باندھ دیا کروں۔

دوسرا خط:

حال: احقر اب اس بدنگاہی کے گناہ سے توبہ کرتا ہے اور مصمم ارادہ کرتا ہے کہ نگاہ کو روکنے میں نفس کی پوری مخالفت کرے گا اب احقر نگاہ کو روک لیتا ہے۔

تحقیق: الحمدللہ پٹی باندھنے کی خدمت سے سبکدوشی ہوئی[1]

چاروں طرف نگاہ اٹھتی ہے کیا کروں

حال: حضرت میں اپنے خیال کے مطابق تحریر خدمت کرتا ہوں کہ باری تعالیٰ نے مجھے مرض بدنگاہی سے صرف اپنے فضل وکرم سے بوسیلہ حضور شفا عطا فرمادی ہے اور اگر حضور کی تشخیص میں یہ مرض کچھ باقی ہے تو اس کا سبب میرے خیال میں ایک اور مرض ہے جس میں ابتلاء ہی نہیں بلکہ انہماک ہے۔ حضرت وہ مرض چاروں طرف کا دیکھنا ہے اگر واقعی یہ مرض بدنگاہی کا سبب ہے یا مستقل مرض ہے تو علاج سے بہرہ یاب فرماویں۔

تحقیق: دوسرا مرض جو لکھا ہے کیا اس کے ترک پر قدرت نہیں[2]

[1] النور محرم ۱۳۵۴ھ، تربیت السالک ۱۴۶ [2] النور، جمادی الاخریٰ ۱۳۵۴ھ، تربیت السالک ص: ۱۵۰۔

حسن کا دیکھنا اختیاری ہے

حال: حضرت نے دریافت فرمایا ہے کہ حسن کا دیکھنا اختیاری ہے یا غیر اختیاری، جواباً عرض ہے کہ بندہ کا دیکھنا اختیاری ہے مگر استعمال اختیار دشوار معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: کیا دشوار ہے کیا نفس کے روکنے سے کوئی بیماری ہو جاتی ہے یا سانس گھٹنے لگتا ہے یا اور کوئی تکلیف نا قابل برداشت ہو جاتی ہے؟[۱]

باوجود نظر نیچی رکھنے کے پھر نظر اوپر اٹھ جاتی ہے

حال: (خلاصہ سوال) ایک طالب علم نے جو زیر تربیت ہیں کچھ حوادث سے پریشان اور کچھ بدنظری کی شکایت لکھ کر دعا اور اصلاح کی آسان صورت کی درخواست کی تھی اور یہ بھی لکھا کہ:

"ہر شئ حسین کے دیکھنے کو طبیعت میں اس قدر تقاضا پیدا ہوتا ہے کہ باوجود نیچی نظر کر لینے کے پھر نظر اٹھ جاتی ہے حالانکہ حضرت والا کے فرمان کے بموجب عذاب دوزخ وغیرہ کو سوچتا ہوں مگر طبیعت کچھ ایسی مجبور ہوتی ہے جس کا رکنا دشوار اور شاق نظر آتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دل کے اندر سے کوئی دل کو پکڑ کر دل کو ابھار رہا ہے۔ حضرت والا کیا کروں نہایت ہی اس فعل بد سے مجبور ہو گیا ہوں"۔

جس پر خط کھینچ دیا گیا ہے اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا۔

تحقیق: حرفاً حرفاً پڑھا غیر اختیاری مصائب پر تو اجر ملتا ہے ان کے ازالہ کی بھی دعا کرتا ہوں لیکن مصائب اختیاریہ یعنی معاصی پر نہ اجر ملتا ہے اور نہ اس کے ازالہ کی دعا ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا ازالہ تو خود عبد کا فعل ہے اس دعا کی تو یہ مثال

---

[۱] النور محرم ۱۳۵۴ھ، تربیت السالک ص: ۱۵۴۔

ہے کہ اے اللہ فلانا شخص فلاں کھانا کھانے لگے فلاں کھانا نہ کھاوے اس دعا کے کیا معنی البتہ توفیق کی دعا ہوسکتی ہے وہ بھی جب کہ فاعل اسباب کو جمع کرے اور اعظم اسباب قصد وہمت ہے اور اس کے متعلق جو عذر خط کشیدہ عبارت میں لکھا ہے بالکل غلط ہے، سوچو کہ اگر ایسے موقع پر کہ نفس میں تقاضائے شدید ہو تمہارا کوئی بزرگ موجود ہو جو تمہاری اس نظر اٹھانے کو دیکھ رہا ہو تو کیا اس وقت تم ایسی بے حیائی کر سکتے ہو؟ اگر کر سکتے ہو تو تم لا علاج ہو اور اگر نہیں کر سکتے تو معلوم ہوا کہ نظر از خود نہیں اٹھتی نہ مجبوری ہوتی ہے نہ رکنا شاق ہوتا ہے نہ کوئی ابھارتا ہے سب کچھ تم ہی کرتے ہو تو اس کے خلاف پر بھی تم قادر ہو سو تمہارا یہ عذر ویسا ہی بیہودہ ہے جیسے ایک شاعر نے بکواس کی ہے ؎

بیخودی میں لے لیا بوسہ خطا کیجئے معاف
اس دل بیتاب کی صاحب خطا تھی میں نہ تھا[1]

نفس زور پکڑتا ہے کیا کروں

حال: نظر بد کو کبھی زور دے کر روک لیتا ہوں اور کبھی نفس زور پکڑ جاتا ہے تو اس عذاب دہ گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہوں۔

تحقیق: کیا زور ایسا پکڑتا ہے کہ بچنے کی قدرت ہی نہیں رہتی اگر نہیں رہتی تو عبد مکلّف ہی نہیں رہنا چاہئے پھر گناہ اور عذاب کیسا۔

خط دوم

حال: حضرت کے جواب سے معلوم ہوا کہ یہ میری غفلت اور جہالت ہے کہ قدرت ہوتے ہوئے نہیں بچتا کیونکہ یہ اختیاری فعل ہے اس لیے حضرت والا

[1] النور رمضان ۱۳۵۳ھ، تربیت السالک ص: ۱۴۳۔

اب دل سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ ایسی غفلت نہ کروں گا اور اس مرض بد کو پوری کوشش سے دور کروں گا۔ دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں (زبانی فرمایا کہ دیکھئے اس طریقہ تربیت میں یہ منافع ہیں جب ان کو خود مدعی بنادیا گیا تب آنکھیں کھلیں اور اتنی ہمت نہ ہوئی کہ اپنے فعل کو جو صریح گناہ تھا گناہ ہی نہ سمجھیں اور اگر میں مدعی بنتا تو کچھ نہ کچھ ہانکے چلے جاتے فیصلہ ہی نہ ہوتا[1]

کوئی عورت سامنے آئے تو بے قابو ہو جاتا ہوں

پہلا خط

حال: بندہ کے اندر ایک مرض یہ ہے کہ اگر کوئی عورت سامنے پڑ جائے تو اس پر نظر پڑ جاتی ہے پھر اس سے نظر ہٹا نہیں سکتا۔

تحقیق: کیوں کیا قدرت سلب ہو جاتی ہے؟

دوسرا خط

حال: اس وقت قدرت سلب ہو جاتی ہے۔

تحقیق: تو کیا تمہارا یہ اعتقاد بھی ہے کہ اس حالت میں تم کو گناہ نہیں ہوتا کیونکہ عدم قدرت کی حالت میں تو گناہ نہیں ہوتا۔

تیسرا خط

حال: پہلے میں نہیں سمجھ سکا تھا اس لیے جواب میں لکھا تھا کہ قدرت سلب

[1] النور شوال ۱۳۵۳ھ، تربیت السالک ص:۱۴۴۔

ہو جاتی ہے لیکن اب سمجھ میں آیا کہ قدرت سلب نہیں ہوتی ہے کیونکہ بعض مرتبہ تو نظر پھیر سکتا ہوں اس لیے نظر نہ پھیرنا قدرت سلب ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ شیطانی وسوسہ کا سبب ہے اور نظر نہ پھیرنے کی حالت میں مجھے گناہ بھی ہوتا ہے۔ اب حضور جو علاج تجویز فرمادیں اس گناہ سے بچنے کے واسطے اس پر کاربند رہوں گا۔

تحقیق: قدرت سے کام لو۔[1]

بدنظری کی طرف سے نفرت نہیں

حال: احقر ابھی تک بدنظری کی طرف سے اپنے اندر نفرت نہیں پاتا بلکہ تقاضائے نفس بدستور موجود ہے گو احقر اس کی مقادمت کرتا ہے اور مجاہدہ سے نفس کو اس سے روکتا ہے بغیر مجاہدہ کے نفس نہیں رکتا، اپنے اوپر تو احقر بہت نفرین (نفرت و ملامت) کرتا ہے لیکن اس مرض سے پوری نفرت پیدا نہیں ہوئی۔

تحقیق: نفرت مامور بہ ہے (یعنی نفرت ہونے کا شریعت نے حکم دیا ہے) یا رغبت کے مقتضیٰ پر عمل نہ کرنا؟[2]

---

[1] النور ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ [2] النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ

کثرت عبادت سے یہ مرض نہ جائے گا اس کے لیے مجاہدہ کرنا پڑے گا

حال: منجملہ اور امراض کے جن کو آئندہ عرض کروں گا ایک مرض اس نالائق میں بدنظری کا بھی ہے جس کے متعلق پیشتر احقر کا یہ خیال تھا کہ کثرت عبادت سے آپ ہی چلا جائے گا مگر حضور کی زبان مبارک سے یہ سن کر کہ یہ اختیاری ہے احقر نے اس کے دفعیہ کے لیے کوشش کی تو یہ مرض تقریباً نوے فیصد جاتا رہا لیکن چونکہ کبھی کبھی اس معصیت کا ارتکاب ہو جاتا ہے اس کی وجہ سے سخت تکلیف اور ندامت ہے، کچھ علاج اس سے نجات کا تجویز کر دیں۔

تحقیق: اگر کسی کو کوئی شیرینی بے حد مرغوب ہو مگر اس کو معلوم ہو جائے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے کہ کھانے سے ہلاکت یا شدید تکلیف ہو جائے گی کیا اس حالت میں بھی کوئی شخص کسی طبیب سے پوچھے گا کہ حضور کوئی علاج تجویز کریں کہ اس پر عمل کر کے اس شیرینی کی رغبت نہ ہو[1]

چاروں طرف عورتیں ہی عورتیں نظر آتی ہیں کیا کروں

حال: یہاں آ کر مجھ کو نظر بد کا مرض پیدا ہو گیا ہے چونکہ پردہ نہ ہونے کے سبب سے جدھر دیکھو عورت ہی عورت نظر آتی ہے جس کے سبب بسا اوقات دل میں بہت بڑے بڑے شیطانی خیالات پیدا ہوتے ہیں اس لیے سخت پریشان ہوں براہ مہربانی کوئی علاج بتلا کر خادم کو گمراہی سے بچا دیں عین عنایت ہو گی۔

تحقیق: قصداً دیکھنے کا علاج یا بلا قصد نظر پڑ جانے کا علاج؟ پھر نظر کے بعد خیالات پیدا ہونے کا یا ان خیالات سے متلذذ (لذت حاصل کرنا) ہونے کا علاج؟ کس چیز کا علاج پوچھتے ہو؟[2]

---

[1] تربیت السالک ص: ۱۴۵، النور شوال ۱۳۵۴ھ [2] النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ۔

راستے میں بدنگاہی سے حفاظت کا آسان طریقہ

آنکھوں کا گناہ سخت ہے اور اس میں بہت ابتلا ہو رہا ہے، اس کا بہت انتظام کرنا چاہئے اپنا بھی اور گھر والوں کا بھی اور اس کا علاج سہل یہ ہے کہ راہ میں چلنے کے وقت نیچی نگاہ کر کے چلنا چاہئے ادھر ادھر نہ دیکھے ان شاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہے گا، شیطان جب مردود ہوا تو اس نے کہا تھا:

لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ

یعنی ان کے (گمراہ کرنے کے) لئے تیرے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا پھر ان کے پاس آؤں گا ان کے سامنے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائیں سے، چار سمتیں تو اس نے بتلائیں اور دو سمتیں باقی رہیں اوپر اور نیچے، بزرگان دین نے اس میں ایک لطیفہ لکھا ہے کہ اوپر نیچے کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ اکثر گناہ چار سمتوں سے ہوتے ہیں پس بچنے کی دو صورتیں رہیں یا تو اوپر دیکھ کر چلو یا نیچے دیکھ کر مگر اوپر دیکھنے میں تو گر جانے اور آنکھ میں کچھ پڑ جانے کا اندیشہ ہے اس لئے نجات کے لئے یہی شق متعین ہوئی کہ نیچے دیکھ کر چلیں۔

قال الله تعالىٰ وَعِبَادُالرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا

ترجمہ: اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع سے چلتے ہیں کسی نے اس کی وجہ پوچھی فرمایا کہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ جن کو میں پہچانتا ہوں اور دوسرے وہ جن کو میں نہیں پہچانتا، جن کو پہنچانتا ہوں ان کو بلا دیکھے بھی آواز سے پہچان لیتا ہوں دیکھنے کی کیا ضرورت ہے اور جن کو نہیں پہچانتا ان کے دیکھنے سے کیا فائدہ ہے۔ سبحان اللہ من حسن **اسلام المرء ترکه' مالا يعنيه** پر عمل اس کو کہتے ہیں، بعض بزرگوں نے اس نظر کے گناہ سے بچنے کے واسطے جنگل میں رہنا اختیار کر لیا ہے[1]

---

[1] غض البصر ص ۲۵۳۔

نظر اول اور اچانک نظر پڑ جانے سے گناہ ہوتا ہے یا نہیں

حال: چلتے پھرتے کسی لڑکے یا کسی عورت کی طرف نظر پڑ جاتی ہے تو بندہ اس وقت نظر کو فوراً ہٹا لیتا ہے اب حضرت والا سے یہ دریافت کرنا ہے کہ نظر اول معصیت کا سبب ہے یا نہیں۔

تحقیق: اس نظر اول میں قصد ہوتا ہے یا نہیں اگر حدوث (شروع میں) قصد نہ ہو تو اس کے ابقاء (باقی رکھنے) میں قصد ہوتا ہے یا نہیں اگر ابقاء میں بھی قصد نہ ہو تو اس نظر سے جو صورت ذہن میں پیدا ہوتی ہے اس کے ابقاء یا اس کے التذاذ (لذت پانے) میں قصد ہوتا ہے یا نہیں۔

حال: اگر معصیت کا سبب ہے تو حضرت والا علاج فرمائیں البتہ نظر ہٹانے کے بعد اس کی صورت ذہن میں (نقش) ہو جاتی ہے مگر بعض وقت وہ صورت ذہن میں آتے ہی فوراً دفع کرنا یاد نہیں رہتا۔

تحقیق: یاد رکھنے کا اہتمام ضروری ہے اگر ویسے یاد نہ رہے تو ایک پرچہ پر اس کی وعید لکھ کر وہ پرچہ اپنی کلائی یا بازو پر باندھ لیا جائے۔

حال: اس وجہ سے وہ صورت ذہن میں طویل ہو جاتی ہے۔

تحقیق: جب تنبہ ہوا اس وقت فوراً اس کا تدارک کیا جاتا ہے یا نہیں؟

حال: اب حضرت والا سے عرض ہے کہ اس میں کوئی مضرت تو نہیں اگر مضرت ہو تو برائے کرم کوئی علاج مرحمت فرمایا جاوے بڑی عنایت ہوگی۔

تحقیق: ضرر (نقصان) اور علاج دونوں چیزیں میرے سوالات سے واضح ہیں۔

---

[۱] النور جمادی الاولی ۱۳۵۴ھ۔

غیر اختیاری خواہش نفسانی کا غلبہ اور طبعی میلان مضر نہیں

حال: ایک بات قابل دریافت یہ ہے کہ بعض اوقات جب کہ اس کے کچھ اسباب بھی موجود ہوجاتے ہیں تو میلان خواہش نفسانی کا غلبہ کبھی ہوجاتا ہے اور کسی قدر اس میں انہماک ہوجاتا ہے گو عمل کے درجہ میں یہ بات پیدا نہیں ہوتی ہے لیکن وسوسہ کے درجہ میں انہماک ہوجاتا ہے ہر چند یہ چاہتا ہوں کہ ایسا نہ ہو لیکن کچھ نہ کچھ کبھی وسوسہ پیدا ہوکر انہماک ہوجاتا ہے اور بعد اس کے سخت تشویش لاحق ہوتی ہے اور اعمال میں جب تک کہ اس کا اثر رہتا ہے ایک بدمزگی ہوجاتی ہے کیا میلان طبعی خواہش نفسانیہ پر بھی مواخذہ ہوگا کیونکہ یہ بات تو غیر اختیاری معلوم ہوتی ہے کہ بعض اوقات بوجہ کسل طبعی یا کسی عارض کے انہماک پیدا ہوتا ہے اور غالباً سب کو کچھ تھوڑا بہت ہوتا ہوگا مجھ کو اس قسم کے وسواس کا غلبہ کبھی اس قدر نہیں ہوتا رہا کہ میں کبھی کسی عارض اور وسواس کی وجہ سے مغلوب محض ہوجاؤں لیکن جس قدر ضعف زیادہ ہوجاتا ہے میلان طبعی وسوسہ خواہش نفسانی کا غلبہ کبھی کبھی اپنے اندر پاتا ہوں اور باوجود ضعف طبیعت کے دیر تک کبھی ٹھیرتا ہے اور دفع ہوجانے کے بعد ایک انقباض اور کدورت دل میں پیدا ہوجاتی ہے اور انشراح طبیعت کا جب تک کہ اس کا اثر کچھ دیر رہتا ہے باقی نہیں رہتا اور اسی طرح جب کسی صفات ذمیمہ کا غلبہ گو عمل کے درجہ میں نہ ہو ہوجاتا ہے تو ایک تاریکی سی معلوم ہوتی ہے اور جب تک ذکر کا غلبہ یا اس خیال کا بالکل ازالہ نہیں ہوجاتا ہے اس وقت تک نورانیت وانشراح قلبیہ میسر نہیں ہوتا ہے کیا اس قسم کی غفلت بھی جو کہ صفات ذمیمہ کے غلبہ سے کبھی کبھی جب کہ اس کے اسباب کچھ مہیا ہوجاتے ہیں مضر باطن ہیں یا نہیں امید کہ تشفی کامل بخشی جاوے۔

تحقیق: بوجہ غیر اختیاری ہونے کے ذرا بھی مضر نہیں مگر کسی معین شخص کے متعلق حدیث النفس (دل سے باتیں کرنا) نہ لایا جاوے اور جو خود آجائے تو جمایا نہ جاوے۔

ایسی حالت میں نکاح نہ کیجئے اور صبر کیجئے

حال: شہوات نفسانیہ کے غلبہ کے وقت تو یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے تو نکاح کر لیا جائے، لیکن ضعف طبیعت اور عدم تندرستی کو دیکھا جاتا ہے تو ہمت ٹوٹ جاتی ہے کہ ایسی حالت میں جب کہ تندرستی ٹھیک نہیں ہے تو یہ خیال عبث ہے اور زمانہ کی حالت پر نظر کی جاتی ہے تو مجھ ایسے مفلس کا نکاح ہونا بھی دشوار ہے۔

تحقیق: علاوہ اس کے مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ نکاح سے اور ضعف نہ بڑھ جاوے جس سے اشد درجہ کے مضرات (نقصانات) نہ پیدا ہو جاویں۔

حال: بہر حال جب سے طبیعت بہت ضعیف ہوگئی زیادہ تر یہ خیالات بعض اوقات ستاتے ہیں اور اس میں ایک انہماک نفسانی پیدا ہو جاتا ہے اور ایک غفلت طاری ہو جاتی ہے گو توبہ استغفار کر لیا جاتا ہے اور اس کے غلبہ ہونے کی وجہ اور سبب مرے فہم ناقص میں یہ آتی ہے کہ پہلے مشغولی بحق ہونے کی وجہ سے یہ سب باتیں مغلوب تھیں یا کبھی غلبہ ہوا تو جلدی سے رفع ہو گیا اور اب بوجہ ضعف قلب و دماغ کے زیادہ مشغولی سے طبیعت گھبراتی ہے اس لیے اس قسم کے وسواس کا غلبہ کبھی کبھی کثرت سے ہوتا ہے جو بات میری سمجھ ناقص میں آئی اپنے مرض کو ظاہر کر دیا اب جناب والا تدبیر میرے حالات کا ادراک کر کے تشفی کامل عطا فرما دیں۔

تحقیق: خیر مشغولی تو اب بھی ہے گو صورت مشغولی کی بدل گئی ہو پہلے بواسطہ ذکر کے تھی اب بواسطہ فکر کے لیکن پہلے قوت طبیعت کے سبب مقادمت (مقابلہ) آسان تھی اب بوجہ ضعف کے مقاومت سے عاجز ہوگئی۔[۱]

---

[۱] النور ص: ۴۵۰، تربیت السالک ص: ۳۶۶۔

گناہوں کے وساوس سے نجات اور نفس کی پاکیزگی کا نسخہ اور مراقبہ

حال: میرے دل پر وسوسہ جات زیادہ رہتے ہیں اور بعض وقت جب کسی برے کام کی طرف رغبت دلاتے ہیں تو اللہ اپنے فضل سے بچا بھی دیتا ہے اور بعض وقت میں مغلوب بھی ہو جاتا ہوں لیکن بعد میں از حد پریشانی اور ندامت ہوتی ہے اگر آنحضرت اپنے دربارِ فیض سے کوئی نسخہ مرحمت فرمادیں جس کی حسب ہدایت پیروی کرنے سے میری طبیعت پر اللہ اور اس کے رسول کا فضل ہو اور راہ ہدایت نصیب ہو تو کمال عنایت ہوگی اور امید ہے کہ میں اس سے محروم بھی نہ ہوں گا۔

تحقیق: اگر ممکن ہو معمولات ذیل مقرر کرلیجئے انشاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا اور پھر حالات سے اطلاع دیجئے انشاء اللہ سلسلہ تلقین کا جاری رکھوں گا معمولات یہ ہیں۔

۱- تہجد چار رکعت سے بارہ رکعت تک جس قدر سہل ہو خواہ آخر شب میں یا عشاء کے بعد۔

۲- بعد تہجد کے یا اور کسی وقت فرصت ہو ذکر لا الہ الا اللہ چھ سو سے بارہ سو تک اتنی آواز سے کہ اپنی آواز کان میں پڑتی رہے اور دوسروں کو پریشانی نہ ہو کبھی کبھی درمیان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملا لیا جاوے۔

۳- سوتے وقت محاسبہ نفس یعنی تنہا بیٹھ کر دن بھر کے گناہوں کو یاد کرکے یہ سوچنا کہ گویا میدان قیامت قائم ہے اور میں حق تعالیٰ کے روبرو حاضر ہوں اور ایک ایک گناہ پر باز پرس ہو رہی ہے اور میں لاجواب ہو جاتا ہوں اور میرے لیے سزا کا حکم ہو چکا ہے اور میں اس وقت معافی کی درخواست کررہا ہوں بس ایسے وقت میں جس کیفیت سے

معافی کی درخواست کی جاسکتی ہے اسی طرح اس وقت استغفار میں مشغول ہوجانا چاہئے اور عہد کرنا چاہئے کہ میں پھر نافرمانی نہ کروں گا اور اسی خیال میں سو رہنا چاہئے، صبح اٹھتے ہی یاد کیا جائے کہ میں شب کو کیا عہد کر چکا ہوں اور جب کسی معصیت کا تقاضا ہو اس عہد کو یاد کرلیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے حاضر ناظر ہونے کا خیال کرلیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ روز بروز حالت درست ہوتی جائے گی اور پھر اطلاع دی جائے۔[۱]

ہر وقت زنا کی خواہش رہتی ہے

پہلا خط:

حال: مجھے ہر وقت زنا کی خواہش رہتی ہے۔ مثلاً جو صورتیں پیشتر سے نظروں میں اور دل میں ہیں وہ نہیں نکلتیں، دوسرے جو مرغوب صورت نظر پڑ جاتی ہے اس کی طرف زنا کا خیال جاتا ہے حالانکہ ان صورتوں کا میسر ہونا قطعی ناممکن ہے مگر شیطان خیالی حظ میں مبتلا کر دیتا ہے اور شیطان یہ سمجھاتا ہے کہ ان صورتوں کے ساتھ حرام کاری کا خیال مت کرو، بلکہ یہ خیال کرو کہ اگر اللہ تعالیٰ ان مرغوب صورتوں کو جائز طور پر شرعی طور پر تمہارے قبضہ میں دیدے اور تم کو جائز قدرت دیدے تو کیا کرو گے، اس وقت یہ کرو گے لہٰذا جائز قبضہ سمجھ کر حظ حاصل کرو اب ان کا علاج آپ جو کچھ فرمائیں کروں پریشان ہوں گو یہ جانتا ہوں کہ ایسا خیالی حظ طب روحانی اور طب یونانی دونوں کی رو سے مضر ہے اگر چہ مجھ کو اظہار میں سخت شرم آتی ہے مگر بلا اظہار علاج ناممکن ہے اور اس شرم میں بھی شیطان کی شرارت ہے جو شرم کا خیال دلا کر کہ ایسے بزرگ کے سامنے ایسی بات کا اظہار نہ کرنا چاہئے، روکتا ہے۔

تحقیق: آپ نے بہت اچھا کیا اظہار فرما دیا ع

---

[۱] النور حصہ پنجم ص:۱۳۱، تربیت السالک ص:۱۷۲۔

نتواں نہفتن درد از طبیباں

حجاب تو وہاں ہو جہاں خدانخواستہ کوئی حقیر سمجھتا ہو یا دوسروں کے سامنے ظاہر کرتا ہو، الحمدللہ یہاں اس کا احتمال ہی نہیں اب علاج عرض کرتا ہوں خیال کا علاج خیال ہے اس وقت یہ خیال کیا کیجئے کہ اگر اس عورت کے شوہر کو اس خیال کی اطلاع کردوں تو کتنی رسوائی ہو تو حق تعالیٰ تو بے کہے ہی مطلع ہیں کتنی شرم کی بات ہے کہ وہ اس ارادہ کو دیکھ رہے ہیں اور اسی سلسلہ میں عقوبت جہنم کو بھی مستحضر (یاد) کر کے اس میں لگ جایئے۔[1]

دوسرا خط:

اس کے بعد دوسرا خط اس کے متعلق آیا[2]

جو علاج جناب نے متعلق زنا کے فرمایا اس پر عمل کیا گیا، الحمدللہ حضور کی توجہ سے کامیاب ہوا لیکن چونکہ نفس میں تقاضا شدید ہے اس واسطے یہ کرتا ہوں کہ جب ایسا خیال آتا ہے فوراً اپنی بیوی کی طرف خیال کرتا ہوں اور اس کی صورت پیش نظر کر کے حظ لے لیتا ہوں دوسرے میں شیطان اور نفس کو یہ بتاتا ہوں کہ جس طرح تو مجھ کو دوسری عورتوں کے حظ حاصل کرنے کو کہتا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص میری بیوی سے حظ حاصل کرے اور مجھ کو اس کا علم ہو جائے تو میں کیا کروں بس فوراً غیرت جوش میں آتی ہے اور کہتی ہے کہ ایسے شخص کو مل جائے تو مار ڈالوں گا جو میری بیوی کی نسبت ایسا گمان کرے یا خیال فاسد رکھے، پھر میں نفس اور شیطان سے کہتا ہوں کہ جب مجھ کو اتنی غیرت ہے تو کیا دوسروں کو غیرت نہ ہوگی اور اگر ان کو خبر ہو جائے تو وہ بھی مجھ کو مار ڈالیں اور نقصان پہنچائیں پھر یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تو ہر طرف سے اور ہر وقت دیکھتے ہیں اور پھر جہنم کا نقشہ اپنے پیش نظر کر لیتا ہوں جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے پس پھر شیطان و نفس سے پیچھا چھوٹ جاتا ہے۔

[1] النورص ۵۶۹ [2] النورص: ۵۶۹۔

تحقیق: بارک اللہ علاج نافع ہوا میرے بتلائے ہوئے نسخہ میں جس جز و کا آپ نے اضافہ کیا ہے یہ جز و اعظم ہے مگر میں اس لیے قلم میں نہ لایا تھا کہ میرا لکھنا خلاف تہذیب ہے اور آپ کا سوچنا اور بات ہے جواب سابق میں ایک مسئلہ فقہیہ رہ گیا ہے وہ نہایت ضروری ہے شاید اس کی ناواقفی سے کسی کو دھوکہ ہو جائے وہ یہ کہ یہ تاویل کہ اگر اس پر جائز قدرت ہو الخ، ایسی ہے کہ کوئی شخص سچ مچ کسی عورت سے زنا کرنے لگے اور یہ سوچ لے کہ اگر اس پر جائز قدرت ہو تو اس طرح مقاربت کروں اور اس کے حرام ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں یہی حکم ہے زنا بالقلب کا۔[1]

حسین عورتوں کی طرف دیکھنے کی رغبت اور اس کا علاج

حال: یہ روسیاہ بہت دنوں سے اس مرض میں مبتلا ہے کہ اچھی حسین عورتوں کی طرف دیکھنے کی رغبت ہے پہلے یہ مرض روز بروز ترقی پر تھا مگر حضور کی برکت سے اس میں بہت کمی آ گئی ہے اور ایسے مواقع میں نگاہ کو بچالیتا ہے مگر گاہے گاہے نفس غالب آ جاتا ہے مگر فوراً متنبہ ہو جاتا ہے اور توبہ و استغفار کر لیتا ہے اور اصل مرض یہ ہے کہ بسا اوقات دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مجھے حسین عورتیں دیکھیں اس لیے نفس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایسے راستہ سے چلے کہ اس میں حسین عورتیں میری طرف دیکھیں اکثر اوقات اس راستہ کو چھوڑ کر جاتا ہوں مگر پھر نفس سرکش غالب آ جاتا ہے اور اسی راستہ پر لے جانا چاہتا ہے۔

تحقیق: فعل اختیاری کا علاج بجز قصد و ہمت کے اور کیا ہو سکتا ہے البتہ اس ہمت کی تقویت کے لیے کوئی جرمانہ اپنے اوپر مقرر کرنا مناسب ہے جب ایسی لغزش ہو جاوے سو رکعت نفل پڑھنا چاہئے۔

[1] النور ص: ۱۷۵، تربیت السالک ص: ۳۷۱

حــال: اکثر اوقات جی یہ چاہتا ہے کہ کپڑے خوب صاف ہوں اور ہر وقت صاف ستھرا رہوں اور جب نیا کپڑا بدلتا ہوں تو یہ خیال ہوتا ہے کہ لوگ میری طرف دیکھیں خصوصاً عورتیں۔

تحقیق: علاج یہ ہے کہ قصداً کپڑے نہایت مبتذل (معمولی) پہنیں[1]

ہر وقت گناہوں کا ذوق وشوق اور گندے خیالات کا علاج

حــال: خاکسار کچھ اپنا حال عرض کرتا ہے براہ کرم اس کو توجہ سے سن لیجئے میں کوئی غرض یا دنیوی مطلب پیش نہیں کرتا صرف ایک علاج کی تمنا ہے مرض یہ ہے کہ میرے دل کی کیفیت یکساں نہیں رہتی ہر چند کہ کوشش کرتا ہوں کہ میں خدا کا نیک اور فرماں بردار بندہ ہو کر عمر بسر کروں مگر کوئی کوشش کارگر نہیں ہوتی ایک حالت خود بخود مجھ پر ایسی واقع ہوتی ہے کہ میں پنجگانہ نماز نہایت پابندی سے پڑھتا ہوں اور نمازوں کو بہت کچھ طوالت (لمبی) نہایت خشوع وتضرع زاری اس میں حاصل ہوتی ہے استغفار، دور شریف تلاوت کلام مجید بھی بکثرت کرتا ہوں نفس امارہ (جو گناہ پر آمادہ کرے) کو بھی بہت کچھ ملامت کرتا رہتا ہوں ذکر اللہ بھی مراقبہ میں قلب سے کرتا ہوں اکثر گناہوں سے بھی نفرت ہونے لگتی ہے قلب میں نور سرور بھی پیدا ہو جاتا ہے مگر دو تین ماہ یہ حالت ہو کر پھر معاملہ برعکس خود بخود ہو جاتا ہے نہ وہ نماز نہ وہ تلاوت نہ ذکر واذکار بلکہ بجائے ان کے خیالات فاسدہ پیدا ہو جاتے ہیں گناہوں کا ذوق وشوق بلکہ عورتوں سے بہت زیادہ تعلق کرنے کو طبیعت چاہا کرتی ہے اور طبیعت کے موافق تعلقات بھی پیدا ہو جاتے ہیں ہر وقت یہی دل کا تقاضا رہتا ہے کہ روز ایک نئی حسین عورت بغل میں ہو غرض ان خیالات فاسدہ کا اس قدر زور وشور رہتا ہے کہ تمام رات ان میں محو اور غرق رہتا ہوں نیند بھی نہیں آتی ہے لیکن خیال

[1] تربیت السالک ص:۲۴۲۔

یہ ضرور رہتا ہے اور دل بھی خائف رہتا ہے کہ ان گناہوں کے عذاب میں تو ضرور مبتلا ہوگا چنانچہ جب کوئی مصیبت یا فکر یا رنج لاحق ہوتا ہے معاً عذاب الٰہی کا گمان نماز، استغفار، درود، ذکر سب کچھ کرتا ہے پھر میں نیک لوگوں کی طرح ہو جاتا ہوں میری عمر اس وقت ۳۲ سال کی ہے یہ قبض بسط کی حالت کچھ ایسی اٹل جزو زندگی ہوئی ہے کہ اس میں فرق نہیں آتا اگرچہ قبض وبسط کی حالت قریب قریب سب کو واقع ہوتی ہے مگر نہ ایسا قبض کہ نور فطرت کو بالکل قبض کرلے، حضور اقدس برائے خدا اس مرض مہلک کا کوئی علاج بتلا دیجئے اسی نے میری زندگی کو بالکل خراب کر دیا ہے آپ کو خدا نے اس قابل کیا ہے کہ مجھ سے گم کردہ راہ کو آپ ہدایت فرمادیں، کوئی تدبیر ایسی بتلایئے جس پر میں کاربند ہو جاؤں اور یہ گند مجھ سے دور ہو میری حالت جو کچھ تھی وہ عرض کردی اکثر بزرگوں سے ملا ہوں مگر بیعت کسی سے نہیں ہوا آپ اگر قوت قدسیہ کا اثر مجھ پر ڈالیں اور کچھ توجہ مجھ پر فرمائیں تو میری حالت درست ہوسکتی ہے نہایت امید ہے کہ آنجناب سے کچھ فیض ضرور حاصل ہوگا۔

تحقیق: آپ کی حالت کوئی عجیب نہیں ہے ایسا اتفاق بہت لوگوں کو ہوتا ہے سبب اس کا کم ہمتی اور علاج اس کا قوت ہمت ہے اس قوت ہمت کی اعانت کے لیے البتہ دو تدبیریں ہیں اول درجہ کی تدبیر تو یہ ہے کہ اگر ممکن ہو کسی اہل اللہ کی خدمت میں چندے حاضر رہ کر ہر طرح اس کا اتباع کریں اور اگر اتنی مہلت نہ ملے، تو دوسرے درجہ کی تدبیر یہ ہے کہ کیمیائے سعادت (ایک کتاب کا نام ہے) روزانہ پابندی اور غور کے ساتھ دیکھا کیجئے اور وقتاً فوقتاً حالات سے اطلاع کرتے رہیے باقی قوت قدسیہ نہ میرے اندر ہے اور نہ اس کا اثر ڈالنا مجھ کو آتا ہے میں محض ایک طالب علم آدمی ہوں۔

(**ایضاً**) اس کا تدارک تو امر اختیاری ہے ہمت کر کے ذکر پر دوام کیجئے کم ہمتی کا علاج بجز ہمت کے اور کیا بتلاؤں۔

[1] تربیت السالک ص ۲۳۷۔

گناہوں کی طرف طبیعت راغب ہے اور تین مرتبہ گناہ ہو چکا ہے

حال: کل یعنی منگل کے دن سے احقر کی حالت دس بجے دن سے خراب ہوگئی ہے اس سے قبل جو ایک قسم کا ذوق وشوق اور ایک طرح کی دل میں سوزش تھی اور اس سے طبیعت بھی بہت خوش رہتی تھی وہ سلب ہوگئی اور اب معاصی کی جانب طبیعت رغبت کرتی ہے اور تین مرتبہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب بھی ہوا اب کے میں اس وجہ سے بے حد پریشان ہوں، للہ کچھ علاج فرمائیے مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرا دل سیاہ ہوگیا ہے اور مجھ کو مردود ہونے کا بھی خیال آتا ہے کہ خدا نہ کرے نعوذ باللہ میں راندہ درگاہ ایزدی ہوگیا مجھ کو کل سے بے حد درجہ کی پریشانی ہے للہ بہت جلد کچھ علاج فرمائیے میں تباہ ہوا جاتا ہوں اور اپنی حالت پر افسوس بھی بہت ہوتا ہے کل سے اطاعت خداوندی میں دل بھی نہیں لگتا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں جناب کو کل سے اس وجہ سے اطلاع نہ کرسکا کہ یہ بات قانون کے خلاف ہے کہ ایک ہفتہ میں دو پرچہ دیئے جاویں مگر مجبور ہوکر جب اس کے علاوہ کوئی چارہ بن نہ آیا تو جناب ہی کو اطلاع کرتا ہوں للہ کچھ تجویز فرمادیں زیادہ بجز پریشانی اور افسوس کے کیا عرض کروں اور میرے لیے دعائے علم وعمل واصلاح ظاہر و باطن فرمادیں۔

تحقیق: نسخہ کے اجزاء:

۱- اپنے ارادہ وہمت سے افعال اختیاریہ میں کام لینا۔

۲- جب کوئی لغزش ہو نفس پر بیس رکعت نفل کا جرمانہ۔

۳- تربیت السالک کا مطالعہ

۴- لاحول کی کثرت بہ نیت اپنے عجز اور درخواست حفاظت۔

۵- بلاضرورت کسی سے نہ ملنا اور نہ بولنا۔

۶- میرے پاس بیٹھنے کے لیے کوئی وقت نکالنا بجز وقت بعد عصر اور ہمراہی راستہ کے کہ ان دو وقت میں مجھ کو گرانی ہوتی ہے اور یہ بھی اس طریق میں طالب کو مضر ہے اور اس قانون میں ضرورت کی حالت کا استثناء بھی اسی جگہ لکھا ہے[1]

زنا ولواطت میں مبتلا شخص کا علاج

حال: خاکسار کی قلبی حالت بہت خراب ہے معصیتِ زنا ولواطت سے دل پریشان مدتوں کا ہو رہا ہے کچھ اصلاح پذیر نہیں گناہ کا اثر دل میں سرایت کر گیا دل و چشم ہر دو مریض کہنہ ہیں تقریباً سال بھر ہوا ہوگا کہ اورادِ عامی مشغول سو مرتبہ سبحان اللہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ وسو مرتبہ اللہ اکبر و وقت خواب ایک ایک تسبیح استغفار و درود شریف حسب الحکم آنجناب از قصد السبیل پڑھتا ہوں میرے لیے جو معالجہ بہتر و مناسب خیال فرماویں وہ تجویز فرماویں۔ حضور عالی ماہ سوا ماہ قیام کی نیت سے حاضر ہوا ہوں للہ حضور عالی میری تباہی اور بربادی کا علاج فرما دیویں۔

تحقیق: معالجہ ہر مرض کا اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے استعمال میں ہمت کی ضرورت ہے اس کے اجزاء یہ ہیں:

(۱) آج کا دن اور روانگی کا دن چھوڑ کر پورے چالیس روز قیام کرو۔

(۲) اسی وقت سے سب سے مطلقاً کلام ترک کر دو، بجز حافظ اعجاز کے جن کے یہاں کھانا پکتا ہے وہ بھی جو ضروری بات ہو خواہ کھانے کے متعلق ہو یا اور کچھ کسی اور سے کہنا ہو تو ان کی معرفت ہو میں نے ان سے کہہ دیا ہے وہ ضروری بات

[1] تربیت السالک ۳۱۴، النور حصہ ہفتم ۶۳۔

مان لیا کریں گے اور مدد دیں گے یا بازار کا کام ہوتو دوکاندار سے صرف معاملہ کے متعلق کلام کرلو باقی سب ترک۔

(۳) کسی کے پاس نہ بیٹھو نہ ملو بجز میری مجلس عام کے۔

(۴) تین روزے متواتر رکھو، اوراس میں اوراد سے جو وقت بچے استغفار اور نوافل میں مشغول رہو۔

(۵) معاصی جمیع اعضاء سے سخت پرہیز کرو پھر اطلاع دو۔[۱]

حسن پرستی کا علاج

حال: چونکہ حضرت والا کو میں اعتقاداً نائب الرسول جانتا ہوں اور اپنے اندر ایسے بعض اوصاف رذیلہ ہیں جن کی وجہ سے روز بروز گناہوں میں مبتلا ہوتا جاتا ہوں لہٰذا ایسے وقت میں شرما کر اپنے عیوب ظاہر نہ کرنا بھی گناہ سمجھتا ہوں پس درخواست ہے کہ جو امراض میں ظاہر کروں گا اس کے علاج ارشاد فرما کر ممنون فرماویں۔

اول: یہ ہے کہ میری طبیعت میں حسن پرستی کا مادہ موجود ہے جس کی وجہ سے میں بہ مقابل حسینوں کے آہن بہ مقابل مقناطیس کے ہوگیا ہوں کہ ان حضرات سے کسی پر نظر پڑنے سے دل بے قرار اور آنکھیں تکتی ہوئی رہ جاتی ہیں، لہٰذا اس کا معالجہ فرمایا جائے۔

تحقیق: ایک درجہ میلان کا ہے جو کہ غیر اختیاری ہے اس پر مواخذہ بھی نہیں اور ایک درجہ ہے اس کے متقضا پر عمل کرنے کا یہ اختیاری ہے اس پر مواخذہ بھی ہے اور اس عمل میں دیکھنا اور قصداً سوچنا یہ سب داخل ہے اس کا علاج کف نفس وغض بصر (یعنی نفس کو روکنا اور نگاہوں کو نیچی رکھنا) ہے، کہ یہ بھی اختیاری ہے ہمت کر کے اس کو اختیار کرے گو نفس کو تکلیف ہو مگر یہ تکلیف نار جہنم کی تکلیف سے کم ہے اور جب چند روز ہمت سے ایسا کیا جائے گا تو میلان میں بھی کمی ہوجائیگی بس یہی

[۱] النور ص:۵۲، تربیت السالک ص:۳۳۶

علاج ہے اس کے سوا کچھ علاج نہیں اگر چہ تمام عمر سر گرداں رہو[۱]

حال: مجھ میں اس قدر حسن پسندی ہے کہ معمولی اشیاء کو بھی نہایت قرینے اور خوش ترتیبی کے ساتھ رکھتا ہوں چنانچہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو ہر چیز میں حسن پیدا کر دیتے ہیں اسی طرح حسن صورت کی طرف بھی بے حد کشش ہوتی ہے اور حظ حاصل ہوتا ہے۔

تحقیق: **بعضه خيرٌ فاشكروا عليها و بعضه شرٌ فاصبروا عنها اى غضو البصر حيث امر الشارع بالغض و لو بتكلف شديد يحتمل زهوق الروح فان الله تعالىٰ غيور وتشتد غيرته على النظر الى ما نهى الله عن ان ينظر اليه فاحرز ان يسخط المحبوب الاكبر .**

ترجمہ: بعض موقعوں میں یہ صورت حال خیر ہے اس پر شکر ادا کرو، اور بعض موقعوں میں شر اور گناہ ہے وہاں صبر سے کام لو یعنی جہاں شارع نے نگاہ نیچی رکھنے کا حکم لگا دیا ہے نگاہیں نیچی رکھو گو کتنا ہی تکلف کرنا پڑے، خواہ کتنی ہی تکلیف ہو خواہ جان ہی کیوں نہ نکل جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت غیور ہے[۲]

نظر بد اور گندے خیالات کا علاج

حال: بندہ ہمیشہ اپنی اصلاح نفس کے خیال وفکر میں رہتا ہے لیکن گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ناکامی رہا کرتی ہے اور سب سے شدید گناہ قابل اصلاح برے خیالات اور نظر بد ہے چند ہی روز سے اپنے کو اس میں ایسا زیادہ مبتلا پاتا ہے کہ بیان سے باہر ہے قسم قسم کی ترکیب کر کے بھی ناکام رہا اب حضور کی توجہ اور دعاء کی بہت خاص ضرورت ہے، رات دن اسی فکر میں دل پریشان ہے لہٰذا بندہ سراپا قصور کے لیے کوئی علاج ارشاد فرمائیں جہاں تک ہو سکے گا بندہ عمل کرے گا۔

[۱] النورص:۱۳۸ [۲] النورص:۵۶۵۔

جواب: نظر بد کا جس وقت وسوسہ ہو تو تصور کیا جائے کہ اگر اس وقت استاذ یا پیر دیکھتا ہوتا تو میں یہ حرکت کبھی نہ کرتا، اب جو اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں تو میں ایسا کام کیوں کر کر رہا ہوں[۱]

نفس میں بدکاری کا شدید تقاضا ہوتا ہے

حال: اکثر لوگوں کے حالات بیماری کے بعد اچھے ہو جاتے ہیں مگر میری یہ حالت ہے کہ بیماری کے بعد بدکاری بدنگاہی اور زنا کی خواہش ہوا کرتی ہے۔

تحقیق: غیر اختیاری خواہش سے جب کہ اس سے باختیار لذت نہ لی جائے گناہ نہیں ہوتا۔

حال: الحمدللہ کہ اس وقت تک بچا ہوا ہوں اور خدا نے فضل کیا تو بچا رہوں گا مگر نفس میں اس قسم کا جو تقاضا ہوتا ہے اس سے بعض اوقات نہایت سخت الجھن ہوتی ہے اور بعض اوقات لطف ولذت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے حال پر رحم فرمائے حضور میرے لیے دعا فرمادیں اور کوئی دعا یا تدبیر ایسی تجویز فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تقاضائے نفس سے مجھ کو محفوظ اور مصون رکھے، آمین ثم آمین۔

تحقیق: استحضارِ عقاب (اللہ تعالیٰ کے عذاب کو یاد کرنا) اور دعا اور التجا۔ فقط۔

حال: بہر حال حضور کی دعا کا خواہش مند ہوں اور کسی ایسے وظیفہ کا جو ہمیشہ کے لیے مجھ کو ان بری خواہشات سے محفوظ رکھے۔

تحقیق: تعجب ہے کہ اب تک اس کا تعلق آپ وظیفوں سے سمجھتے ہیں میرے رسائل دیکھنے والوں اور چندے پاس رہنے والوں سے یہ عجیب ہے[۲]

---

[۱] تربیت السالک ۲/ ۹۴۷ [۲] تربیت السالک ص: ۳۱۲۔

قلب میں فحش بات آنے کا علاج

خط اول:

حال: ایک عیب سے بہت تکلیف ہے وہ یہ کہ گو میں کبھی زبان سے فحش نہیں بکا کرتا مگر قلب میں بلا وجہ خواہ مخواہ فحش اور بہت کریہہ الفاظ آتے ہیں۔

تحقیق: بالقصد یا بلا قصد۔

حال: جس سے بہت تکلیف ہوتی ہے اور جی کڑھتا ہے تو اکثر استغفار اور کبھی کلمہ طیبہ پڑھنے لگتا ہوں مگر قلب کی گندگی اور خباثت دور نہیں ہوتی بہت پریشان ہوں حضور براہ شفقت اس کا علاج بتلائیں۔

تحقیق: تنقیح بالا کے بعد۔

خط دوم:

حال: تنقیح کے متعلق عرض ہے کہ یہ فحش الفاظ بلا قصد قلب میں آتے ہیں۔

تحقیق: پھر کیا ضرر؟

حال: اور ان سے کلفت بہت ہوتی ہے دست بستہ عرض ہے کہ حضور علاج فرمائیں۔

تحقیق: مصلح دین کے ذمہ کلفت کا علاج ضروری نہیں جیسے کسی طالب دین کو بخار کی تکلیف ہو جائے تو مصلح دین کے ذمہ اس کا علاج نہیں۔

---

[۱] تربیت السالک ص:۱۵۰۔

نفس کی فطری ساخت کی تبدیلی مشکل ہے

ایک نوجوان بی بی کا علاج شروع ہوا زنانہ مکان میں نبض دیکھنے جانا ہوا مکان نہایت عالیشان پر تکلف تھا چونکہ مجھ کو مکان کی تکلیف رہتی ہے اس لیے مکانات کو دیکھ کر حسرت ہوتی تھی مگر ان کے فانی ہونے کے تصور سے دل کو سمجھالیا لیکن قلب میں پھر بھی ایک غیر معمولی بے چینی خود حد سے بڑھی ہوئی محسوس ہوئی، سوچنے سے معلوم ہوا کہ وہ التفات تھا مریضہ کی طرف میں قصداً مکان کی طرف نظر نہ کرتا تھا اور برابر ذکر میں مشغول رہتا تھا لیکن بے چینی برابر رہی چاہا کہ علاج چھوڑ دوں مگراس سے مریضہ کوضرر تھا پھر بہت گھبراہٹ ہوئی آخر جنگل میں جا کر دو نفلیں پڑھ کر دعا کی کہ الٰہی اب تدبیر سے کام نہیں چلتا آپ کے ترحم کی ضرورت ہے، بس اس گھبراہٹ میں کمی شروع ہوئی حتی کہ بالکل جاتی رہی، پھر نہ مکان کی طرف میلان ہوا نہ مکان والوں کی طرف، اب عرض یہ ہے کہ اس وقت تو اس بلا سے نجات مل گئی لیکن آئندہ کیا طرز عمل رکھوں جو یہ قصے پیش نہ آیا کریں۔

الجواب: منشا ان سب تاثرات کا قلب ودماغ کی خاص فطری ساخت ہے جس کا تبدل (بدلنا) بعید ہے اوراس کے ساتھ کچھ ضعف بھی منضم ہوگیا ہے جس کا دفع طبی تدابیر سے ہوسکتا ہے اس سے اس تاثر میں کمی ہوجائے گی مگر اصل باقی رہے گی جس کا علاج یہی مجاہدہ وتضرع (اللہ سے گڑگڑانا، دعا کرنا) ہے جب یہ پیش آئے یہی کیجئے ہاں دعائے محض سے بطور خرق عادت زوال بھی ممکن ہے[1]

[1] تربیت السالک ص:۳٦۷۔

میلان کے دو درجے

میلان کے دو درجے ہیں، ایک تو کسی شے کی طرف توجہ اور ایک محبت یعنی توجہ تقاضے کے درجے میں، اول درجہ تو امر طبعی ہے، حق تعالیٰ نے مرد کی طبیعت میں میلان رکھا ہے نہ یہ کسی تدبیر سے جاسکتا ہے اور نہ اس کے کھونے کا انسان مکلّف ہے۔ اور دوسرا درجہ اختیاری ہے، یعنی اختیار کو وجود وعدم میں دخل ہے۔ انسان کسی چیز میں اتنا انہماک کرسکتا ہے کہ اسی کا ہو رہے اور کسی چیز سے اتنا بچ سکتا ہے کہ محبت کا درجہ نہ رہے جب یہ اختیاری ہے تو انسان اس کا مکلّف بھی ہے[1]

شہوات دنیا موجب نقص نہیں بلکہ یہی موجب کمال ہیں، ٹاٹ کا پردہ گر زانی نہ ہوتو کیا کمال ہے، اندھا نظر بد نہ کرے تو کیا کمال ہے، بلکہ کمال تو یہ ہے کہ حسن کا ادراک ہو اور اس کی طرف طبیعت کا بھی میلان ہو۔ پھر بھی نامحرم کو نظر اٹھا کر نہ دیکھے۔ کشش ومیلان کا بالکل زائل ہوجانا تو عادتاً غیر ممکن ہے البتہ تدابیر سے اس میں ایسا ضعف واضمحلال ہوجاتا ہے کہ مقاومت میں تکلیف نہیں ہوتی اور وہ تدبیر صرف اس میں منحصر ہے کہ عملاً اس کشش کے تقاضے کی مخالفت کی جائے خواہ کتنی ہی کلفت ہو، اس کو برداشت کیا جائے۔ اسی تدبیر سے کسی کو جلدی اور کسی کو دیر میں طبیعت کے اختلاف کے موافق کشش میں ضعف واضمحلال ہوجاتا ہے اور رکنے کے لئے ہمیشہ قصد وہمت کی ضرورت ہوتی ہے مگر اس ضعف کے سبب اس قصد میں آسانی کے ساتھ کامیابی ہوتی ہے اور اس سے زیادہ توقع رکھنا محض آرزوئے خام ہے۔ مگر یہ خارق ہو تو اور بات ہے۔ اس اصل سے تمام فطریات میں کام لینے سے پریشانی بالکل کافور ہوجاتی ہے[2]

---

[1] بوادرالنوادر [2] کمالات اشرفیہ۔

یہ بدنظری کا گناہ ایسا ہے کہ اپنے اثر سے تمام طاعات کے نور کو تاریک کر دیتا ہے اس لئے اس کا علاج اہتمام سے کرنا چاہئے۔ظاہر ہے کہ یہ مادہ خلقی ہے پس وہ شر نہیں بلکہ اس میں بہت سے مصالح ہیں۔البتہ اس مادے کے تقاضے پر عمل کرنا شر ہے اور وہ اختیاری ہے اور اختیاری کی ضد بھی اختیاری ہے، پس فعل سے رکنا اختیاری ہوا۔اس میں کوئی معذوری نہیں، یہ خیال کرو کہ اگر اس عورت کے شوہر کو اس خیال کی اطلاع کر دوں تو کتنی رسوائی ہو تو حق تعالیٰ تو بے کہے مطلع ہیں، کتنی شرم کی بات ہے کہ وہ اس ارادہ کو دیکھ رہے ہیں، اور اسی سلسلہ میں جہنم کے عذاب کا بھی تصور کرے یا نفس سے یہ کہے کہ جس طرح تو مجھے دوسری عورتوں سے مزا حاصل کرنے کو کہتا ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص میری بیوی سے مزا حاصل کرنا چاہے اور مجھے اس کا علم ہو جائے تو میں اس حالت میں کیا کروں گا۔ظاہر ہے کہ مرنے مارنے پر تیار ہو جاؤں گا۔اسی طرح کیا دوسروں کو غیرت نہ آئے گی، کہ اگر ان کو خبر ہو جائے تو وہ بھی مجھے مار ڈالیں، ہر طرح کا نقصان پہنچانے پر آمادہ ہو جائیں اور کیسی رسوائی ہو، پھر جہنم کا نقشہ پیش نظر کر لے۔

بغیر ہمت کے کچھ نہیں ہوتا۔اصل علاج نظر بد کا یہی ہے کہ جس وقت ایسا موقع ہوا کرے یہ خیال کر لیا جائے کہ حق تعالیٰ اس وقت اس کو دیکھ رہے ہیں اور قیامت میں بھی باز پرس کریں گے۔اگر سزا کا حکم فرما دیا تو پھر کیا گذرے گی بار بار اس خیال کو مستحضر کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی۔پس ہمت کرو، یہی اس کا علاج ہے۔کچھ روز تو ضرور تکلیف ہوگی۔پھر انشاء اللہ تعالیٰ عادت ہو جائے گی اور پھر اس میں جو لذت وفرحت ہوگی اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا ہے[1]

[1] انفاس عیسیٰ)(بصائر حکیم الامت ص ۴۲۸۔

اجنبیہ کی طرف اضطراری میلان اور غیر اختیاری محبت کا علاج

ایک صاحب نے غیر محرم کی طرف شدید رغبت کا ہونا تحریر کیا جس پر ارشاد فرمایا:
رغبت اضطراریہ الی الاجنبیہ (یعنی غیر اختیاری طور پر کسی اجنبی عورت کی طرف رغبت اور میلان ہونے میں) مواخذہ نہیں بلکہ قصد پر ہے اگر عمداً کسی امرد یا عورت کی طرف توجہ کرے گا تو گناہ ہوگا۔اس کا علاج بے التفاتی برتنا اور توجہ الی اللہ کرنا ہے۔اگر یہ تدبیر ظاہراً کافی نہ معلوم ہو تب بھی چاہئے کہ غم نہ کرے، انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح رفتہ رفتہ ایک دن دفع ہو جاوے گا، اور اگر عمر بھر بھی دفع نہ ہو تو اس تدبیر کے کرنے کے بعد سبکدوش ہو گئے۔اب تم کو اس خیال سے کچھ ضرر نہیں بلکہ نافع ہوگا کیونکہ تم مجاہدے میں مشغول ہو چنانچہ حدیث میں ہے، **من عشق فعفّ و کتم فمات فھو شھید** یعنی جو کسی پر عاشق ہو گیا پھر اس نے عفت اختیار کی اور اپنے عشق کو چھپایا وہ شہید ہے۔ عفت کی قید میں عفت جوارح وعفت قلب سب داخل ہیں، اور عفت قلب سے مراد وہی ہے کہ بالاختیار اور بالقصد خیال نہ لائے، اور شہید ہونا بھی عقلاً ظاہر ہے کہ جب تپ دق کا گھلا ہوا شہید ہے تو تپ عشق کا مارا تو ضرور ہی شہید ہوگا کیونکہ حرارت حمیٰ (بخار کی حدت) سے حرارت عشق اشد ہے[1]

ازالۂ مرض کے تین درجے

اس کے بعد سمجھنا چاہئے کہ اس مرض کے ازالہ میں تین درجے ہیں، قلب کو باوجود تقاضے کے روکنا، تقاضے کو ضعیف کر دینا، اور قلع المقتضی یعنی مادہ کا قلع قمع کر دینا۔

[1] اشرف السوانح، بصائر حکیم الامت ص ۴۲۹۔

ان میں سے قلب کو روکنا یعنی دل کو خود اس طرف متوجہ نہ ہونے دینا یہ امر تو اختیاری ہے کہ اگر آپ سے آپ آ جائے تو تم اس کو روکو۔

اور اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ قلب کسی حسین کی طرف مائل ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ فوراً کسی کریہ المنظر، بدشکل، بدصورت، بدہیئت، کی طرف دیکھو، اگر کوئی موجود نہ ہو تو کسی ایسے بدصورت کا خیال باندھو کہ ایک شخص ہے، کالا رنگ ہے، چیچک کے داغ ہیں، آنکھوں سے اندھا ہے، سر سے گنجا ہے، رال بہہ رہی ہے، دانت آگے کو نکلے ہوئے ہیں، ناک سینکتا ہے، ہونٹ بڑے بڑے ہیں، سنک (رینٹ) بہہ رہا ہے اور مکھیاں اس پر بیٹھی ہیں، گو ایسا شخص دیکھا نہ ہو مگر قوت خیالیہ سے تراش لو کیونکہ تمہارے دماغ میں ایک قوت متخیلہ ہے آخر اس سے کسی روز کام تو لوگے، اس کا مراقبہ کرو انشاء اللہ تعالیٰ وہ فساد جو حسین کے دیکھنے سے قلب میں ہوا ہے وہ جاتا رہے گا، اور اگر پھر خیال آوے پھر بھی تصور کرو، اور اگر یہ مراقبہ کفایت کے درجے میں نافع نہ ہو اور بار بار پھر اسی حسین کا تصور ستاوے تو یوں خیال کرو کہ یہ محبوب ایک روز مرے گا اور قبر میں جاوے گا وہاں اس کا نازک بدن سڑ گل جاوے گا، کیڑے اس کو کھا لیں گے، یہ خیال تو فوری علاج ہے۔

اور آئندہ کے لئے تقاضہ پیدا ہونے کا علاج یہ ہے کہ ذکر اللہ کی کثرت کرو، دوسرے یہ کہ عذاب الٰہی کا تصور کرو، تیسرے یہ کہ یہ تصور کرو کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اس کو مجھ پر پوری قدرت ہے، طول مراقبات اور کثرت مجاہدات سے یہ چور دل میں سے نکلے گا، جلدی نہ جاوے گا، جلدی نہ کرے، اس لئے کہ ایسا پرانا مرض ایک دن یا ایک ہفتہ میں نہیں جاتا۔

تیسرا درجہ یہ کہ مادہ ہی منقطع ہو جاوے یعنی بالکل میلان ہی کبھی پیدا نہ ہو یہ وہ مرتبہ ہے کہ جس کو نادان سالک مطلوب سمجھتے ہیں اور اس کے حاصل نہ ہونے پر

پریشان ہوتے ہیں جب اپنے اندر کسی وقت ایسا میلان پاتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہمارا سب ذکر شغل ومجاہدہ ضائع گیا حتیٰ کہ ایسے کلمات پریشانی میں ان کے منہ سے نکل جاتے ہیں کہ بے ادبی اور گستاخی ہوجاتی ہے مثلاً ہم اتنے زور سے طلب حق میں رہے مگر ہم پر رحم نہیں آتا کہ ویسے ہی محروم ہیں۔

شیطانی وسوسہ

یادرکھو کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے یہ ہرگز مطلوب نہیں کہ مادہ منقطع ہوجاوے اور اگر مادہ جاتا رہے تو گناہ سے بچنے میں کوئی کمال نہیں، اندھا اگر فخر کرے کہ میں دیکھتا نہیں کون فخر کی بات ہے دیکھے گا کیا دیکھنے کا آلہ نہیں۔ عِنِّین (نامرد) اگر عِفَّت (پاکدامنی) کا دعویٰ کرے تو کیا کمال ہے لطف اور کمال مطلوب تو یہ ہے گناہ کرسکو اور پھر اپنے دل کو روکو، جس کا میں نے فوری علاج اور تقاضا روکنے کی تدبیر دونوں بیان کردیئے، رہا مادہ زائل کردینا یہ مطلوب ہی نہیں بلکہ اس کا زائل کرنا جائز ہی نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مجھے اس گناہ پر متنبہ کرنا منظور ہے اس لئے کہ اس گناہ کا ابتلا عام تھا حتیٰ کہ جو نیک کہلاتے ہیں وہ بھی اس میں مبتلا ہیں خدا کے واسطے اس کا انتظام کرنا چاہئے افسوس منہ سے تو حق تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ اور غیر پر نظر افسوس صد افسوس[1]

[1] غض البصر ص۲۵۸ تا ۲۶۰

باب ۷

عورتوں سے غیر اختیاری عشق اور ان کے علاج

غیر اختیاری میلان اور عشقیہ وساوس کا علاج

سوال: میری ایک عزیزہ ہے پہلے بھی اس کی طرف بلا اختیار وساوس اور اس کی طرف طبعی الفت ہوئی تھی ڈھائی ماہ تک برابر وساوس میں مبتلا رہا قلب میں ایسی بے چینی ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے دعا کرتے کرتے وہ حالت موقوف ہوگئی۔ اب میں وطن آیا ہوں وہ عزیزہ بیمار ہوئی میں اس کا معالج ہوں اس قدر اس کی طرف الفت ہے وساوس نے گھیر رکھا ہے میں پریشان ہوں اپنے اختیار سے ہرگز کوئی حرکت نہیں کرتا میں تو اس پر حق تعالیٰ کے خوف سے نگاہ بھی نہیں ڈالتا مگر قلبی واردات (اور غیر اختیاری وساوس) کا کیا علاج کروں میں اجنبی عورتوں سے ہمیشہ پرہیز کرتا ہوں اگر چہ عورتوں کی طرف میرا میلان ہمیشہ بے حد رہا ہے، مگر اس بارے میں اپنے اوپر قابو یافتہ ہوں کسی امر میں انشاء اللہ مبتلا نہ ہوں گا، مگر ان غیر اختیاری واردات (اور عشقیہ وساوس) کا مجھ سے کوئی علاج نہیں ہوتا اب میں کیا کروں؟

جواب: ان وساوس کا علاج صرف یہی ہے کہ خارجاً وذہناً اس سے بُعد ہو، (یعنی دل و دماغ اور ظاہری برتاؤ میں اس سے دوری ہو) خارجی بُعد تو یہی ہے کہ اس سے نہ ملے نہ بات کرے، نہ پیام وسلام رکھے اور ذہنی بعد یہ کہ اس کا تذکرہ نہ کرے اور نہ سنے اور قصداً اس کا تصور دل میں نہ لائے اگر بلا قصد (اس کا خیال) آئے تو دوسری طرف متوجہ ہو جائے اور درگاہ حق میں تضرع (یعنی حق تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا) بھی کرے۔[1]

[1] تربیت السالک ۲/ ۱۱۲۸۔

عورت کی محبت اور عشق نے دل بے قابو اور بے چین کر دیا ہے اس کا علاج

حــــال: گذارش خدمت عالی میں یہ ہے کہ ۱۹۰۱ء میں مجھ کو شملہ جانے کا اتفاق ہوا اتفاقاً راستہ میں مجھ کو بوقت صبح ایک مست فقیر مل گئے مجھ کو ایک ایسا اس وقت وہم پیدا ہو گیا جو ان سے ملا نہیں اور وہ چلے گئے ان کے جانے کے بعد میں ان سے نہ ملنے کے رنج میں میرے سینہ میں داہنی طرف درد پیدا ہو گیا اور ان کا خیالِ تصور میری آنکھوں میں اور سینہ میں محو ہو گیا ان کی تصویر میرے سینہ میں عرصہ بارہ سال تک کامل رہی اور میں ساتھ میں اللہ اللہ ہمہ وقت کہتا رہا، جس کی وجہ سے بہت تپش رہی، دیگر خیال اسی روز بوقت شام سفر میں راستہ میں ایک نہایت حسین عورت گھوڑے پر سوار بطور سیر نکلی جس کو دیکھ کے میں اور میرا دل قابو میں نہیں رہا اور اپنی عمر میں ایسا حسن نہیں دیکھا۔ اس عورت کے دیکھنے سے میرے بائیں طرف درد پیدا ہو گیا جس وقت وہ عورت ہنسی میرے سر سے پیر تک ایک قسم کا زہر جاتا ہوا معلوم ہوا جس کی وجہ سے مجھ کو تپش بہت ہوگئی اور ایک جنون کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔ اب عرصہ چھ ماہ سے صرف اس عورت کا خیال و تصور ستاتا ہے ہر وقت تصور میرے سامنے جس کی وجہ سے سینہ میں سخت تکلیف و آتش اور سینہ میں ایسی تکلیف جس کی وجہ سے ملازمت چھوٹ گئی بوجہ دہشت کے میں اس عورت کے مکان پر نہیں گیا اور ملازمت چھوڑ کر امروہہ آ گیا اب بھی سخت تکلیف ہے یا امیر المومنین اس کا خیال میرے سینہ سے چلا جائے اور عشق و محبت حضور سرورِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نصیب ہو۔

تـحقیق: السلام علیکم، ایک وقت خلوت کا مقرر کر کے لا الہ الا اللہ ۵۰۰ بار

اس طرح سے کہ لا الہ کے ساتھ تصور کیا جائے کہ اس کے تعلق کو قلب سے خارج کیا اور الا اللہ کے ساتھ یہ تصور کہ خدا اور سول کی محبت کو قلب میں داخل کیا شروع کیجئے اور اس کے بعد اپنے مرنے کا مراقبہ کہ دنیا سے رخصت ہو کر خدا کے روبرو جانا ہے اگر وہ اس کا سوال کریں گے تو کیا جواب دوں گا اور کیا منہ دکھلاؤں گا اور اس کے مرنے کا تصور کہ مر کر گل سڑ کر کیڑے پڑ جاویں گے صورت بگڑ جائے گی کہ دیکھنے والے کو بھی نفرت ہوگی اور وقت فرصت میں استغفار کی کثرت پھر دو ہفتہ کے بعد حالت سے اطلاع دیجئے اور ساتھ ہی یہ خط بھی بھیجئے۔

حال: بعد سلام علیک کے گذارش خدمت عالیہ میں یہ ہے کہ مجھ کو جب سے حضور والا نے واسطے پڑھنے کے ارشاد فرمایا تھا جس پر میں نے عمل کیا اس کی برکت سے مجھ کو اس عورت کی صورت سے نفرت پیدا ہوگئی اور اس کے خیال سے طبیعت علیحدہ ہوگئی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ الف الف مرۃً [۱]

ایک عورت سے عشق اور اس کا علاج

سوال: میں کسی عورت پر عاشق بھی ہوں اور ناجنس دنیا پرست کی صحبت میں بھی ہوں اس کے پہلے خط میں جو حالت لکھ دی ہے اب بھی وہی ہے اس حالت کا نام حضرت نے قبض لکھا ہے۔

جواب: اس دنیا پرست کی صحبت کو یک لخت چھوڑ دو اور اگر اس سے کوئی دینوی ضروری حاجت متعلق ہو تو کم ملو اور نفرت قلبی کے ساتھ ملو اور اس عورت سے ظاہراً و باطناً دور ہو جاؤ، ظاہراً تو یہ کہ اس سے نہ بولو، نہ اس کی آواز کان میں پڑنے دو

[۱] النور حصہ اول ص: ۴۹، تربیت السالک ص: ۲۵۰۔

نہ اس کو دیکھو نہ اس کا تذکرہ کرو نہ اس کا تذکرہ کسی سے سنو، اور باطناً یہ کہ اس کا تصور قصداً نہ کرو، اور اگر تصور آ جائے اور کسی کام میں لگ جاؤ اور حق تعالیٰ سے دعا بھی کرتے رہو اور ذکر اللہ میں مشغول رہو گو دل نہ لگے اور موت اور مابعد الموت کو سوچا کرو اور پھر اطلاع دو[1]

حال: الحمد للہ کہ اس عورت کی محبت میں بھی ضعف ہو چلا ہے۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ نفع ہوگا

حال: حضور کے حکم و ہدایت کے موافق انشاء اللہ تعالیٰ ہمت کر کے نفس کی مخالفت کروں گا۔

تحقیق: یہی بات سب سے زیادہ ضروری ہے۔

سوال: تصور کی کوشش ہر مرتبہ کرتا ہوں مگر ہر مرتبہ کامیابی نہیں ہوتی اور بعض اوقات طبیعت کو پریشانی ہوتی ہے جب تصور ٹھیک نہیں ہوتا ہے سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ تصور جمانے کی کیا اور کس طرح کوشش کروں۔

جواب: سرسری خیال کافی ہے بہت کوشش اس میں نہ کریں[2]

حال: حضور کی ہدایت کے مطابق عمل کر رہا ہوں حضور نے تحریر فرمایا تھا کہ جزاء الاعمال چند بار بغور پڑھ کر اطلاع دوں چنانچہ کئی دن سے ارادہ کر رہا تھا آج تک نوبت نہ آئی، جزاء الاعمال کئی بار پڑھ چکا ہوں **لا الٰہ الا اللہ** کا ذکر ضرب کے ساتھ پانچ سو مرتبہ روزانہ کرتا ہوں کبھی کبھی اتفاق سے چھوٹ جاتا ہے، باقی اور ہدایات مندرجہ تکشف (ایک کتاب کا نام) پر عمل کرتا ہوں الحمد للہ کہ اپنی حالت پہلے سے بہت اچھی پاتا ہوں یہ سب حضور کی توجہ اور حضور کی دعاؤں کا اثر ہے ورنہ کیا امید تھی کہ مجھ جیسا گنہ گار اور خطا کار اس راہ پر لگ سکے۔

---

[1] تربیت حصہ دوم ص: ۴۶ [2] تربیۃ حصہ سوئم ص: ۷۔

تحقیق: الحمدللہ وہ تدبیریں نافع ہوئیں اور بھی بہت جگہ نافع ہو چکی ہیں، صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل داء دواء۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچ ہے کہ ہر مرض کا علاج ہے)۔

حال: باوجود ان سب امور کے اب بھی جب اس عورت کا خیال آجاتا ہے دل میں ایک جنبش پیدا ہوتی ہے اور ایک لطف و لذت بھی مگر فوراً اس خیال کو اور کسی طرف توجہ کر کے نکالنے کی کوشش کرتا ہوں۔

تحقیق: یہ امر طبعی ہے مجاہدہ سے اس کا ازالہ نادر ہے ہاں ضعف و اضمحلال اس امر طبعی میں ضرور ہو جاتا ہے جو بفضلہ تعالیٰ ہوا البتہ یہ ضرور ہے کہ جب اس کو حرکت ہو تساہل نہ کرے فوراً اس کا معالجہ کرے جو آپ نے لکھا ہے کہ فوراً اور کسی طرف توجہ۔ الخ۔

حال: دس پندرہ دن کا عرصہ گذرا کہ ایک خاص ضرورت سے وطن جانا ہوا تھا اس عورت نے مجھ کو سلام کیا میں نے جواب نہیں دیا۔

تحقیق: جزاک اللہ و بارک اللہ بہت اچھا کیا۔

حال: کوئی بات بھی میں نے اس سے نہیں کی۔

تحقیق: ایضاً کما سبق۔

حال: مگر دو بار میری نگاہ اس کے چہرہ کی طرف ضرور اٹھی مگر فوراً میں نے نگاہ پھیر لی۔

تحقیق: ایضاً کما سبق۔

حال: ایک وقت نگاہ نیچے کئے ہوئے ہنسی بھی آ گئی۔

تحقیق: آئندہ اس کے ضبط کا بھی اہتمام رکھا جائے۔

حال: چونکہ قیام ذرا دیر کا تھا لہٰذا فوراً واپسی پر توبہ اور استغفار کی کثرت کی۔

تحقیق: بعدکوتاہی کے یہی علاج ہے۔

س: اس میں شبہ نہیں کہ اس کے ساتھ محبت ضعیف ہوگئی ہے اور اہل خانہ کے ساتھ محبت میں زیادتی ہوگئی ہے مگر تاہم اس کی محبت دل سے بالکل ابھی تک نہیں نکلی ہے اور جب اس کا خیال آجاتا ہے تو دل میں ایک سنسناہٹ کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے حضور ہی کچھ دعا فرمائیں اور کوئی تدبیر بتائیں جس سے یہ کیفیت بھی جاتی رہے۔

ج: اس کی تدبیر منحصر اسی میں ہے کہ اس سے اس قدر بعد ہو کہ کبھی سامنا نہ ہو اس وقت یہ کیفیت نہ رہے گی گو ضعیف میلان اور خفیف استحسان رہے وہ مضر نہیں نہ بواسطہ نہ بلاواسطہ[1]

عشق کا جنون اور اس کا علاج

سوال: اس احقر نے اپنے مرشد کی حیات ظاہری میں قریب پانچ سال کی ریاضت شاقہ کر کے کسی قدر دل کی صفائی حاصل کی تھی اور امید تھی کہ نقشہ حب الٰہی دل پر منقش ہوجائے گا مگر بقول شخصے ؎

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

مولانا کی عمر نے وفا نہ کی سب بنا بنایا کھیل بگڑ گیا نفس اور شیطان جو انسان کے حقیقی دشمن ہیں ان کا قابو چل گیا قافلہ سالار آگے چل دیا قافلہ جنگل میں ٹھکراتا رہا کچھ عرصہ تک تو ذوق وشوق رہا آخر کو اس میں کمی شروع ہوئی غرضیکہ اب حالت ناگفتہ بہ تک پہنچ گئی نہ کہتے بن پڑتی ہے نہ چھپانے سے کام چلتا ہے طبیب حاذق سے مرض چھپانا گویا کہ اپنی موت کا سامان کر لینا ہے چونکہ عرصہ سے احقر کا

[1] تربیت السالک ص:۲۵۴۔

میلان خاطر حضور پرنور کی طرف ہے اس لیے آپ سے زیادہ کوئی اپنا معالج نہیں سمجھ سکتا اور اللہ کی ذات سے امید ہے بہت جلد اصلاح اور درستی ہو جائے گی، مفصل حالات تحریر کرنے کے واسطے تو ایک دفتر چاہیے مگر کسی قدر مجملاً حضور کی اطلاع کے واسطے تحریر کرتا ہوں چھ ماہ کا عرصہ ہوا کہ ایک عورت جس کا چال چلن اچھا نہیں ہے خواہ مخواہ میری طرف رجوع ہو گئی اول تو اپنے ناز و انداز سے میرے دل کو لبھایا اور جب اپنے اوپر اس نے مجھ کو فریفتہ کر لیا تو خود بخود کشش کر بیٹھی بس اس کا کھینچنا میرے لیے قیامت کا آ جانا ہو گیا عشق بازی کا مزہ درد فراق کی لذت ہجر کی کیفیت وصل کی طلب کا پورا پورا ذائقہ آ گیا قصہ حضرت شیخ صناعؒ کا جو منطق الطیر میں پڑھا تھا وہ ہو بہو مجھ پر صادق آ گیا جو جو کچھ نہ کرنا تھا کیا ع

کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نہ کریں گے

درود وظائف تو درکنار نماز تک چھوٹ گئی اس کے ہی نام کا وظیفہ اور باتیں ورد زبان ہونے لگیں اور اسی کے روئے کتابی کا مطالعہ کرنے لگا ؎

عشق کے مکتب میں آیا ہوں دبستاں چھوڑ کر
اب پڑھا کرتا ہوں حسن و عشق قرآن چھوڑ کر

غرضیکہ اس جنوں کا اس وقت پورا شباب ہے اس کے وصل کی تدبیر میں ہوں مگر کبھی کبھی خیال آ جاتا ہے افسوس کیا حال ہو گیا۔ مصرع

بتوں کو پوجتا ہوں اور پھر سیدھا مسلمان ہوں

اسی خیال میں تھا کہ آج حضور کو خط تحریر کیا اگرچہ بہت روز سے چاہتا تھا کہ آپ کو تحریر کروں مگر وقت نہیں آیا تھا اب اس کا وقت آ گیا اور خدا تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اب اصلاح ہو جائے گی، اس لیے عجز و انکسار کے ساتھ عرض ہے کہ اس احقر کو ورطۂ ہلاکت سے نکالئے اور للہ میرے واسطے دعا فرمائیے آپ پر میرا حق ہے

آپ مجھ کو اپنا غلام تصور کریں اور دعا کریں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ میری طبیعت بالکل پھر جائے اور برگشتہ ہوجائے پیشتر اس سے کہ وہ مجھ سے کشش کرے ورنہ میرے لیے قیامت ہوجائے گی، گستاخی معاف فرماویں ضروری امر تھا جس کی وجہ سے تحریر کیا گیا یہ سب امور لغویات میں سے ہیں............اصل اصول عشق خداوندی ہے اللہ تعالیٰ اپنا عشق اور اپنے حبیب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت عطا فرماوے، آمین۔

جواب: مشفقم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اول یہ سمجھ لینا چاہئے کہ بدون ہمت کے آسان سے آسان کام بھی نہیں ہوتا دیکھئے امراض ظاہری میں علاج کے لیے دوائے تلخ و ناگوار پینا پڑتی ہے چونکہ صحت مطلوب ہوتی ہے اس لیے ہمت کر کے پی جاتے ہیں اور امراض باطنی میں تو زیادہ اس کی ضرورت ہوگی جب یہ امر معلوم ہوا تو اب اس کا علاج سنئے اور ہمت کر کے بنام خدا اس کا استعمال کیجئے انشاءاللہ تعالیٰ شفائے کامل حاصل ہوگی علاج اس کا مرکب ہے چند اجزاء سے۔

اول اس مردار سے قطعاً تعلق ترک کردیجئے یعنی اس سے بولنا چالنا اس کو دیکھنا بھالنا آنا جانا حتیٰ کہ دوسرا شخص بھی اگر اس کا تذکرہ کرے قطعاً روک دیا جائے بلکہ قصداً بتکلف کسی بہانہ سے اس کو خوب برا بھلا کہہ کر اس سے خلاف وخصومت کر لی جائے اس طور پر کہ اس کو ایسی نفرت ہوجاوے کہ اصلاً اس کو ادھر میلان وتوقع رام ہونے کی باقی نہ رہے اور اس سے ظاہراً اس قدر دوری اختیار کی جائے کہ کسی غلطی سے بھی اس پر نظر نہ پڑے غرض اس سے انقطاع کلی ہوجائے۔

دوم: ایک وقت خلوت (تنہائی) کا مقرر کر کے غسل تازہ کر کے صاف کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر تنہائی میں روبقبلہ ہوکر اول دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے

پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے روبرو خوب استغفار اور توبہ کی جائے اور اس بلا سے نجات بخشنے کی دعا والتجا کی جائے پھر پانچ سو سے لے کر ایک ہزار مرتبہ تک لا الہ الا اللہ کا ذکر اس طرح کیا جاوے کہ لا الہ کے ساتھ تصور کیا جاوے کہ میں نے سب غیر اللہ کو قلب سے نکال دیا، اور الا اللہ کے ساتھ خیال کیا جاوے کہ میں نے محبت الٰہی کو قلب میں جمالیا یہ ذکر ضرب کے ساتھ ہو۔

سوم: جس بزرگ سے زائد عقیدت ہو اس کو اپنے قلب میں تصور کیا جاوے کہ بیٹھے ہیں اور سب خرافات کو قلب سے نکال نکال کر پھینک رہے ہیں۔

چہارم: کوئی حدیث کی کتاب کا ترجمہ ہو یا ویسے ہی کوئی کتاب ہو جس میں دوزخ اور غضب الٰہی کا جو نافرمانوں پر ہوگا ذکر ہو مطالعہ کثرت سے کیا جاوے۔

پنجم: ایک وقت معین کر کے خلوت میں یہ تصور باندھا جاوے کہ میں حق تعالیٰ کے روبرو میدان قیامت میں حساب کے لیے کھڑا ہوں اور حق تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے بے حیا تجھ کو شرم نہیں آتی کہ ہم کو چھوڑ کر ایک مردار کی طرف مائل ہوا کیا ہمارا تجھ پر یہی حق تھا کیا ہم نے تجھ کو اسی لیے پیدا کیا تھا اے بے حیا ہماری ہی دی ہوئی چیزوں کو آنکھ کو دل کو ہماری نافرمانی میں تو نے استعمال کیا کچھ شرم بھی آئی؟ بڑی دیر تک اس مراقبہ میں غرق ومشغول رہنا چاہئے اور یہ میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ گو نفس کو تکلیف پہنچے مگر اس نسخہ کو ہمت کر کے نباہ کر کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ شافی مطلق ہے۔ والسلام[1]

[1] التکشف ص:۵۵، تربیت السالک ص:۲۹۳۔

اگر کوئی باہمت خود اپنا علاج چاہے اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے

فرمایا ایک شخص کا خط آیا تھا لکھا کہ ایک لڑکے کی طرف میلان ہوگیا ہے، ہر وقت شب و روز اس کا دل میں خیال رہتا ہے، اب چند ماہ کے بعد ہوش آیا ہے۔ آپ کو لکھتا ہوں دعاء بھی فرماویں کہ اس بلا سے نجات ہو اور اصلاح بھی فرماویں۔

میں نے جواب میں لکھ دیا تھا کہ التکشف جلد اول کے ص۱۰ (اور موجودہ ایڈیشن کے صفحہ ۵۵ و ۱۴۴) پر اس کا علاج مذکور ہے اس کو دیکھ لیں اور عمل کریں۔

آج پھر خط آیا ہے لکھا ہے کہ میں نے اس کو دیکھ کر عمل کیا اللہ کا شکر ہے کہ مرض کا علاج ہوگیا اب کسی وقت بھی اس کا خیال نہیں آتا، میں نے جواب لکھ دیا کہ مبارک ہو۔

اس پر فرمایا کہ اگر کوئی خود اپنا علاج چاہے اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہیں۔ التکشف میں جو اس کے متعلق تدبیریں لکھی ہیں بحمد اللہ اس سے بہت لوگوں کو نفع ہوا[1]

فائدہ: وہ تدبیریں التکشف کے حوالہ سے اس رسالہ میں جمع کردی گئی ہیں۔

---

[1] ملفوظات حکیم الامت ۲/۵۲ قسط:۱۔

ایک حسینہ کے عشق میں ابتلاء اور اس کا علاج

احقر کی عمر اس وقت چالیس برس کی ہے اوائل عمر اکثر معصیت میں گذری جس میں صغائر کا بکثرت اور کبائر کا کمتر ارتکاب ہوا، لیکن چونکہ صغائر کو تکرار کبائر کر دیتی ہے اس لیے میں اپنے سب معاصی کو کبائر ہی سمجھتا ہوں اور ان پر نہایت خجل (شرمندہ) ہوں لیکن خود کردہ را علاجے نیست جب اپنے معاصی پر خیال کرتا ہوں تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ عذاب جہنم میرے لیے کافی نہ ہوگا مجھ ایسے نافرمان غلام کے لیے اگر صرف عذاب جہنم ہی پر اکتفا کی جائے گی تو یہ کمال رحمت ہے۔ حشر کے دن جب ان گناہوں کے انبار کے ساتھ جس کا مقابلہ غالباً وہاں کوئی نہ کر سکے گا یہ نافرمان غلام مالک حقیقی کے سامنے پیش کیا جاوے گا تو کیا حالت ہوگی اس خیال سے دل کانپتا ہے لیکن چونکہ خدا کی رحمت سے نا امیدی کفر ہے۔ اس لیے ڈھارس بندھتی ہے میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا رہتا ہوں اور نہایت خجل اور نادم ہوں اس وقت بذریعہ عریضہ ہذا خدام حضور والا میں مختصراً اپنے معاصی کا اظہار کر کے خلوص دل سے بارگاہ رب العزت میں توبہ کرتا ہوں اور بکمال ادب اس کا ملتجی ہوں کہ حضور میرے لیے اوقات خاص میں دعا فرماویں کہ باری تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف فرماوے اور توفیق عمل نیک عطا فرماوے اور بزرگان دین کے طفیل میں حسنات دارین عطا فرماوے، خدا کے لیے میری یہ التجا قبول فرمائی جاوے ورنہ حسرت و یاس میرا کام تمام کر دے گی یہ حالت تو اوائل شباب کی تھی اب اس کے بعد کی حالت کا التماس ہے کہ جب میری عمر کچھ کم و بیش بیس سال کی تھی تو طبیعت کا رجحان ایک خاص طرف ہوا لیکن چونکہ مقتضائے سن یہ ایک معمولی بات تھی اس لیے سد باب کی طرف مطلق اعتناء نہ ہوا گویا کہ یہ کوئی بات ہی نہ تھی۔ اب اگر الفاظ کے صحیح معنی کا مجھ کو اندازہ ہے تو رجحان سے میلان ہوا۔ میلان سے

دلچسپی ہوئی دلچسپی سے محبت پھر عشق اب جنون کا مقدمہ ہے، اس کے بعد دیکھئے کیا ہوتا ہے چونکہ مطلوبہ دوسرے سے وابستہ ہوچکی تھی اس لیے ادب لحاظ اور شرم اور دیگر موانع ایسے ہوئے کہ کبھی اس سے اظہار محبت کا موقع نہ ملا۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس وقت سے اس وقت تک ایک لمحہ ایک منٹ کبھی ایسا نہیں گذرا کہ اس کی یاد سے دل خالی ہو، سونے کی حالت میں اگر سمجھا جائے کہ یہ حصہ عمر ایسا گذرا کہ اس میں یہ حالت نہ ہوگی تو بہت ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن میں تو یہی کہوں گا کہ سوتے وقت اس کا نام زبان پر اور اس کا خیال دل میں یقینی تھا اور ادھر آنکھ لگی اور ادھر وہ صورت سامنے ہوگئی ایک تو رات کو نیند ہی کم آتی ہے اور جب آئی تو ساتھ لے کر آئی جب آنکھ کھلی تو اس کا خیال دل کو ستا رہا تھا گو اس سب میں مبالغہ ہو لیکن ہے حالت اسی کے مقرون اوائل سن شعور سے ہی ذوق عبادت زیادہ تھا گو ایک عرصہ تک نمازیں باترتیب نہیں ہوئیں روزے بھی قضا ہوئے لیکن رفتہ رفتہ بحمد اللہ پابندی ہوگئی لیکن وہ خیال دل سے نہ گیا۔

کبھی وہ اور کبھی اس کا رہا غم غرض خالی دل شیدا نہ پایا

نفس کو بار بار ملامت کی بہت سونچا بہت عقل لگائی لیکن سب بے سود، یہ صورتیں اختیار کیں برسوں اس طرف نہیں گیا۔ دل سے اس خیال کے ہٹانے کی ہر طرح کوشش کی لیکن کچھ کارگر نہ ہوئی پہلے میں آزاد زندگی بسر کرنا چاہتا تھا نکاح کرنے پر دل ہرگز راضی نہ تھا لیکن پھر یہ خیال آیا کہ یہ عشق اور محبت اقتضائے سن ہے اگر نکاح کرلیا جائے تو یقین ہے کہ رفتہ رفتہ یہ حالت جاتی رہے گی، ادھر والدین نے زور دیا کہ نکاح ضرور کرنا چاہئے، چنانچہ نکاح ہوا اور خدا نے محض اپنے فضل وکرم سے بیوی بھی بہت نیک عطا فرمائی پڑھی لکھی سلیقہ والی پابند صوم وصلوات لیکن اس حالت میں مطلقاً کچھ فرق نہیں ہوا خدائے برتر نے اپنے فضل عمیم سے تین اولاد نرینہ عطا کئے نو برس کے بعد بیوی کا انتقال ہوگیا چونکہ بچے بہت چھوٹے تھے ان کی پرورش کے خیال سے اور نیز حفاظت نفس کے خیال

سے نکاح ثانی پر میں مجبور کیا گیا یہ دوسری بیوی بھی مجھ کو بہت ہی نیک اور فرماں بردار ملی ہیں نماز اور روزے کی پابند ہیں اور ہر طرح سے اچھی ہیں ان سے بھی تین اولادیں ہیں دو لڑکے اور ایک لڑکی، نکاح اور اولاد کا کچھ بھی اثر اس محبت پر نہیں پڑا، وہی حالت رہی اور روز بروز زیادہ ہوتی گئی۔ اب یہ خیال ہوا کہ کہیں دور و دراز چلا جانا چاہئے کیونکہ ایک ہی بستی میں رہنے سے سال ڈیڑھ سال میں کبھی سامنا ہو ہی جاتا ہے اس غرض سے میں ...... چلا گیا وہاں سے...... گیا۔ مدت تک دور رہا برسوں اپنے وطن نہیں آیا لیکن سب بے سود یہ کیا آفت آسمانی ہے جو مجھ پر مسلط کی گئی ہے جس نے نہ مجھ کو دین کا رکھا اور نہ دنیا کا ایک مدت سے دنیا کی طرف سے دل سرد ہو گیا ہے کسی چیز سے ذرہ بھر دلچسپی نہیں ہے خوشی دل سے مفقود ہے حزن اور ملال غالب ہے ایک کھٹک ہے جو برابر دل میں موجود ہے بعض دنوں میں دل کی بے چینی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ کسی طرح چین نہیں آتا پھر اس حالت میں تخفیف ہو جاتی ہے جملہ محسوسات عالم میں اسی کا جلوہ نظر آتا ہے نہ بیوی سے موانست ہے نہ بچوں سے محبت ہے اگر دن رات خیال ہے تو اسی کا۔ مدت سے بارگاہ باری تعالیٰ میں دست بدعا ہوں کہ اے قادر مطلق یا تو اس کی محبت دل سے بالکل ہی جاتی رہے یا اور کوئی صورت پیدا ہو یا موت ان سب قضیوں کا فیصلہ کر دے بارہا خودکشی کا خیال ہوا لیکن خوف باری تعالیٰ اس کا مانع رہا ابھی تک کسی پر اس حالت کا اظہار نہیں کیا یہ پہلی بار ہے کہ حضور میں عرض کرنے کی جرأت ہوئی۔

ہوا کوئی نہ حال دل سے آگاہ
رہی مشتاق گوش اپنی کہانی

میں بکمال ادب یہ پوچھتا ہوں کہ آخر عشق ہے کیا چیز ایک خاص طرف کیوں کشش ہوتی ہے کیا دوسری طرف بھی اس کا اثر ہوتا ہے یہ نہایت مختصر حال تھا جو عرض

کیا گیا۔ میری صحت بہت اچھی نہیں ہے ضعف معدہ میں گرفتار ہوں تیسرے چوتھے برس درد گردہ کا دورہ پڑتا ہے ورزش اور چالش کئی بار شروع کی لیکن چھوٹ گئی میں نے فقہ اور حدیث کی کتابیں اکثر پڑھی ہیں چند تفاسیر دیکھی ہیں لیکن شروع سے اخیر تک کسی تفسیر کے پڑھنے کی نوبت نہیں آئی، کیمیائے سعادت، احیاء العلوم و دیگر اسی قسم کی کتابیں پڑھی ہیں کتب بنی سے بے حد دلچسپی ہے حضور کی تصانیف اکثر دیکھی ہیں بہشتی زیور و بہشتی گوہر کوئی بار دیکھ چکا ہوں آج کل کلید مثنوی دیکھ رہا ہوں خود شاعر نہیں ہوں لیکن اشعار سے بدرجہ غایت دلچسپی ہے شعر پڑھنے سے ایک خاص حالت ہو جاتی ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر کوئی خوش آوازی سے غزل یا شعر پڑھے تو ممکن ہے کہ قالب سے روح پرواز کر جائے، یہی حالت قرآن پاک کے سننے سے ہوتی ہے خود پڑھنے میں یہ کیفیت نہیں ہوتی، ہر نماز کے بعد ایک بار حزب البحر مع اعتصام اور اختتام پڑھتا ہوں نماز مغرب کے بعد تین بار پڑھتا ہوں، ایک بزرگ سے اس کے پڑھنے کی اجازت حاصل کر چکا ہوں اور بارہ روز میں اس کی زکوۃ بھی دے چکا ہوں اب حضور سے بھی اس کی اجازت چاہتا ہوں نماز صبح کے بعد پانچ سو بار **لاحول و لاقوۃ الا باللہ** اور پانچ سو بار آیت کریمہ **لاالہ الا انت سبحانک** الخ اور نماز مغرب کے بعد پانچ سو بار **لاحول و لا قوۃ الا باللہ** اور پانچ سو بار **حسبنا اللہ و نعم الوکیل** الخ۔ پڑھتا ہوں ہر نماز کے بعد آیت الکرسی ایک بار **لقد جاء کم رسول** الخ ایک بار، **حسبی اللہ لاالہ الا ھو** الخ، ۷ بار پڑھتا ہوں، جمعہ کے دن بعد نماز فجر سورہ کہف پڑھتا ہوں کبھی کبھی کچھ قرآن کی تلاوت کرتا ہوں بعد نماز عشاء برعایت تعداد اسم مطلوب ۴۷۷ بار **یا اللہ یا رحمن یا رحیم یا حی یاقیوم برحمتک استغیث** پڑھتا ہوں سوتے وقت بستر پر لیٹ رہتا ہوں تو اکثر ایک ہزار بار **اَمَّن یُّجِیْبُ الْمُضْطَرِ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ**

السُّـــوْءَ پڑھتا ہوں۔ لیکن یہ کسی دن ناغہ بھی ہو جاتا ہے یہ میری مختصر کیفیت تھی جو عرض کی گئی اب جو حضور ارشاد فرمادیں۔ وہ کیا جاوے، میں چاہتا یہ ہوں کہ اس کا خیال بالکل میرے دل سے جاتا رہے، یا قادر مطلق کوئی اور اسباب پیدا کر دے، کیونکہ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے میں سیدھے راستہ پر لگ جاؤں دل میں خدا اور اس کے رسول کی محبت غالب ہو جاوے اکثر خواب میں بزرگان دین کی زیارت ہو چکی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کئی بار زیارت ہوئی خانہ کعبہ میں کئی بار ان کے ساتھ نماز پڑھی اندر بھی پڑھی اور باہر بھی، خواب میں مدینہ منورہ اور روضہ پاک کی زیارت کر چکا ہوں حضور کی قدم بوسی کا بہت مشتاق تھا جب سے حضور کی زیارت ہوئی ہے دل کو ایک سکون سا ہے۔ دل یہ ہی چاہتا ہے کہ بقیہ عمر حضور ہی کے قدموں میں گذرے، میں کثیر العیال ہوں اس لیے فکر معاش بعض اوقات سوہان روح ہے ابھی تک کوئی ایسی ملازمت نہیں ملی جس سے اطمینان قلب ہوتا، حضور کو رخصت کر کے جب اسٹیشن سے لوٹا تو دل کی حالت ناگفتہ تھی۔

فردودوئی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا
تم کیا گئے کہ ہم پہ قیامت گذر گئی

میں اپنے عریضہ کو بکمال ادب اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

نہ دے نامے کو اتنا طول اے دل مختصر لکھ دے
کہ حسرت سنج ہوں عرض ستمہائے جدائی کا

تحقیق: میں نے خوب توجہ اور دلچسپی سے ایک ایک حرف آپ کے خط کا پڑھا کیونکہ اس میں مجھ کو خود ایک لطف آیا آپ کی مجموعی حالت کے استحضار کے بعد اس کے متعلق جو بے ساختہ قلب پر وارد ہوا وہ یہ تھا کہ آپ اگر اپنی قدرت وقصد سے

اس شغل میں کچھ حصہ لیتے ہیں تو اس کو ترک کر دیجئے، اور جس فعل پر قدرت ہوتی ہے اس کے ترک پر بھی قدرت ہوتی ہے اور اگر آپ کے اختیار وقصد کو اس میں کچھ دخل نہیں تو یہ حالت محمودہ ہے، اور علاج ہے بہت سے اخلاق رذیلہ (برے اخلاق) کا اور مجاہدہ کی ایک اعلیٰ درجہ کی نوع ہے اس پر صبر کیجئے ہاں ازالہ کے لیے دعا کرتے رہئے باقی جب سب تدبیریں آپ کر چکے اور زوال نہیں ہوا تو اب صبر سے کام لیجئے اس صورت میں اس کے زوال کے درپے ہونا قضا وقدر سے فرار ہے۔

از کہ بگریزم از خود اے محال

اللہ تعالیٰ نے صبر میں بڑی برکات رکھی ہیں اگر تمام عمر کے لیے کوئی جسمانی مرض لازم لگ جاتا تو بجز صبر کے کیا کرتے اب بھی یہی کیجئے، اس سے گھبرانا یہ نفس کی آرام طلبی ہے جس کا بندہ کو کچھ حق نہیں اور اس میں ایک بڑی خیر یہ ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص عشق میں مبتلا ہو جائے اور وہ صبر کرے اور خلاف شرع کوئی کام نہ کرے (جس میں نہ دیکھنا اور اس کی آواز نہ سننا اور اس کا خیال قصداً نہ لانا اور اس کا تذکرہ نہ کرنا سب داخل ہے) اور پھر اس حالت میں وہ مرجاوے، تو وہ شہید ہوتا ہے سبحان اللہ! اس سے بڑھ کر ہم کم درجہ والے لوگوں کے لیے کیا ہوگا۔ البتہ اگر کبھی چندے یہاں قیام بآسانی ہو جائے تو کیا عجب ہے اس میں اگر زوال نہ ہو تو اعتدال ہی ہو جائے ورنہ۔

چونکہ بر میخت بہ بند دبستہ باش　　　چون کشاید چابک وبرجستہ باش

میں بھی دعائے خیر کرتا ہوں[1]

---

[1] محرم ۳۴ھ، تربیت السالک ص: ۲۵۸۔

باب۸

امردوں سے عشق اور بدنگاہی

امردوں یعنی حسین لڑکوں سے بدنگاہی کا وبال

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو شہوت بالرجال سے پاک وصاف ہیں مگر ان میں بھی نظر کے مرض میں اکثر مبتلا ہیں حالانکہ حدیث سے معلوم ہو چکا ہے کہ زنا آنکھ سے بھی ہوتا ہے پس امردوں کو بھی بنظر شہوت دیکھنا حرام ہے اس میں بہت کم لوگ احتیاط کرتے ہیں حالانکہ نظر (بدنگاہی) مقدمہ ہے فعل کا اور **مُقَدَّمَةُ الْحَرَامِ حَرَامٌ** قاعدہ فقہیہ ہے یعنی حرام کے مقدمات بھی حرام ہوتے ہیں (لہٰذا بدنگاہی بھی حرام ہے) اس لیے نگاہ کی حفاظت بہت ضروری ہے۔

یہ بہت پرانا مرض ہے اور سب سے اول لوط علیہ السلام کی قوم میں یہ مرض پیدا ہوا تھا اور شیطان نے ان لوگوں کی راہ ماری۔

افسوس ہے کہ خدا تعالیٰ نے فراغت اس لیے دی تھی کہ دین کا کام کریں گے مگر زیادہ تر ایسے ہی لوگ محروم رہے[1]

ایک بزرگ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنی بارگاہ سے مردود کرنا چاہتے ہیں اس کو لڑکوں کی محبت میں مبتلا کر دیتے ہیں یہ نہایت مضرت کی چیز ہے۔

حضرت ابوالقاسم قشیری فرماتے ہیں ''**اَلنَّظْرَةُ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ**'' یعنی نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے[2]

---

[1] دعوات عبدیت ۹/۱۲۴ [2] دعوات عبدیت ۵/۷۸۔

بعض اکابر کا قول ہے کہ جس شخص کو حق تعالیٰ اپنے دربار سے نکالنا چاہتے ہیں اس کو امارد (حسین خوبصورت لڑکوں) کی محبت میں مبتلا کر دیتے ہیں، محبت گو فعل اختیاری نہیں مگر اس کے اسباب اختیاری ہیں یعنی ان کو دیکھنا ان سے اختلاط کرنا وغیرہ۔ پس مطلب یہ ہوا کہ جس کو حق تعالیٰ اپنے دربار سے مطرود (یعنی مردود راندۂ درگاہ) کرنا چاہتے ہیں اسی کو نظر الی الامادر و اختلاط بالا مارد (یعنی لڑکوں سے بدنگاہی اور خلط ملط) میں مبتلا کر دیتے ہیں اور یہ افعال اختیار یہ ہیں جس کا انجام طرد عن الحق (اللہ کی طرف سے دھتکار) ہے اعاذنا اللہ[1]

ایک کوتاہی طلبہ میں یہ ہے کہ امارد (حسین لڑکوں) کی طرف نظر کرنے اور ان کے ساتھ اختلاط کرنے سے نہیں بچتے، حالانکہ یہ تقویٰ کے لیے سم قاتل ہے۔ آخرت کا مواخذہ تو شدید ہے ہی اس سے دنیا میں اہل علم کی سخت بدنامی ہوتی ہے۔ علم دین پڑھنے والوں کو اس باب میں سخت احتیاط کرنا چاہئے۔[2]

نامحرم عورتوں اور امردوں سے اختلاط کا وبال

فرمایا صورت سے عشق بھی ایک عذاب ہے خصوصاً امارد (حسین لڑکوں) سے عشق بڑا سخت مرض ہے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جب کسی کو مردود کرنا منظور ہوتا ہے تو اس کو امارد (کی محبت) میں مبتلا کر دیا جاتا ہے پس صورت سے عشق گویا مردودیت کی علامت ہے۔[3]

اس راہ میں دو چیزیں سخت راہ زن ہیں نامحرم عورتوں اور امارد (خوبصورت لڑکوں) کے ساتھ اختلاط حتیٰ کہ عورت کے ساتھ نرم گفتگو کرنا بھی راہ زن ہے، سم قاتل ہے، باطن کو برباد کرنے والی چیز ہے۔[4]

---

[1] دین و دنیا ص:۲۷۲ [2] الا تعاظ بالغیر ۲/ ۱۳۶ [3] حسن العزیز ۱/ ۵۵۹۔
[4] الافاضات الیومیہ ۲/ ۴۳۴۔

تصوف کا مسئلہ ہے کہ امردوں سے اختلاط نہ کرے اور عورتوں سے نرم بات نہ کرے۔ حق تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے **لَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ**، اس سے تائید ظاہر ہے۔

عشق مجازی ظاہر میں بھی تو ایک نہایت مصیبت اور کلفت کی چیز ہے[۱]

امرد بازوں کو آخر میں ان ہی محبوبوں سے سخت نفرت وعداوت ہو جاتی ہے غیر اللہ کے لیے جو محبت ہوتی ہے وہ آخر میں ہرگز قائم نہیں رہتی[۲]

ایک تجربہ کار کا قول ہے کہ جب کوئی اچھے کپڑے پہنے گا تو یہ خیال ضرور ہوگا کہ کوئی اچھا آدمی مجھے دیکھے مطلب یہ ہے کہ کوئی حسین عورت یا لڑکا مجھ کو دیکھے تو یہ خوش لباس نفس کے لیے معصیت کا محرک ہے، اس لیے اس خیال سے بچنا چاہئے[۳]

لڑکوں کو بری نگاہ سے دیکھنا زیادہ خطرناک ہے

لڑکوں کو بری نظر سے دیکھنا اور ان سے تعلق رکھنا یہ تو بہت ہی اشد (سخت) ہے اس لیے کہ عورتوں سے بچاؤ کے تو بہت سے سامان موجود ہیں۔ اول تو عورتیں خود مردوں سے بچتی ہیں دوسرے بدنامی کا اندیشہ جانبین کو لگا رہتا ہے۔

تیسرے یہ کہ وہ پردہ میں رہتی ہیں غرض ان سے ملنے کے لیے بہت سے موانع (رکاوٹوں) کو اٹھانا پڑتا ہے بخلاف لڑکوں کے کہ وہ پردہ میں نہیں رہتے اور ان سے بات چیت کرنے ملنے جلنے میں بدنامی نہیں ہے اور چونکہ عقل نہیں ہوتی اس لیے بھولے پن سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اوپر ان کو بزرگانہ عنایت ہے شاذ و نادر کسی کو صحیح ادراک ہو جاتا ہے، ہمارے مدرسہ میں ایک گاؤں کا لڑکا تھا تہجد گذار نورانی شکل ہم اس کو مثل اور لڑکوں کے معمولی لڑکا سمجھتے تھے ایک شخص کو اس کی طرف کچھ خیال ہو گیا وہ اس سے کچھ باتیں کیا کرتے ایک روز اس لڑکے نے اس شخص سے یہ

۱؎ حسن العزیز ص:۵۵۹ ۲؎ حسن العزیز:۳۶۲/۲ ۳؎ الافاضات ۴۷/۲۔

بات کہی کہ جب تم مجھ سے بات کرتے ہو تو میرے دل میں کدورت ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری نگاہ میری طرف اچھی نہیں وہ شخص بھی تھے سچے کہا کہ بھائی واقعی بات تو یہ ہے سچی، اب انشاء اللہ تعالیٰ اپنے کو روکوں گا اس لڑکے نے نہایت سمجھ کی بات کہی اور اس سے معلوم ہوا کہ اس کا قلب بہت صاف تھا ورنہ لڑکوں کو کیا پہچان ہوتی ہے کہ یہ شخص ہم سے کس قدر ملتا ہے۔ غرض لڑکوں میں تمام اسباب خرابی کے مہیا ہیں۔[1]

نگاہ حق و نگاہ بد کا معیار

بعضوں کو دھوکہ ہوتا ہے شیطان بہکاتا ہے کہ جیسے کسی پھول یا اچھے کپڑے یا اچھے مکان وغیرہ کو دیکھنے کا دل چاہتا ہے ایسے ہی اچھی صورت دیکھنے کو بھی دل چاہتا ہے یہ بالکل دھوکہ ہے۔

یاد رکھو رغبت کے مختلف انواع ہیں جیسی رغبت پھول کی طرف ہے ویسی انسان کی طرف نہیں اچھے کپڑے کو دیکھ کر کبھی جی نہیں چاہتا کہ اس کو گلے لگالوں چمٹالوں، انسان کی طرف ایسی ہی رغبت ہوتی ہے۔

ایک دھوکہ اور ہوتا ہے کہ بعضے کہتے ہیں ہ جیسے اپنے بیٹے کو دیکھ کر جی چاہتا ہے کہ گلے لگالوں اسی طرح دوسرے کے بچے کو دیکھ کر بھی ہمارا یہی جی چاہتا ہے۔

صاحبو! کھلی ہوئی بات ہے اپنے سیانے بچے اور دوسرے کے سیانے لڑکے میں بڑا فرق ہے اپنے لڑکے کو گلے لگانا اور چمٹانا اور طرح کا ہے اس میں شہوت کی آمیزش ہرگز نہیں، اور دوسرے لڑکے کی طرف اور قسم کا میلان ہے کہ اس میں گلے لگانے سے بھی آگے بڑھنے کو بعض کا جی چاہتا ہے۔ محبوب کی جدائی میں اور طرح کا رنج ہوتا ہے اور لڑکے کی جدائی میں اور قسم کا اور لڑکوں کی رغبت تو اور بھی سم قاتل ہے نصوص میں اس کی حرمت ہے۔[2]

[1] مفاسد گناہ ص: ۵۲۳ [2] دعوات عبدیت ۹/ ۱۱۸۔

ایسی صورت میں عورت یا امرد سے قرآن یا نعت سننا بھی معصیت ہے

اجنبی عورت یا امرد مشتہی سے گانا سننا یہ بھی ایک قسم کی بدکاری ہے، حتی کہ اگر کسی لڑکے کی آواز سننے میں نفس کی شرارت ہوتو اس سے قرآن سننا بھی جائز نہیں۔ اکثر لوگ لڑکوں کو نعت غزلیں یاد کراتے ہیں، یہ بھی جائز نہیں ہے، فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر بے ریش لڑکا مرغوب طبع ہوتو اس کی امامت بھی مکروہ ہے تو جب امام بنا کر کھڑا کرنا جائز نہیں حالانکہ قرآن ہی پڑھے گا مگر فقہاء نے بلاضرورت اس کی بھی اجازت نہیں دی۔

اکثر واعظین عورتوں کے مجمع میں خوش الحانی سے اشعار پڑھتے ہیں، یہ بالکل ایک غلام کو عورتوں کے سامنے اشعار پڑھنے سے روک دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ''رویدک یا أنجشه لاتکسر القواریر''۔

تو جب اس زمانہ میں کہ سب پر تقویٰ غالب تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت نہیں دی تو آج کس کو اجازت ہوسکتی ہے، بالخصوص جب کہ خود عورتیں یا لڑکے ہی پڑھنے والے ہوں[1]

امرد لڑکے کی طرف قصداً گھور کر دیکھنے کا وبال

حضرت ابن جلاء فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے استاذ یعنی شیخ کے ساتھ جارہا تھا کہ اچانک ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا میں نے استاذ سے عرض کیا کہ حضرت کیا آپ یہ خیال کرسکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس حسین صورت کو عذاب دے گا

[1] دعوات عبدیت ۱۲۶/۹

استاذ نے فرمایا کیا تم نے اس کی طرف (جی بھر کر) دیکھ لیا ہے؟ جب یہ ہے تو تم اس کا انجام بھگتو گے، ابن جلاء کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے بیس سال بعد اس کا اثر ظاہر ہوا کہ میں قرآن مجید بالکل بھول گیا۔

فائدہ: یہ وبال قصداً دیکھنے پر مرتب ہوا[۱]

شیخ ابوالحسن اسکندری فرماتے تھے کہ شیخ کے لیے مناسب نہیں کہ وہ امرد لڑکوں کو خانقاہ میں رہنے دے جب کہ ان کی وجہ سے وہاں کے درویشوں پر فتنہ کا اندیشہ ہو، بالخصوص جب کہ نوجوان حسین صورت ہو۔

نوعمر (یعنی امرد لڑکے) کو نہ چاہئے کہ وہ مردوں کے ساتھ وسط حلقہ میں بیٹھے بلکہ مردوں کے حلقہ کے پیچھے بیٹھنا چاہئے اور لوگوں کی طرف اپنا چہرہ نہ کرے اور نہ کسی درویش سے اختلاط کرے[۲]

عورتوں اور امردوں سے اختلاط کا وبال

جواہر غیبی میں حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص طواف کرتا جاتا تھا اور کہتا تھا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ (☆۱) کسی نے اس کا حال دریافت کیا کہنے لگا کہ ایک بار کسی امرد حسین کو نظر شہوت سے دیکھا تھا اسی وقت غیب سے ایک طمانچہ لگا جس سے آنکھ جاتی رہی۔

یوسف بن حسین فرماتے ہیں: **رأیت آفات الصوفیة فی صحبة الأحداث ومعاشرة الأضداد و رفق النسوان (☆۲)۔**

شیخ واسطی فرماتے ہیں ''**إذا اراد اللہ ھو ان عبدٍ القاہ الی ھؤ لاء الانتان**

۱؎ روح تصوف ص:۲۲ ۲؎ روح تصوف ص:۱۳۳ (☆۱) اے اللہ آپ کی پناہ آپ کے غضب سے مانگتا ہوں (☆۲) میں نے آفات صوفیہ کو امردوں سے میل جول کرنے میں اور ناجنسوں سے ملنے میں اور عورتوں سے نرمی کرنے میں دیکھا۔

والجيف يريد به صحبة الاحداث(۱)۔

مظفر قرمینی فرماتے ہیں: **أخس الارفاق ارفاق النسوان على اى وجه كان(۲)۔**

کسی نے حضرت شیخ نصیر آبادی سے کہا کہ لوگ عورتوں کے پاس بیٹھتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ ان کے دیکھنے میں ہماری نیت پاک ہے انھوں نے فرمایا **مادامت الاشباح باقية فان الامر والنهى باق والتحليل والتحريم مخاطب به.** (جب تک جسم انسانی باقی ہے امر ونہی بھی باقی ہے اور تحلیل وتحریم کے ساتھ مخاطب ہے)۔

اور غضب یہ ہے کہ بعض اس کو ذریعہ قرب الٰہی سمجھتے ہیں خدا کی پناہ اگر معصیت ذریعہ قرب الٰہی کا ہو تو سارے رنڈی بھڑوے کامل ولی ہوا کریں [۳]

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی امردوں سے احتیاط

امام ابوحنیفہؒ سے تو بڑھ کر آج کل کوئی مقدس نہیں ہوگا مگر دیکھئے کہ امام محمدؒ کو امام صاحب نے اول دفعہ تو دیکھا لیکن جب معلوم ہوا کہ ان کے ڈاڑھی نہیں آئی تو یہ حکم کردیا کہ جب تک داڑھی نہ نکل آئے پشت کی طرف بیٹھا کرو، دونوں طرف متقی مگر احتیاط اتنی بڑی، مدت دراز کے بعد ایک مرتبہ اتفاقاً امام صاحب کی نظر پڑ گئی تو تعجب سے پوچھا کہ کیا تمہارے ڈاڑھی نکل آئی ہے؟ تو جب امام ابوحنیفہؒ نے اس قدر احتیاط کی ہے تو آج کون ہے کہ وہ اپنے اوپر اطمینان کرے [۴]

(۱) جب اللہ کسی بندے کی ذلت وخواری چاہتا ہے تو ان گندوں اور امردوں کی طرف اس کو ڈالتا ہے مائل کرتا ہے اس سے ان کی مراد امردوں سے میل جول کرنا ہے۔(۲) نرمی اور مہربانی کرنے میں سب سے برا عورتوں سے نرمی کرنا ہے جس طرح ہو۔(مترجم)[۳] تمیز العشق من الفسق ص:۱۶۶ [۴] دعوات عبدیت ۱۸/۱۹

حکیم الامت حضرت تھانوی کی امردوں سے احتیاط

فرمایا میں نے اپنے لوگوں کو ممانعت کردی تھی کہ تصنیف کے کمرہ میں جہاں میں تنہا ہوں کسی نوعمر لڑکے کو نہ بھیجا کریں، مجھے اپنے نفس پر اعتماد نہیں اس کا اثر یہ ہوا کہ خانقاہ کے سب لوگ لڑکوں سے پرہیز کرتے ہیں[1]

عشق مجازی سخت ابتلاء کی چیز ہے اس سے بچنا چاہئے، قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں خود مجھ کو اپنا اعتبار نہیں اور میں خود کوئی چیز نہیں لیکن جو شخص مجھ کو بڑا سمجھتا ہو اور مجھ سے عقیدت رکھتا ہو اس کے لیے یہ بڑی عبرت کی بات ہے کہ جس کو ہم بڑا سمجھتے ہیں جب اس کی یہ حالت ہے تو ہمیں تو بہت ہی احتیاط رکھنا چاہئے[2]

عورتوں کی طرح امردوں کو پردہ کا حکم کیوں نہیں دیا گیا

مجھ کو ایک مرتبہ یہ شبہ ہوا تھا کہ جب لڑکوں میں احتمال فتنہ کا زیادہ ہے اور عورتوں میں کم، تو باوجود اس کے جب عورتوں کو پردہ کرایا گیا ہے تو لڑکوں کو بطریق اولیٰ پردہ میں رکھنا چاہئے کئی سال یہ شبہ میرے قلب میں رہا لیکن بحمداللہ اس کا جواب سمجھ میں آ گیا۔ اس جواب کی بھی تقریر کرتا ہوں شاید کسی کو شبہ ہو تو صاف ہوجائے، اول اس جواب کے سمجھنے کے لیے ایک مقدمہ کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے عورتوں کو امور خانگی اور نسل بڑھنے کے لیے پیدا فرمایا ہے اور مردوں کو مصالح ملکی مثل زراعت، تجارت و قضا و امارات اور نیز مصالح خاصہ دینی مثل امامت جمعہ و اعیاد و نبوت و ارشاد وغیرہا کے لیے پیدا کیا ہے اسی واسطے سنت الٰہیہ یہی رہی کہ عورت نبی نہیں ہوئی یوں قدرت ظاہر کرنے کے لیے کسی عورت کو نبی بنادیا ہو وہ

[1] مجالس حکیم الامت ص: ۶۲ [2] احسن العزیز ص: ۲۸۔

دوسری بات ہے لیکن نبوت کے متعلق جو کام ہیں وہ کسی عورت سے نہیں لیے گئے، اور نہ عورت سے ہو سکتے ہیں ان کو مرد ہی کر سکتے ہیں۔

اسی سنت پر حضرات مشائخ نے عمل کیا ہے کہ مردوں ہی کو خلیفہ بنایا ہے عورت اگر چہ صاحب نسبت اور قابلیت اس کی رکھتی ہو لیکن اس کو خلافت کسی نے نہیں دی، اور اسی میں مصلحت ہے گو اس زمانہ میں لوگ اس فکر میں ہیں کہ عورتوں کو مردوں کے برابر سمجھا جائے اور جہاں اس پر عمل شروع ہو گیا ہے وہ خود اس سے پریشان ہیں اس کے بعد سمجھنا چاہیے کہ عورتیں جن مصالح کے لیے پیدا کی گئی ہیں وہ مصالح پردہ میں بھی حاصل ہو سکتے ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ اکتساب کمالات کا زمانہ بچپن کا ہے پس اگر لڑکوں کو پردہ میں رکھا جائے تو کمالات مختصہ بالرجال (یعنی ایسے کمالات جو مردوں کے ساتھ خاص ہیں ان) سے وہ محروم رہیں گے، اور یہ سبب ہوگا اخلال تمدن ومصالح ضروریہ کا اس لیے ان کو تو اجازت آزاد پھرنے کی دی گئی، اور عورتیں جن مصالح کے لیے موضوع ہوئی ہیں، وہ پردہ میں رہ کر بھی حاصل ہو سکتے تھے بلکہ پردہ میں رہ کر خوبی کے ساتھ ان کی تحصیل ہو سکتی تھی اس لیے ان کو یہ آزادی نہیں دی گئی[1]

عورتوں کی طرح امردوں کو پردہ کا حکم کیوں نہیں دیا گیا

ایک سوال کیا گیا کہ عورتوں کے پردہ میں رکھنے کی علت تو یہی ہے کہ ان کے خروج (باہر نکلنے) سے فتنہ کا اندیشہ ہے اور یہ علت جیسی عورتوں میں پائی جاتی ہے امارد (بے داڑھی کے خوبصورت لڑکوں میں جن کی طرف کشش ہوتی ہے ان میں) بھی پائی جاتی ہے تو اشتراک علت سے حکم بھی مشترک ہونا چاہیے، اور امردوں کے لیے بھی خروج (باہر نکلنا) جائز نہیں ہونا چاہیے۔

[1] التهذيب ملحقہ مفاسد گناہ ص: ۵۲۵۔

جــواب میں فرمایا کہ شریعت کا قاعدہ کلیہ ہے کہ جس امر میں مفاسد شامل ہوجائیں اگر وہ غیر ضروری ہوتا ہے تو اس امر ہی کو روک دیا جاتا ہے اور اگر وہ ضروری ہوتا ہے تو اس کی ممانعت نہیں کی جاتی بلکہ مفاسد کے اصلاح کی کوشش کی جاتی ہے تو عورتوں کا باہر نکلنا چونکہ غیر ضروری تھا اس لیے مفاسد کی وجہ سے اسی کو روک دیا گیا، اورامرد (بے ریش لڑکے) چونکہ چند روز میں رجال (مرد) ہونے والے ہیں اوران کے لیے ایسے کمالات جن کا مردوں کو حاصل ہونا ضروری ہے ان کا حاصل کرنا ضروری ہے اور وہ عادۃً بغیر خروج (باہر نکلے بغیر) ممکن نہیں، اس لیے ان کے خروج کو نہیں روکا گیا بلکہ مفاسد کا انسداد (بندش) ڈرانے اور وعید کے ذریعہ سے کیا گیا[1]

جس شخص سے گفتگو اور برتاؤ میں نفس کو لذت ہوتی ہو

حــال: احقر کو نظر بازی کا مرض بچپن سے تھا مگر جب سے حضور والا سے تعلق ہوا بحمداللہ وہ مرض جاتا رہا نہ دل میں کبھی اس کا وسوسہ آتا ہے بلکہ ایک گونہ طبیعت میں نفرت پاتا ہوں مگر ان سب کے باوجود جب کوئی حسین طالب علم یا کوئی عزیز ہوتا ہے تو ان کے ساتھ بہ نسبت اوروں کے معاملہ میں یا گفتگو میں اچھا خیال ہوتا ہے اور محبت کا برتاؤ ہوتا ہے گو عزیزوں سے محبت کا برتاؤ مذموم نہیں بلکہ مطلوب ہے لیکن مجھ کو پرانے مرض کے عود ہوجانے کا اندیشہ غالب ہوتا ہے اس لیے حضور سے معالجہ کی درخواست ہے۔

جــواب: اس مرض کا جتنا بقیہ موجود ہے اس سے بھی غافل نہ ہونا چاہئے، علاج اس کا یہ ہے کہ جس شخص کی گفتگو اور برتاؤ میں نفس کو لذت ہوتی ہو اس سے فوراً جدا ہوجانا چاہئے، اس میں ہرگز ہرگز تساہل نہ کریں میں بھی دعا کرتا ہوں[2]

[1] دعوات عبدیت مجادلات معدلت ۵/۱۵۴ [2] تربیت السالک ص: ۲۷۸

چھوٹے بچوں کو نفسانی نگاہ سے دیکھنا

سوال: جیسا کہ بڑی لڑکی یا بڑے لڑکے کی طرف دیکھنا گناہ ہے اگر نفس خوش ہو، یہ دریافت کرنا ہے کہ ایسے ہی اگر چھوٹے بچوں کو دیکھنے سے نفس میں ایک قسم کی لذت ہو جن کی عمر سات آٹھ سال کی ہو ان کو دیکھنا بھی ایسا ہی گناہ ہے یا نہیں؟

جواب: سات آٹھ برس کے بچے میں واقعی شبہ گناہ کا ہے[1]

ڈھاکہ کے نواب صاحب نے حضرت والا سے دریافت کیا کہ پردہ کس عمر سے ہونا چاہئے؟ فرمایا غیروں سے تو سات برس سے بھی کم اور نامحرم رشتہ داروں سے سات برس کی عمر سے۔

بسا اوقات سیانی (لڑکی) کے سامنے آنے سے اتنے فتنے نہیں ہوتے جتنے ناسمجھ کے سامنے آنے سے ہوتے ہیں کیونکہ سیانی خود حیا کرتی ہے اور مردوں کو موقع کم دیتی ہے نیز مرد سمجھتا ہے کہ یہ سیانی سمجھ دار ہے اس کے سامنے دلی خیالات عملاً ظاہر کروں گا تو سمجھ جائے گی اور ناسمجھ کے سامنے یہ مانع موجود نہیں ہوتا[2]

ہندو لڑکوں کی طرف نفس کا میلان

حال: حضرت بعض ہندو کے لڑکے ایسی فرمانبرداری اور خدمت کرتے ہیں کہ ان سے دل بہت خوش ہوتا ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ اس کو نفع پہنچ جائے، اور اس کے ساتھ قلب کو محبت سی معلوم ہوتی ہے اور جی میں یہ دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ یہ مسلمان ہو جائے تو بہت اچھا ہے کہ عذاب آخرت سے محفوظ رہے، مگر اس کا اظہار کسی طرح مصلحت نہیں اور بعض وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے کیا بات اس میں ایسی رکھی ہے جس سے اس کو کفر کی حالت میں پیدا کیا ہے اور

[1] تربیت السالک ص:۳۲۹ [2] ملفوظات اشرفیہ ص:۱۷۳۔

اس مصلحت کو خیال کر کے دل پریشان ہو کر رہ جاتا ہے اور معلوم نہیں کیوں دل بار بار اس کی خیر خواہی کو چاہتا ہے یہ حالت محض اس کے اخلاق کی وجہ اور ادب وتمیز کے سبب سے ہے حضرت کیا بات ہے اس میں نفس کی شرارت تو نہیں ہے؟

جواب: اکثر (نفس کی شرارت) ہوتی ہے اسی لیے بالغ خلیق ومؤدب کے ساتھ وہ بات نہیں ہوتی جو لڑکوں کے ساتھ ہوتی ہے اگر صرف اخلاق سبب ہوتا تو دونوں جگہ مشترک ہیں۔[1]

شہوت بالا مارد میں ابتلاء عام

شہوت بالا مارد شہوت بالنساء سے بھی اشد ہے آج کل امردوں کے ساتھ ابتلاء عام ہو رہا ہے جس کی چند وجوہ ہیں۔

۱- اول تو عورتوں میں قدرتی حیا کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اس لیے ان سے اظہار شہوت کی جرأت ذرا دقت (دشواری) سے ہوتی ہے اور لڑکوں میں حیا کا مادہ کم ہوتا ہے۔

۲- دوسرے عورتوں کی حفاظت بہت کی جاتی ہے ان کے پاس پہنچنا آسان نہیں اور جو کوئی پہنچ بھی جاتا ہے اس کی رسوائی جلد ہی ہو جاتی ہے۔ اور بچوں کی کچھ حفاظت بھی نہیں کی جاتی ان کا کسی سے پردہ نہیں ہوتا۔

۳- تیسرے اس سے اتہام (بدنامی کا موقع) کم ہوتا ہے بچوں کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا جاتا ہے اور شہوت سے بھی۔ اب اگر کسی کے بچہ کو پیار کریں تو سب لوگ یہ سمجھیں گے کہ ان کو بچوں پر شفقت زیادہ ہے شہوت کی کسی کو کیا خبر۔

ان وجوہ سے آج کل امارد (حسین خوبصورت لڑکوں) کے ساتھ ابتلاء بہت زیادہ ہے۔[2]

[1] تربیت السالک ص:۳۱۰ [2] دین ودنیا ص:۲۶۸۔

عشق یا فسق اور شہوت بالقلب

میری سمجھ میں یہ ہرگز نہیں آتا کہ لڑکوں سے کسی کو عشق ہوتا ہو آج کل لوگوں نے فسق کا نام عشق رکھ لیا ہے اور اگر ہزار میں کسی ایک کو عشق ہو بھی جائے تو اس کو عشق پر تو ملامت نہ کی جائے گی مگر اس کے بعد دو افعال اس سے صادر ہوتے ہیں ان پر ملامت کی جائے گی کیونکہ وہ اختیاری افعال ہیں حتی کہ اس کا تصور کرنا اور تصور سے لذت لینا یہ بھی اختیاری ہے جس کا چھوڑنا واجب ہے۔ اور تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس حالت میں محبوب سے بُعد میں (یعنی دور رہنے میں) نفع کو بہت زیادہ دخل ہے تباعد (یعنی علیحدہ اور دور رہنے) سے اکثر یہ مرض خفیف ہو جاتا ہے اس باب میں سالکین کو خصوصاً اور تمام مسلمانوں کو عموماً سخت احتیاط کرنا چاہئے[1]

شہوت بالا مارد کی ابتداء کب سے ہوئی

یہ ناپاک فعل سب سے پہلے قوم لوط میں رائج ہوا ان سے پہلے آدمیوں میں اس کا وقوع نہ ہوا تھا چنانچہ لوط علیہ السلام نے ان سے فرمایا ''**اَتَاتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِها اَحَدٌ مِنَ العَالَمِيْن**''۔

ترجمہ: کیا تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہاں والوں میں سے نہیں کیا، یعنی تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر۔

گو حیوانات میں بعض کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان میں پہلے سے اس کا وقوع تھا کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل بد (خبیث) قوم لوط نے خود بھی نہیں ایجاد کیا بلکہ شیطان نے ان کو سکھایا یہ فعل ایسا خبیث ہے کہ انسان کا نفس باوجود امّارة بالسوء ہونے کے اس کی طرف خود منتقل نہیں ہوا بلکہ شیطان خبیث نے اس کی طرف قوم لوط کو متوجہ کیا۔

---

[1] الکمال فی الدین ص: ۲۷۲۔

جس کا قصہ اس طرح کتابوں میں لکھا ہے کہ شیطان خوبصورت لڑکے کی شکل میں ایک شخص کے باغ میں سے انگور توڑ توڑ کر کھایا کرتا تھا باغ والا اس کو دھمکاتا، مارتا تھا مگر یہ باز نہ آتا تھا، ایک دن اس نے تنگ آ کر اس سے کہا کہ کمبخت تو نے میرے باغ کا پیچھا کیوں لے لیا سارے درخت برباد کر دیئے تو مجھ سے کچھ روپے لے لے اور میرے باغ کا پیچھا چھوڑ دے شیطان نے امرد (حسین لڑکے) کی صورت میں کہا کہ میں اس طرح باز نہ آؤں گا اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے درختوں کا ناس نہ کروں تو جو بات میں کہوں اس پر عمل کرو، اس نے کہا وہ کیا بات ہے۔ ابلیس نے اس کو یہ فعل تعلیم دی کہ میرے ساتھ تو یہ فعل کیا کر پھر میں تیرے باغ کو چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ پہلی بار تو اس نے جبراً وقہراً اپنے باغ کے بچاؤ کے لیے یہ فعل کیا پھر خود اس کو مزہ پڑ گیا وہ اس کی خوشامد یں کرنے لگا کہ تو روز آیا کر اور جتنے انگور چاہے کھا لیا کر، پھر اس نے دوسرے آدمیوں کو اس کی اطلاع دی اور لوگ بھی یہ فعل کرنے لگے پھر کیا تھا عام رواج ہو گیا۔ اس کے بعد شیطان تو غائب ہو گیا لوگوں نے لڑکوں کے ساتھ یہ فعل کرنا شروع کر دیا خدا تعالیٰ کو یہ فعل بہت ہی ناگوار ہے چنانچہ لوط علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنی قوم کو اس فعل سے روکو ورنہ سخت عذاب آئے گا۔ انہوں نے بہت سمجھایا مگر وہ باز نہ آئے آخر عذاب نازل ہوا اور سب کے سب تباہ ہو گئے۔ حق تعالیٰ نے قوم لوط پر جو سنگین عذاب نازل کیا ہے وہ سب کو معلوم ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فعل کیسا سنگین ہے کیونکہ کفر تو تمام کفار میں مشترک تھا لیکن عذاب کی نوع (قسم) کا مختلف ہونا بظاہر خصوصیت افعال ہی کی وجہ سے تھا۔[1]

[1] الکمال فی الدین ص: ۲۶۸، ملحقہ دین و دنیا۔

شہوت باالامرد کی قباحت وخباثت

شہوت بالرجال شہوت بالنساء سے بھی اشد (زیادہ سخت) ہے کیونکہ عورتوں میں محارم کے ساتھ ابتلاء کم ہوتا ہے اور اکثر غیر محارم سے ہوتا ہے سو وہ کسی نہ کسی وقت تمہارے لیے حلال بھی ہوسکتی ہے اگر وہ کنواری ہے تو اسی وقت نکاح کا پیغام دیا جاسکتا ہے اور اگر شوہر والی ہے تو ممکن ہے شوہر مرجائے یا طلاق دیدے تو پھر تم اس سے نکاح کرسکتے ہو۔ بہرحال اس میں حلت کی توقع ہے گو کسی وقت ہو اور گو توقع ضعیف ہی ہو مگر امردوں کا حلال ہونا تو کسی وقت بھی متوقع نہیں۔

بلکہ بعضے گناہ تو ایسے ہیں کہ جو جنت میں جاکر گناہ نہ رہیں گے مثلاً شراب پینا دنیا میں گناہ ہے لیکن جنت میں شراب ملے گی۔

اور شہوت بالرجال ایسا خبیث فعل ہے کہ جنت میں بھی اس کا وقوع نہ ہوگا پس یہ زنا اور شراب خوری سے بھی بدتر ہے بلکہ شراب میں تو جو کچھ حرمت ہے سکر (نشہ) کی وجہ سے ہے اگر کسی تدبیر سے شراب کا سکر زائل ہوجائے مثلاً سرکہ بن جائے تو بعینہ اس کا پینا حلال ہوجاتا ہے لیکن شہوت باالامرد کی خباثت لذاتہ ہے یہ کسی طرح بھی زائل نہیں ہوسکتی پس یہ فعل حرمت میں سب سے بڑھا ہوا ہے کہ اس میں کسی طرح بھی حلت کی گنجائش نہیں۔

خوب سمجھ لیجئے کہ اس منحوس عمل سے باطنی عذاب بھی نازل ہوتا ہے قلوب مسخ ہوجاتے ہیں اور ظاہری بلائیں بھی نازل ہوتی ہیں خدا سب مسلمانوں کو اس سے نجات دے۔ (آمین)[1]

---

[1] الکمال فی الدین ص: ۲۶۸، ملحقہ دین ودنیا۔

اس تعلق بد کا انجام

اس فعل کی خباثت عقلاً ونقلاً ہر طرح ثابت ہے اور طبیعت سلیمہ اس سے خود ہی انکار کرتی ہے اس فعل پر سوائے بدطینت آدمی کے اور کوئی سبقت نہیں کرسکتا۔

ایک کھلا ہوا فرق شہوت بالنساء اور شہوت بالرجال میں یہ ہے کہ عورت سے قضاء شہوت کرنے کے بعد آپس میں محبت بڑھتی ہے اور مرد کی عزت عورت کی نظر میں بڑھ جاتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ یہ مرد ہے نامرد نہیں، اور لڑکوں سے قضاء شہوت کرکے ایک دوسرے کی نظر میں اسی وقت ذلیل وخوار ہوجاتا ہے پھر بہت جلد مفعول کے دل میں عداوت ایسی قائم ہوجاتی ہے کہ ایک دوسرے کی صورت سے بیزار ہوجاتا ہے۔[1]

امارد (حسین لڑکوں) سے تعلق بہت خبیث النفس کو ہوتا ہے اور اس کا نام لوگوں نے محبت رکھا ہے یہ محبت ہرگز پاک نہیں، ایسے ناپاکوں کا مرجانا ہی بہتر ہے۔

ایسے موقعوں پر دیکھا گیا ہے جہاں دونوں طرف سے فریفتگی تھی اور تعشق کیا جاتا ہے مقصد حاصل ہونے کے بعد دونوں میں عداوت ہوگئی اس تعلق میں ہی یہی خاصیت ہے۔[2]

طاعون (عذاب) کا ایک دوسرا سبب بھی ہے اگرچہ بعض باتیں ظاہر کرنے کی نہیں ہوتیں مگر اس لیے ظاہر کردیتا ہوں کہ شاید اس کو سن کر لوگ اپنی حالت درست کرلیں۔

تین چار سال ہوئے جب تھانہ بھون اور اس کے گردونواح میں طاعون ہوا تھا، قبل طاعون کے ایک روز میں اخیر شب میں بیٹھا ہوا تھا کہ قلب پر یہ آیت وارد ہوئی: ''إِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰى أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزاً مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ''

---

[1] دین ودنیا ص:۲۷۲ [2] حسن العزیز:۸۹/۲۔

ترجمہ: ہم اس بستی کے باشندوں پر ایک آسمانی عذاب ان کی بدکاریوں کی سزا میں نازل کرنے والے ہیں[۱]

میں نے اس کو وعظ میں بیان کیا مگر لوگوں نے توجہ نہ کی اور طاعون پھیلا غرض ایک سبب وہ نکلا جو قوم لوط میں تھا اس وقت لوگوں میں یہ مرض شدت سے پھیل رہا ہے[۲]

لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا مختصر واقعہ

وَلُوْطاً اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اَتَأْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ– اِلٰى قوله تعالى – فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ.

ترجمہ آیات وتفسیر: اور ہم نے لوط علیہ السلام کو چند بستیوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا جب کہ انہوں نے اپنی قوم یعنی امت سے فرمایا، کیا تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہاں والوں میں سے نہیں کیا، یعنی تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر۔ اور اس کام کے ارتکاب میں یہ نہیں کہ تم کو کوئی دھوکہ ہو گیا ہو، بلکہ اس باب میں تم حد انسانیت ہی سے گذر گئے ہو، اور ان مضامین کا ان کی قوم سے کوئی معقول جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ آخر میں بیہودگی کی راہ سے آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو یعنی لوط علیہ السلام کو اور ان کے ساتھی مومنین کو تم اپنی بستی سے نکال دو، کیونکہ یہ لوگ بڑے پاک وصاف بنتے ہیں اور ہم کو گندہ بتلاتے ہیں، پھر گندوں مین پاکوں کا کیا کام، یہ بات انہوں نے براہ تمسخر کہی تھی، سو جب یہاں تک نوبت پہنچی تو ہم نے اس قوم پر عذاب نازل کیا اور لوط علیہ السلام کو اور ان کے متعلقین کو عذاب سے بچالیا بجز ان کی بیوی کے کہ بوجہ ایمان نہ لانے کے ان ہی لوگوں میں رہی جو عذاب میں رہ گئے تھے۔ اور وہ عذاب

[۱] بیان القرآن، سورۂ عنکبوت [۲] دعوات عبدیت ۹۱/۵۔

جوان پر نازل ہوا یہ تھا کہ ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا کہ وہ پتھروں کا مینہ تھا (یعنی پتھروں کی بارش تھی) سو دیکھو تو سہی ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا۔ (اعراف)

سو جب ہمارا حکم عذاب کے لیے آ پہنچا تو ہم نے اس زمین کو الٹ کر اس کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا اور اس زمین پر کھنگر کے پتھر مراد جھانوہ جو پک کر مثل پتھر کے ہو جاتا ہے، برسانا شروع کئے جو لگا تار گر رہے تھے۔ (ہود)

فائدہ: اہل سیر نے کہا ہے کہ لوط علیہ السلام بھتیجے ہیں ابراہیم علیہ السلام کے، بابل سے ان ہی کے ساتھ ہجرت کر کے ملک شام میں تشریف لائے، ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں مقیم ہوئے اور لوط علیہ السلام کو سدوم مین رہنے کا اور اس شہر اور اس کے گرد ونواح کے شہر والوں کی ہدایت کا حکم ہوا، کبھی ابراہیم علیہ السلام بھی جا کر نصیحت فرماتے تھے۔

وہ لوگ لواطت کے عادی تھے جس کا ارتکاب بقول عمرو بن دینار ان سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ **ذکرہ فی الروح عن البیہقی**[1]

فائدہ: یہاں دو عذابوں کا ذکر ہے تختہ الٹ جانا، اور پتھر برسنا، سو بعض نے تو کا ہے اور ظاہر تر یہی ہے کہ اول زمین اوپر اٹھا کر لوٹ دی گئی، جب وہ نیچے گو گرے تو اوپر سے ان پر پتھراؤ کیا، اور بعض نے کہا کہ جو بستی میں تھے وہ الٹ دیئے گئے اور جو باہر گئے ہوئے تھے ان پر پتھر برسے[2]

لفظ لواطت کا استعمال قابل اصلاح ہے

یہ فعل ایسا خبیث ہے کہ جو اس کا ارتکاب کرتا ہے وہ تو بدنام ہوتا ہی ہے مگر اس سے بڑھ کر ستم یہ ہے کہ جس نبی کی امت نے اس فعل کا ارتکاب کیا ہے آج اس نبی کی طرف بلفظاً نسبت کرنا لوگوں میں باعث ننگ ہو گیا یعنی کوئی شخص اپنے لیے یہ

[1] بیان القرآن سورۂ اعراف ۲۶/۴ [2] بیان القرآن سورۂ ہود ۵۸/۵۔

گوارہ نہیں کرتا کہ اس کو لوطی کہا جائے حالانکہ لفظ لوطی میں یاءِ نسبت ہے اور لوط علیہ السلام (پیغمبر کا) نام ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ محمدی اور موسوی اور عیسوی اور یوسفی۔ اگر لوط علیہ السلام کی قوم نے یہ فعل بد نہ کیا ہوتا تو آج لوطی کا لفظ باعث فخر ہوتا جیسا کہ دیگر انبیاء کی طرف نسبت کرنا باعث فخر ہے مگر اس کم بخت قوم نے اپنے نبی کے نام کو بھی نہ چھوڑا۔

مجھے تو اس فعل کے لیے لفظ لواطت کا استعمال بہت ہی ناگوار ہوتا ہے کیونکہ لواطت کا لفظ لوط علیہ السلام کے نام سے بنایا گیا ہے تو ایسے گندے کام کا نام نبی کے نام سے مشتق کرنا بہت ہی نازیبا ہے جس نے یہ لفظ ایجاد کیا، بہت ہی ستم کیا، میرے نزدیک یہ لفظ عربیت میں دخیل اور مولد ہے فصحائے عرب کے کلام میں اس کا استعمال نظر سے نہیں گذرا، عربی میں اس کے لیے اتیان فی الدبر کا لفظ معلوم ہوتا ہے یا اور کوئی بھی لفظ ہو، بہر حال لواطت کا لفظ قابل ترک ہے اور میرے نزدیک اغلام کا لفظ بھی مولد ہے عربی فصیح میں اس کا بھی استعمال نہیں ہے یہ سب بعد کے گھڑے ہوئے ہیں۔[1]

[1] الکمال فی الدین ص: ۲۷۱۔

باب ۹

امردوں اور حسین لڑکوں سے عشق ومحبت اوران کے علاج

طالب علم کی محبت کا علاج قطع تعلق ہے

حال: ایک ہونہار کم عمر طالب علم سے مجھ کو محبت ہوگئی تھی اس لیے کسی بہانہ سے اس کو جدا کر دیا اب اس کا خیال دل ودماغ پر غالب ہے اور مجھے بہت پریشان کرتا رہتا ہے نماز اور تلاوت ہے تو اس کا خیال موجود، رات کو اٹھتا ہوں تو سب سے پہلے وہی خیال سامنے پاتا ہوں آج کل جو خیالات پریشان کرتے ہیں ان کا نقشہ یہ ہے کہ اس کی تعلیم کو کیوں بند کر دیا اس کا گناہ کس کے ذمہ ہوگا۔لہٰذا اس کو پھر بلا لینا چاہیے، پھر سوچتا ہوں کہ میرے پاس اس کی تعلیم ہونے سے میرے دین کی تباہی ہے کیونکہ میں اس کی محبت میں نفسانی ہیجان پاتا ہوں میری عرض کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر ایسی کوئی صورت ہو کہ سلسلہ تعلیم باقی رہے اور کیفیت نفسانیہ منعدم ہو جائے تو اس کو ارشاد فرمایا جاوے۔

تحقیق: مجھ کو ایسی ترکیب نہیں آتی کہ

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ
باز میگوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

حال: اور اگر یہ نہ ہو تو قطع تعلق ہی کو باقی رکھا جاوے۔

تحقیق: کیا دوسری صورت میں بھی احتمال خیر کا ہے جو مشورہ کی ضرورت ہوئی۔

حال: اور قطع تعلق میں جو کلفت اٹھا رہا ہوں اس کے دفعیہ کی تدبیر بتلائی جاوے۔

تحقیق: کل کو یہ پوچھئے کہ پیٹ میں بہت درد اٹھتا ہے اس کے دفعیہ کی کوئی تدبیر بتلائی جائے۔

حال: اگر ضرورت سمجھی جائے تو حاضر خدمت ہونے کی کوشش کروں۔

تحقیق: بالکل ضرورت نہیں کیا میں سوچنے سے نکال دوں گا یہاں بھی یہی جواب ملے گا۔[1]

یہ سارا فساد روٹیوں کا ہے ایسے لوگوں کو چار روز تک روٹی نہ ملے اس کے بعد پوچھا جاوے کہ روٹی لاؤں یا لڑکا لاؤں؟ یہ کہے گا کہ لڑکا اپنی ایسی تیسی میں جائے روٹی لاؤ۔[2]

جس کی محبت دل میں رچ بس گئی ہو اور غیر اختیاری طور پر آمنا سامنا بھی ہوتا ہو اس کا علاج

آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ وہ شخص کہاں ہے تو وہ دہلی میں ہی ہے جہاں میں رہتا ہوں اور جس محلّہ میں میرا مکان ہے اسی محلّہ میں اس کا بھی ہے بلکہ میرے مکان کے متصل ہے وہ میرا ہم مکتب اور ہم عمر بھی ہے آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ وہ ملتا بھی ہے یا نہیں؟ وہ ملتا تو ہے لیکن ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ بول چال نہیں ہے فقط نماز میں خیالات آتے ہیں لہٰذا مہربانی فرما کر اس کی بھی کوئی تدبیر لکھ دیجئے تاکہ یہ خیالات بھی دفع ہو جاویں۔

جواب: کیا ایسی کچھ تدبیر ہو سکتی ہے کہ جس طرح اس سے بول چال قطع ہو گئی ہے ہمیشہ قطع رہے بلکہ کبھی اس کا سامنا ہی نہ ہو اس کے جواب کے ساتھ پہلے دونوں خط بھی آنے چاہئیں۔

[1] النور صفر ۴ ۱۳۵ھ، تربیت السالک ص: ۱۴۷ [2] غض البصر ص ۲۴۳۔

دوسرا خط:

پھر یہ خط آیا آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ کوئی ایسی تدبیر بھی ہوسکتی ہے کہ جیسے اب بول چال منقطع ہے ایسے ہی ہمیشہ رہے بلکہ سامنا بھی نہ ہووے تو یہ ہونا محال ہے کیونکہ میرے مکان کے برابر ہی وہ بھی رہتے ہیں اور مسجد میں نماز کے وقت بھی سامنا ہوتا ہے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ میں شہر کے باہر چلا جاؤں اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ چلے جاویں غرض دن میں تین چار دفعہ آمنا سامنا ہوتا ہے۔

جــواب: خیر اگر ظاہری دوری نہیں ہوسکتی تو یہ تو ممکن ہے کہ آپ اس کی طرف کبھی نگاہ اٹھا کر قصداً نہ دیکھیں اگر کبھی سامنا ہوجاوے فوراً وہاں سے علیحدہ ہوجاویں اور قصداً اس کا تصور دل میں کبھی نہ لاویں اور اس کا کبھی زبان سے تذکرہ نہ کریں، اور اگر بلا قصد کبھی خیال آجاوے تو فوراً اس کی اس صورت کا تصور اپنے دل میں جمالیں جو کہ مرنے کے بعد مُردے کی ہوجاتی ہے کہ تمام رنگ وروغن رخصت ہوجاتا ہے دو چار دن کے بعد بدن پھول جاتا ہے پھر پھٹ جاتا ہے اس میں تعفن (بدبو) ہوجاتا ہے اس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اور اسی وقت یہ سوچا کریں کہ جس کی آخری صورت یہ ہونے والی ہے اس پر کیا دل ڈالا جائے بلکہ دل دینے کے قابل وہ ذات ہے جس کا حسن و جمال لم یزل ولا یزال (ہمیشہ رہنے والا) ہے نیز اس کے ساتھ اپنی موت کا بھی تصور کیا جائے کہ ایک روز مرنا ہے جس میں ساری لذتیں اور ساری مستیاں ختم ہوجائیں گی پھر خدا کے روبرو کھڑا ہونا ہے اور ظاہری و باطنی اعمال واحوال کا حساب دینا ہے اگر حب غیر (غیر اللہ کی محبت) دل میں لے کر حاضر ہوا کیا منھ دکھاؤں گا اگر مجھ سے سوال کیا گیا کہ ہمارا بندہ ہوکر تو نے غیر سے ایسا دل لگایا جیسا ہم سے لگانا چاہئے تھا تو اس کا کیا جواب دوں گا، بس ان مراقبات کے تکرار استحضار سے انشاء اللہ تعالیٰ مرض بالکل دفع ہوجائے گا مگر نباہنا اور قصد کرنا شرط ہے۔[1]

---

[1] تربیت السالک ص:۲۸۳۔

ایسا ترک تعلق اور ترک سلام وکلام مطلوب ہے

سوال: جرأت کر کے یہ بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ یہ مجھ سے سخت غلطی ہوگئی کہ سہارنپور میں اس کے (وہی طالب علم مراد ہیں جس سے مجھے تعلق تھا اور حضور نے خط وکتابت کی اس سے ممانعت فرمائی تھی) دو تین خط آئے مگر اس کے مضمون سے ہمیشہ رنج ہوتا تھا اس لیے غصہ میں میں نے ایک دن قسم کھالی تھی کہ میں اب نہ تمہارے پاس کوئی خط لکھوں گا اور نہ ملنے پر کلام کروں گا اور مضمون قسمیہ ایک شخص کی وساطت سے اس کو لکھ دیا تھا اب خلجان یہ ہے کہ ترک تکلم بمسلم پر وعید ہے کہ نماز روزہ اس کا مقبول نہیں حتی یصطلحا اس کے متعلق جو ارشاد ہو آیا کفارہ دیکر قسم توڑ دوں یا کیا؟

جواب: یہ وہ مہاجرت (یعنی ترک سلام وکلام) ہے جس کا سبب محض دنیوی ہو اور آپ کی اس مہاجرت کا سبب مصلحت دینیہ ہے یہ اس میں داخل نہیں جب اس مفسدہ کا احتمال بالکل جاتا رہے گا یعنی اس کے خوب داڑھی نکل آئے گی قسم توڑ کر کفارہ دیدیں[1]

محض اس وجہ سے امردوں کو پڑھانا ترک نہ کیجئے

پہلا خط:

حال: اب بھی یہ خیال تھا کہ خانقاہ میں رہنے کا انتظام ہوجائے تو لکھوں مگر ایک جدید پریشانی پیش آجانے کی وجہ سے طبیعت میں آمادگی پیدا ہوگئی پہلے تو اپنی اسی حالت پر پریشان رہتا تھا اب نئی پریشانی یہ پیش آگئی کہ ایک طالب علم سے محبت ہوگئی،

[1] حسن العلاج لسوء المزاج، النور ماہ محرم ۱۳۶۱ھ۔

مجھ سے کوئی ڈیڑھ سال سے وہ پڑھتا ہے پہلے طبیعت پر ذرا بھی اثر نہ تھا مگر غالباً دو تین مہینے سے مجھ کو پتہ چلا کہ محبت بھی ہوگئی ہے جب تک کہ شک رہا اس وقت تک تو میں نے کوئی علاج نہیں کیا لیکن جب یقین ہوگیا تو میں نے اس کو دوسری درسگاہ میں بٹھا دیا کہ سبق پڑھ کر وہاں چلا جایا کرے کچھ تو اس سے سکون ہوا مگر شفا نہ ہوئی بلکہ چند روز کے بعد جب محبت کا غلبہ ہوتا اتفاق سے وہ بیمار ہوجاتا اور مجھ کو چند روز تک اس کو نہ دیکھنے سے سکون ہوجاتا مگر کچھ روزوں سے کسی طرح سکون نہیں ہوتا اس کو دیکھنے کا قلب میں زیادہ تقاضا تو بحمداللہ نہیں اور میں قصداً اکثر اوقات میں نگاہ بچائے بھی رہتا ہوں مگر بے چینی بہت ہے ہر وقت اسی کا خیال رہتا ہے کتنی ہی کوشش کرتا ہوں مگر اس کا خیال نہیں ٹلتا، اگر بجز اس کے کہ اس کے اسباق اپنے پاس سے الگ کروں اور کوئی تدبیر شفاء کی نہ ہو تو میں مہتمم صاحب سے درخواست کروں وہ صرف ...... (نام اسباق) میں شریک ہے ایک گھنٹہ کے اسباق ہیں میں اس کی درخواست کروں کہ مدرسہ سے میرا ایک گھنٹہ کم کردیا جائے اور اس میں اور کسی سے ان اسباق کو پڑھوالیا جائے ان اسباق کے پڑھانے میں میری یہ حالت ہوتی ہے کہ قلبی تقاضا یہ ہوتا ہے کہ زیادہ نفع جماعت میں اس کو پہنچے اور اس پر کسی حالت میں سختی کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا ہے لیکن ضرورت پڑتی ہے تو مجبور ہو کر سختی کرتا ہوں اور دل اندر سے بہت دکھتا ہے اور یہ کیفیت ہوتی ہے کہ بعد میں اسے تسلی دینے اور خوش کرنے پر مجبور ہوتا ہوں اب میرے لیے جو مناسب ہو اس پر عمل کروں اس کے ساتھ ہی ان امور کو بھی پیش کئے دیتا ہوں جو میرے خیال میں محبت کا سبب ہوئے۔

۱- میں نے اس کو قابل سمجھ کر اس کے پڑھانے میں زیادہ کوشش اور کاوش کی۔

۲- اپنے گھر میں کے ساتھ کچھ رنجشوں کی وجہ سے محبت کم ہوجانا، میں پہلے اس کی محبت کو برا سمجھتا تھا اب معلوم ہوا کہ وہ میرے لیے وقایہ تھی فتن سے۔

۳- ذکر کی پابندی نہ ہونا۔ میری نظر میں اس وقت اور کوئی سبب نہیں ہے حضرت مجھ کو اس مہلکہ سے نکا لیے فقط۔

تحقیق: میں نے جو قاعدہ انتظام قیام خانقاہ برائے پابندی ذکر کے جواب میں لکھا ہے اس سے اس پریشانی کا بھی فیصلہ معلوم ہو گیا ہوگا ذرا غور کیا جائے گا تو سمجھ میں آ جائے گا مگر بقدر ضرورت تصریح بھی کئے دیتا ہوں، وہ یہ کہ پیشہ تو ٹھیرا تعلیم کا اور اس میں سابقہ ٹھہرا ہمیشہ اطفال سے اور اطفال غیر متناہی بمعنی لاتقف عندحد (جس کی کوئی حد نہیں) سو اگر ایک کی یہ تدبیر کر لی تو قطع نظر دوسرے مفاسد کے جو اس تدبیر میں ہیں مثلاً اپنا اظہار حال غیر مربی پر جس کی حدیث میں ممانعت آئی ہے کہ معاصی کے اظہار سے منع کیا گیا ہے اور مقدمات معاصی (گناہوں کے ذرائع) بھی ایسے احکام میں ملحق بالمعاصی (گناہوں کے حکم میں) ہیں کیونکہ دوسرے شخص کو مقدمات کے اعتراف سے فوراً ہی سوءظن پیدا ہو جائے گا، اور یہ بھی ایک حکمت ہے نہی عن اظہار المعصیت (گناہوں کو ظاہر کرنا) میں البتہ مربی و مصلح اس سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ کشف عورت (ستر کھولنا) غیر طبیب کے سامنے حرام ہے اور طبیب کے سامنے جائز و **قَلَّ من تَنَبَّه لهذا التفصيل في معنى الحديث**، اور مثلاً ایقاع دوسرے کا اسی فتنہ میں کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ایک شخص کسی کی محبت سے خالی الذہن ہے پھر کسی نے جب اپنی محبت کی اس کو اطلاع دی تو اس کو بھی اب التفات (توجہ) ہو گیا اس کے محاسن کی طرف اور اس التفات سے وہ بھی اس فتنہ میں مبتلا ہو گیا تو یہ اظہار ہی سبب بنا دوسرے کے واقع فی الفتنہ کرنے کا۔ **والتسبب للمعصيته بدون الضرورة معصية** (معصیت کا سبب بننا بھی معصیت ہے) اور مثلاً محبوب کو رسوا کرنا کہ خود اس کی بھی ممانعت آئی ہے لحدیث:

من عشق فعف و کتم فمات فھو شھید گو حدیث متکلم فیہ بھی ہے لیکن دوسرے قواعد شرعیہ بھی اس ممانعت کے لیے کافی ہیں کہ کسی کو رسوا کرنا ظاہر ہے کہ جائز نہیں، بہرحال اس میں اس قسم کے مفاسد ہیں مگر ان مفاسد سے قطع نظر بھی کرلی جائے تو ایک کے لیے تو یہ تدبیر کرلی، اور اگر بلا اختیار بقیہ میں سے کسی دوسرے کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہوگیا کیونکہ قلب پر تو اختیار نہیں تو اس کے لیے بھی کیا یہی تدبیر کرو گے اور اگر تیسرے کے ساتھ یہی قصہ ہوا تو کیا ہوگا تو کیا سارے متعلمین کو حذف کردو گے پھر تعلیم کس کو دو گے ہاں ایسے شخص کو خود پیشہ معلّمی ہی کا ترک کرنا اگر ممکن ہو (بشرطیکہ اس میں کوئی اور مصلحت ضرور یہ فوت نہ ہو جس کا فیصلہ اپنے مصلح کے مشورہ سے ہوسکتا ہے تو جیسا میں نے اوپر لکھا ہے یہ سب سے اسلم ہے لیکن اسی سے ملابست (تعلق) رکھتے ہوئے تو یہ تدبیر عام نہیں ہوسکتی اس لیے اسی قاعدہ مذکورہ سے کام لینا چاہئے کہ پڑھاؤ اور معصیت سے بچو مثلاً اپنی طرف سے بقصد التذ اذ کلام کرنا، ہاں عام خطاب سبق میں ہو مضر نہیں، اسی طرح اس کے سوال کا جواب بقدر ضرورت وہ بھی مضر نہیں اور مثلاً اس کی طرف نظر کرنا، باقی میلان و رجحان بلا اختیار اس کی طرف ہو وہ معصیت نہیں بلکہ اس کے اقتضاء پر عمل کرنے سے نفس کو روکنا مجاہدہ ہے اور اصلاح نفس میں معین اور نفس کی تمرین (مشق)۔

شہوت دنیا مثال گلخن ست کہ از وحمام تقوی روشن ست

سو یہ امر غیر اختیاری مضر نہیں لیکن بعض اوقات مبتلا کی کم ہمتی سے یہ بھی مفضی الی المعصیت ہوجاتا ہے اور بعض اوقات گو مفضی الی المعصیت نہیں ہوتا مگر مفضی الی المرض الجسمانی (جسمانی مرض کا ذریعہ) ہوجاتا ہے اس لیے اس کا بھی تدارک کرنا اصلح ہے وہ تدارک یہ ہے کہ جب اس کی طرف کیفیت رجحان کا غلبہ ہو فوراً یہ امر متحضر

کرلیا جائے، کہ جب یہ شخص مرے گا، آب وتاب تو فوراً سلب ہوجائے گی تو اس وقت کی آب وتاب محض عارضی و عاریتی و ناپائدار ہے اس قابل نہیں کہ اس کی طرف التفات کیا جائے پھر جب قبر میں رکھیں گے دو ہی چار روز میں تمام لاش پھٹ کر اس میں کیڑے اور پیپ پڑ جائے گی اور جب ایک حالت ہونے والی ہے تو اس کا اعتبار اور اس سے اثر لینا بھی ضروری ہے جیسا عاقل آدمی جب کسی جرم کا ارادہ کرتا ہے تو یہ سوچ کر کہ انجام اس کا جیل خانہ ہے اور گو وہ اس وقت نہیں مگر ابھی سے اس کو کالواقع والحاضر سمجھ لیتا ہے اور اس سے باز آتا ہے اس بناء پر اس حالت کائنہ آئلہ (پیش آنے والی حالت) کو بھی پیش نظر کرلے گویا اس کی لاش ابھی سڑ گئی گل گئی اس میں ابھی کیڑے پڑ گئے ہیں اس نقشہ کو اس کے لیے ابھی سے تصور کرلیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ چند ہی روز میں کشش و بیتابی دور ہوجائے گی، دوسری طرف ذکر میں تصور کرے کہ سب غیر اللہ دل سے نکل گیا ایسے مبتلا کے لیے ذکر کا جو طریقہ نافع ہے وہ تکشف جلد ا ص: ۱۷ میں لکھا ہے اس پر عمل کیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ اس امر غیر اختیاری سے بھی نجات ہوجائے گی اور بی بی سے تعلق بڑھانا اس کا معین ہوگا فعلیک بہ واللہ الموفق۔

اور یہ امر بھی قابل تنبیہ ہے کہ اگر بالفرض اس امر غیر اختیاری سے بھی نجات میں توقف ہو تو گھبرائیں نہیں کیونکہ یہ مقصود نہیں تبرعاً لکھ دیا اصل مقصود وہی معاصی سے بہ تفصیل بالا بچنا ہے، جو کہ اختیار میں ہے گو توقف ترتب ثمرہ مذکورہ سے جسم کو یا نفس کو تکلیف ہو تو اس تکلیف کو برداشت کرنا چاہئے ع

کیں بلائے دوست تطہیر شماست

میں اپنے نزدیک بتوفیق الٰہی اس الجھی ہوئی حالت کو پورے طور سے سمجھا چکا اب قدر کرنا اور عمل کرنا طالب کا کام ہے۔

دوسرا خط:

پھر ان صاحب نے دوسرا مضمون پیش کیا جو ذیل میں مع جواب منقول ہے:

حال: عرض آنکہ حضرت نے ایسی حالت میں دستگیری فرمائی کہ میں بالکل حیران وپریشان تھا عقل کچھ کام نہ کرتی تھی ہر حالت ایسی الجھی ہوئی تھی کہ اس کا سلجھانا بہت دشوار معلوم ہوتا تھا بلکہ بعض حالت تو لا علاج معلوم ہوتی تھی حضرت کو اطلاع دینے سے قبل میں نے خانقاہ سے باہر پابندی ذکر نہ کرنے کے متعلق جہاں تک غور کیا بس یہی سمجھ میں آیا کہ اس کا علاج خانقاہ ہی میں رہنے سے ہوگا اور کسی طرح یہ بے ضابطگی رفع نہ ہوگی، اور اس حالت میں اطلاع کرنے کے متعلق بھی یہی خیال ہوتا تھا کہ جب اس وقت پابندی نہیں ہوسکتی تو حضرت کو اطلاع دینا حضرت کو تکلیف دینا ہے ابتلاء بالغرام (عشق میں ابتلاء) کے متعلق تو حضرت کی تجویز کردہ علاج جو کہ مطبوع ہوچکے ہیں ان میں سے اکثر کے دیکھنے کے بعد یہ رائے متیقن ہوگئی تھی کہ اس کا علاج سوائے علیحدگی کے اور کچھ نہیں ہوسکتا حضرت کو اطلاع دوں گا تو حضرت بھی یہی تجویز فرمائیں گے، چنانچہ میں نے اس پر اس قدر عمل بھی کیا تھا کہ مہتمم صاحب سے یہ کہہ کر کہ مجھ کو ان اسباق میں دقت ہوتی ہے ان اسباق کا دوسرے مدرس کے اسباق سے مبادلہ کرالیا تھا مگر جب وہ لوٹ کر پھر میرے پاس آگئے تو اس وقت علیحدگی کی بس یہی صورت ہوسکتی تھی کہ مدرسہ سے اپنا وقت کم کروں اور اس پر بغیر حضرت کی رائے کے جرأت نہ ہوسکی، تب حضرت کو اس کی اطلاع کی بس معلوم ہوگیا کہ گو کسی حالت کا کوئی علاج بالبداہۃ معلوم ہوتا ہو، پھر بھی بغیر شیخ کی رائے کے اس پر عمل نہ کرے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اپنی حالت اور اس کے علاج کو دوسرے کی حالت اور اس کے علاج پر قیاس نہ کرے۔

مدد از خاطر رنداں طلب اے دل ورنہ
کار صعب ست مبادا کہ خطائے بکنیم

تحقیق: واقعی یہی بات ہے۔

حال: اب احقر نے ذکر شروع کر دیا ہے بعد مغرب تا اذان عشاء ذکر اسم ذات کرتا ہوں فی الحال اخیر شب میں اکثر آنکھ کھل جاتی ہے جس وقت آنکھ کھل جاتی ہے اسی وقت بیٹھ جاتا ہوں وضو کرنے اور نماز پڑھنے کی تو ہمت ہوتی نہیں ویسے ہی ذکر نفی واثبات بطریق مندرجہ تکشف جلد اول ص:۷۱ شروع کر دیتا ہوں۔

تحقیق: بارک اللہ نماز تہجد بعد عشاء پڑھ لیا کریں۔

حال: اب پہلی سی بے چینی تو نہیں ہے لیکن اس کا خیال کسی طرح رفع نہیں ہوتا۔

تحقیق: ضرر ہی کیا ہے روحانی ضرر تو قصد واختیار سے ہوتا ہے تو اس سے بچنا چاہئے باقی غیر اختیاری امور سے جسمانی ضرر بعض اوقات ہو جاتا ہے تو اگر وہ مندفع نہ ہو نہ سہی باقی خفیف وضعیف اور کبھی زائل وہ بھی ہو جاتا ہے مگر اس کا انتظار نہ چاہئے۔

حال: حق تعالیٰ سے امید ہے کہ شاید یہ ابتلاء بھی سبب ہو جائے میری اصلاح کا۔

تحقیق: ہاں ایسا بھی ہوتا ہے۔

حال: اتنا فائدہ تو اس وقت بھی محسوس ہوتا ہے کہ اب میں اپنی اصلاح سے غفلت نہیں کر سکتا حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ کے مرید کے مثل میرے اوپر یہ قلبی کھجلی مسلط کی گئی ہے۔

تحقیق: اس کی طرف التفات ہی نہ کیا جائے نہ افناءً نہ ابقاءً (نہ ختم کرنے کے اعتبار سے نہ باقی رکھنے کے اعتبار سے)[1]

---

[1] النورص:۱۸۔

حـــال: ایک شب عشاء کو ایک آدمی میرے پاس آ کر بیٹھا مجھے شبہ ہوا کہ شاید وہ لڑکا ہو جس کے پاس بھی میں بیٹھنا نہیں چاہتا ہوں اور صف اول چھوڑنے کو بھی جی نہیں چاہتا اس لیے خوب گھور گھور کر دیکھا کہ وہی ہے یا اور کوئی۔

تحقیق: یہ غلطی کی التفات نہ چاہئے تھا۔

سوال: لیکن چونکہ میری نگاہ ذرا کمزور ہے اس لیے تحقیق نہ ہوسکی تاہم شبہ پر پیچھے ہٹ گیا نماز کے بعد معلوم ہوا کہ وہی تھا تو ایسی تحقیق کیسی ہے۔

جواب: مضر ہے۔

سـوال: نماز میں یا سبق میں اگر کوئی امرد پاس آ کر بیٹھ جاتا ہے تو اگر دل میں سوچ کر کوئی عذر نکال سکتا ہوں تو وہاں سے ہٹ جاتا ہوں ورنہ شرم و اتہام (بدنامی) کے خوف سے بہت تکلیف سے وہیں بیٹھا رہتا ہوں کیا کرنا چاہئے۔

جواب: اٹھ جانا چاہئے اور بہانہ کیا مشکل ہے ناک صاف کرنے کا بہانہ کافی ہے[۱]

حـال: ابتدائے بلوغ سے امارد کی جانب میلان ہوتا رہتا ہے الحمدللہ کسی فعل بد کا وسوسہ تک بھی نہیں ہوتا اتنی بات ہے کہ کسی کی صورت نفس کو ذرا اچھی معلوم ہوئی تو اچانک نظر کے بعد مکرر نظر کا تقاضا ہوتا ہے حضرت کے مواعظ وتربیت السالک کے مطالعہ سے جو علاج ذہن میں آیا وہ یہ کہ ہمت کر کے نظر کو روکا جائے اور قلب میں بھی بالاختیار خیال نہ لایا جائے اس کو عمل میں لاتا ہوں الحمدللہ کامیابی ہوتی رہتی ہے جس سے اس قسم کا تعلق ہو جاتا ہے نہ اس سے بے ضرورت کلام کرتا ہوں اور نہ بالقصد دیکھتا ہوں اور ضرورت کے وقت بھی حتی الوسع نیچی نظر کر لیتا ہوں تقاضاءِ نفس کمزور پڑ جاتا ہے حتی کہ قریب قریب بالکل معدوم ہو جاتا ہے، لیکن پھر کسی اور صورت پر نظر پڑی اس سے یہ تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

---

[۱] النورص:۱۲۹۔

علاج کرتا ہوں اللہ تعالیٰ شفا فرماتے ہیں مگر اصلی مرض نہیں جاتا اس سے پریشانی ہوتی ہے کہیں خدانخواستہ آئندہ زیادہ رنگ نہ لاوے اور آخرت میں روسیاہی (ذلت وبدنامی) کی نوبت نہ آوے العیاذ باللہ۔ بیشتر بھی گاہ گاہ حضرت کو مطلع کرنے کا خیال ہوتا تھا لیکن موافق بعض ارقامات (ارشادات تحریرات) حضرت والا کہ اس مرض کا بس وہی علاج ہے اور کچھ نہیں تحریر کرنے سے رک جاتا تھا کیونکہ اس علاج سے تو کام لے رہا ہوں لیکن اب یہ خیال ہوا کہ حضرت کو ضرور مطلع کرنا چاہئے کیا عجب ہے کہ کوئی اور طریقہ علاج نافع تجویز فرماویں اور کم از کم دعا کی برکت تو ضرور حاصل ہوگی، اس مرض کے متعلق جو ذہن میں تھا عرض کردیا اب حضرت سے درخواست ہے کہ طریقہ علاج تجویز فرما کر مشکور فرماویں اور دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔

تحقیق: مادہ کا استیصال (جڑ سے ختم ہونا) جب تک نہ ہو تجدید معالجہ کی ضرورت رہے گی اور استیصال کی کوئی تدبیر نہیں موسمی بخار کا نسخہ پینے کے بعد کیا پھر آئندہ فصل میں بخار نہ ہوگا وہ کونسی تدبیر ہے کہ صفرا ہی نہ پیدا ہو اور اگر ایسا کیا جائے گا تو بہت سے منافع جو خلط صفرا سے متعلق ہیں وہ فوت ہوجائیں گے اسی طرح مادہ شہوانی میں بہت منافع ہیں[1]

[1] النور ص:۵۴۲، تربیت السالک ص:۳۲۱۔

امردوں سے عشق ومحبت اور ان کی طرف میلان کا علاج

سوال: بندہ کچھ اپنا حال تباہ عرض کرتا ہے اگر چہ یہ حال ظاہر کرتے بہت شرم آتی ہے کہ میری یہ نگوں حالت ہو اور حضور کے خدام میں شمار ہوں شکل مسلمانوں جیسی اور کام فساق و فجار بلکہ کافروں جیسے، لیکن حضور ہمارے طبیب روحانی اور رہنمائے دوجہاں ہیں اگر حضور سے اس کا اظہار نہ کیا جائے تو صحت کی کیا امید ہو سکتی ہے، مجھے اس حال کے اظہار کرنے سے بہت سے خیالات نے اب تک روکے رکھا مگر اب میں نے سب خیالات کو دفع کر کے ارادہ کر لیا ہے کہ اب حضور سے کوئی بات نہ چھپاؤں گا اور جو کچھ بھی حضور اس کا علاج تجویز فرماویں گے اس پر عمل کرنے میں انشاء اللہ تعالیٰ حتی الوسع دریغ نہ کروں گا پس اگر اب آنحضرت کی توجہ ظاہری و باطنی ہوگئی تو خدا کی ذات سے امید ہے ورنہ میرا کہیں ٹھکانا نہیں کیونکہ جیسے میرے افعال ہیں شاید کسی مسلمان کے ہوں، اے حضرت جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے کوئی عمل اب تک میں نے اچھا نہیں کیا، نماز اول تو پڑھی ہی نہیں اگر پڑھی تو کبھی بے وضو پڑھ لی اور کبھی لوگوں کے دکھانے کو چپ کھڑا ہو گیا مجھے کوئی دو مہینے پورے اب تک یاد نہیں کہ میں نے اچھی طرح اور پابندی سے نماز پڑھی ہو، آٹھ روز پڑھی چھوڑ دی، مہینہ پڑھی ترک کر دی اسی طرح روزے اکثر تو رکھے نہیں اور بہت سے رکھے اور قصداً توڑ دیئے، کوئی مہینہ رمضان کا ایسا یاد نہیں کہ دو چار روزے قصداً نہ توڑے ہوں اندرونی حالت تو یہ اور لباس علماء وصلحاء کا، عقائد اچھے، غرض ظاہر تو ایسا اور باطن یہ کچھ، دروغ وغیبت حسد حب جاہ، حب مال اور اس پر عجب تکبر غرض جو کچھ بھی امراض قلبی ہیں سب میرے اندر ہیں اور سب سے اشد مرض یہ ہے کہ امردوں کی محبت میرے دل میں موجود ہے اور یہی جڑ ساری خرابیوں کی معلوم ہوتی ہے اب ایک مہینہ سے اس کی

احتیاط کرتا ہوں مگر جب کبھی اتفاقیہ کسی پر نظر پڑ جاتی ہے بہت دیر تک دل میں سوزش (جلن) رہتی ہے اور دل میں جو کچھ اطمینان سا پیدا ہوتا ہے سب جاتا رہتا ہے جس سے بہت صدمہ ہوتا ہے اور سب سے زیادہ خرابی یہ ہے کہ جب کچھ خدا کی طرف سے ہدایت ہوتی ہے تو مثلاً ہفتہ بھر بہت اچھی حالت رہتی ہے نماز کی بھی پابندی رہتی ہے دنیا سے بالکل بے رغبتی سی معلوم ہوتی ہے امردوں کی محبت بھی مضمحل (کمزور معمولی) ہوتی ہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد پھر وہی حالت عود کر آتی ہے اے حضرت اب بھی بہت اندیشہ لگا ہوا ہے کہ خدانہ کردہ کبھی پھر وہی حالت نہ ہو جائے اس لئے حضور سے عرض کرتا ہوں کہ کوئی ایسا علاج بتلا دیجئے کہ میری حالت سنور جائے اور یہ امراض قلبی دور ہو جائیں اور عمل خیر پر مداومت (پابندی) نصیب ہو جائے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ گذشتہ نماز روزوں کا جن کا حال اوپر لکھ چکا ہوں کیا کروں حقوق العباد کے اندر بہت کوتاہی ہوئی ہے اب جن کے حقوق یاد ہیں یا کسی طرف خیال ہے کہ شاید ان کا حق رہ گیا ہوگا تو ان سے معافی کرالوں گا اور ادا کرنے کے لائق ادا کردوں گا جن کے حقوق یاد نہیں یا وہ موجود نہیں تو ان کا کیا کروں اگر چہ مجھ کو اس کی کیفیت حاصل نہیں لیکن اب تو یہی دل چاہتا ہے کہ خدا کی محبت دل میں جم جائے اور دنیا سے سخت نفرت ہو جائے اور جب تک دنیا میں رہنا ہو تو یہاں کی محبت وعداوت بھی اسی کے لیے ہو۔

الجواب: امراض چھپائے بڑی غلطی کی کوئی مرض لاعلاج نہیں مایوسی کی کوئی بات نہیں ایسی نمازوں کا اندازہ کر کے ان کی قضا پڑھو ایسے روزوں کی بھی قضا کرو، اور بعض کے نزدیک کفارہ میں تداخل ہو جاتا ہے ساٹھ روزے متواتر کفارہ کے رکھو، اور خوب توبہ کرو، امردوں سے ارتباط واختلاط (میل وجول) اور نظر اور مس (دیکھنا چھونا، بات چیت کرنا) اور مکالمت سب ترک کرو، اس میں جو کلفت ہو تحمل کرو اگر نظر فجاءۃ (اچانک نظر) سے پریشانی ہو جائے صبر کرو، اخلاق رذیلہ کا علاج

مراقبہ موت سے کرو، تبلیغ دین مطالعہ میں رکھو، حقوق العباد کے اداء بقدر یا دوابراء (معاف کرانا) میں سعی کرو، اگر قدرت نہ ہو عزم رکھو اور جتنی قدرت ہوتی جائے تدارک کرتے رہو (یعنی ادا کرتے رہو) اور ان اہل حقوق کے لیے دعا واستغفار کرتے رہو اور آئندہ تعلقات غیرضروری کم کرو اور میرے مواعظ ہمیشہ دیکھو اور اوقات فرصت میں ملتے رہو اور دعا بھی کرتے رہو میں بھی دعا کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ یہ نسخہ کافیہ شافیہ ہے۔[1]

ایسے حالات میں بھی پڑھانا بند نہ کیجئے نگاہ نیچی کر کے پڑھایئے

سوال: اب میں اس تشویش میں ہوں کہ پھر درس تدریس کا سلسلہ جاری کروں یا کوئی دوسرا کام کروں گو طلبہ پراگندہ ہو گئے یا دوسری جگہ چلے گئے مگر جب پڑھانے کا قصد ہوگا کچھ طلبہ آ ہی جائیں گے وہ نہیں دوسرے سہی مگر ایک خیال میرے دل کو پریشان کر رہا ہے جس کے اظہار میں مجھے ندامت ہے مگر بحسب فرمان شِفَاءُ العَيِّ السوال (نہ جاننے کا علاج دریافت کرنا ہے) کچھ شمہ اس کا ظاہر کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے جب میں تعلیم میں مشغول ہوتا ہوں تو میرے نفس کو بہت قوت ہوتی ہے اور خیالات پراگندہ بہت آنے لگتے ہیں اور کبھی ذکر تلاوت قرآن مجید میں جی نہیں لگتا اور بعض وقت لگتا بھی ہے۔

ان حالات میں مجھے درس تدریس کرنا کیسا ہے اور کچھ اختیاری بھی نہیں معلوم ہوتا کہ میں اس صفت کو اپنے سے زائل کر لیا کروں اس صورت میں اگر دوری اختیار کروں تو طاقت مسلوب ہے اور اگر نزدیکی چاہوں تو کم سے کم اس گناہ سے

[1] تربیت السالک ص:۲۶۶۔

نجات ہونا ضرور دشوار ہے کہ **النظر سھم من سھام ابلیس** (نظر شیطان کا ہتھیار ہے) اور جس شخص کی یہ حالت ہو کہ کسی جمیل پر بلا اختیار نظر پڑ جانے سے تشویش پیدا ہوتی ہے تو با اختیار ڈالنا کتنا برا اثر پیدا کرے گا اور درس تدریس میں کیونکر ان سب باتوں سے نجات ہو سکتی ہے اب اس باب میں معروض ہے کہ میرے حق میں جو مصلحت ہو تجویز فرما کر ارشاد فرمادیں، میرا دل اب ڈرتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے ایمان میں خلل پڑ جائے اور اگر درس تدریس خلاف مصلحت ہو تو اب کون کام کروں دو چار لڑکے نابالغ ہیں جن کا نفقہ اپنے ذمہ واجب ہے اگر اپنے آپ کو سب سے فارغ کر کے محض ذکر و شغل میں لگادوں بشرطیکہ توفیق راہبر ہو تو یہ خیال ستاتا ہے کہ اہل وعیال کا نفقہ و جوب مانع طریق ہو جائے گا اور جب یہ معلوم ہو کہ جس سڑک پر میں جانے کا قصد رکھتا ہوں وہاں راستہ پر ایک دیوار کھڑی ہے جس کے سبب سے وہیں جا کر یا تو واپس ہونا پڑے گا یا وہیں بیٹھ جانا پڑیگا اس صورت میں ایسا راستہ اختیار کرنا خلاف عقل ہے احقر کی اولاً عقل تھوڑی ہے دوسرے علالت ضعف قلب و دماغ موجب قلت عقل ہے کہ رائی العلیل علیل اس وجہ سے خدمت عالی میں گذارش کرتا ہوں کہ حضور جو کچھ فرمادیں اس کے مطابق عمل کروں، والد صاحب کی یہ رائے معلوم ہوتی ہے کہ اسی طرح متوکلاً علی اللہ پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھو اللہ تعالیٰ رزاق ہے کہیں سے سامان کر ہی دے گا لیکن ہر شخص سے اپنا حال کیوں کر ظاہر کر سکتا ہے کبھی کبھی جی چاہتا ہے کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر چند دن بسر کروں مگر یہی نفقہ وغیرہ کا خیال پیدا ہوتا ہے جو کچھ ارشاد عالی ہو اس پر عمل کرے والسلام میرے لیے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پریشانیوں سے نجات دے اور اپنے ملنے کا راستہ آسان کر دے اور موانع کو اٹھا دے اور خاتمہ بخیر کرے والسلام۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! خوب غور سے خط پڑھا بحالت موجودہ

آپ کے لیے پڑھانا ہی مناسب ہے رہا قصد زید وعمر کا سو اگر ہمت سے کام نہ کیا جاوے تو بے شک عظیم ہے ورنہ محض خفیف (معمولی) ہے ہمت بھی اتنی درکار ہے غض بصر (نگاہ نیچی رکھنا) چاہیے نیچی نگاہ کر کے پڑھائیے اگر سر اوپر اٹھے آنکھ بند کر کے گفتگو کیجئے اور یہی ہمت ہے جس کو صبر کہا گیا ہے اگر میلان وداعیہ ان امور کا نہ ہوتا تو صبر کا اجر کیسے ہوتا اس اعتبار سے یہ مرض نہیں موجب نفع ہے مگر شرط وہی ہے ہمت، وفیہ قیل ؂

شہوت دنیا مثال گلخن ست کہ از وحمام تقویٰ روشن ست

پھر دو ہفتہ کے بعد اطلاع دیجئے۔[1]

بعض صوفیوں اور واعظوں کی زبردست غلطی

بہت سے صوفی ایسے بھی دیکھے گئے جو امرد پرستی کو سبب قرب کا جانتے ہیں چنانچہ ہم نے خود ان لوگوں کو دیکھا ہے کہ ایک ایک لڑکا ان کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کے جواز کے لئے ایک حدیث گھڑی ہے وہ یہ ہے **رایت ربی فی صورہ شاب امرد** (میں نے اپنے رب کو جواں مرد کی صورت میں دیکھا۔ اول تو یہ حدیث ہی نہیں، کسی کی گھڑت ہے اور اگر بالفرض ہو بھی تو توجیہ اس کی یہ ہوگی کہ مراد اس میں ایک تجلی مثالی ہے جو کہ مخصوص امرد ہی کے ساتھ نہیں ہے بلکہ بزرگوں کو یہ تجلی مختلف صورتوں میں ہوتی ہے، اور حاصل اس کا صرف مظہریت ہے یعنی ان کو ان صورتوں میں حق تعالیٰ کے علم وقدرت وغیرہ صفات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

اور اگر وہ اس حدیث سے قطع نظر کر کے کہیں کہ ہم امارد کو بحیثیت مظہریت ہی کے دیکھتے ہیں کہ اس میں بعض صفات کا مشاہدہ ہوتا ہے، سو ایسا مشاہدہ تو جس طرح امرد میں ہے اسی طرح بوڑھے میں بھی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ امرد بے ریش تو سبب

---

[1] النور ص: ۱۶۵، تربیت السالک ص: ۳۴۱۔

قرب کا ہو اور سو برس کا بوڑھا یا ایک ماہ کا بچہ نہ ہو۔

شیخ سعدی جو سب کے نزدیک مسلم (بزرگ) ہیں صوفی بھی ہیں اور حکیم بھی وہ فرماتے ہیں:

محقق ہماں بیند اندر ابل   کہ درخوب رویان چین وچگل

یعنی جو شخص حقیقت بیں ہے وہ اونٹ میں بھی وہی دیکھتا ہے جو چین وچگل میں خوبصورتوں میں دیکھتا ہے، بلکہ اونٹ کے دیکھنے میں تو نفع محض ہے اور امرد کے دیکھنے میں فتنہ کا احتمال بھی غالب ہے، اسی واسطے اونٹ کے دیکھنے کا امر بھی فرمایا ہے۔ارشاد ہے اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ (کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح عجیب طور پر پیدا کیا گیا ہے) یہ نہیں فرمایا اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاَمَارِدِ کَیْفَ خُلِقُوْا (کیا وہ امردوں (خوبصورت لڑکوں) کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کئے گئے ہیں) یہ جہلاء صوفیہ کفار قریش سے بھی بڑھ گئے، اس لئے کہ انہوں نے تو قرآن شریف کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی تھی ایتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ ھٰذَا اَوْبَدِّلْہُ یعنی اس قرآن کے سوا کوئی دوسرا قرآن جس میں ہمارے معبودوں کی برائی نہ ہو لائیے، یا اسی میں ترمیم کر دیجئے جس کا جواب ارشاد ہوا (قُلْ مَایَکُوْنُ لِیْ اَنْ اُبَدِّلَہٗ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِیْ) یعنی میرے اختیار میں نہیں ہے کہ میں اس کو اپنی طرف سے بدل دوں، جواب میں صرف تبدیل کی اس لئے نفی فرمائی کہ اس سے ہی تجدید کی نفی بھی ہوگئی اس لئے کہ جب کہ ترمیم بھی اختیار میں نہیں ہے تو نیا قرآن لانا تو بطریق اولیٰ منتفی ہوگیا، اوران حضرات نے خود ہی ایک قرآن بنا لیا کہ حق تعالیٰ تو فرماتے ہیں اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ (کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے) اور یہ اپنے طرز عمل سے کہہ رہے ہیں اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاَمَا رِدِ کَیْفَ خُلِقُوْ (کیا وہ امردوں کو نہیں دیکھتے

کہ کس طرح پیدا کئے گئے) اُنہوں نے درخواست ہی کی تھی مگر اِنہوں نے بدل کر دکھا دیا، گویا در پردہ قرآن مجید کا مقابلہ ہے کہ قرآن میں بھی طریقے قربِ الٰہی کے مذکور نہیں ہیں، ہم نے ایجاد کئے ہیں، غرض قائل ہوئے تو اس کے ہوئے کہ طریقت میں بہت سی حرام چیزیں بھی حلال ہیں۔ اور یہ مسلک نیا نہیں ہے پہلے بھی ان کے ہم خیال لوگ ہوئے ہیں، چنانچہ ایک فرقہ اباحیہ مشہور ہے کہ ان کے نزدیک ہر شے مباح ہے۔

ل البدائع بدیعہ ۵۰ص ۸۰۔

باب۱۰

غیر اختیاری عشق ہو جانے

اور

پاکدامنی اختیار کرنے کی فضیلت

مجاہدہ کے بعد بھی اگر محبوب ومعشوق کی محبت دل سے نہ جائے تو اس میں بھی اجر وثواب ملتا ہے

فائدہ: یہ ازالہ یا امالہ (ختم کرنا یا دوسری طرف مائل کرنا) کی تدبیریں ہیں اگر ان کا اثر مرتب ہونے میں کسی عارض سے تاخیر ہوجائے تو پریشان نہ ہوں اس کوشش میں بھی اجر ملتا ہے جو اصل مقصود ہے حتی کہ اگر اسی میں جان بھی جاتی رہے تو شہادت کا ثواب ملتا ہے جیسا کہ ایک حدیث سے ثابت ہے جس کو مقاصد حسنہ میں خطیب وجعفر سراج وابن مرزبان ودیلمی وطبرانی وخرائطی وبیہقی سے کسی قدر تضعیف کے ساتھ کہ بعد تعدد طرق وہ ضعف شدید نہیں رہتا بایں الفاظ وارد کیا ہے

من عشق فعف فكتم فصبر فمات فهو شهيد۔

جو شخص عاشق ہوا پس پاکدامن رہا اور چھپایا اور صبر کیا پھر مر گیا تو وہ شخص شہید ہے۔[1]

[1] تمییز العشق من الفسق، السنۃ الجلیۃ ص:٦٦۔

غیر اختیاری طور پر کسی سے عشق ہو جائے اور پاکدامنی اختیار کرنے والا شہید ہے

حدیث شریف میں ہے **من عشق فکتم وعف فمات فھو شھید۔**
(یعنی جس کو کسی سے عشق ہو جائے اور وہ اس کا اخفا کرے کسی سے اس کا اظہار نہ کرے اور پاک دامنی اختیار کرے تو وہ شہید ہے)

گو اس حدیث کی سند میں کلام ہو لیکن معنی اس کے صحیح ہیں ممکن ہے راوی نے روایت بالمعنی کی ہو۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عشق میں عفت و کتمان سے کام لیا جائے تو شہید ہوگا کیونکہ حضور نے دق (ٹی بی یا طاعون میں مر جانے والے اور ڈوبنے یا دب کر مر جانے) میں شہادت کی بشارت فرمائی ہے اور عشق تو دق سے بھی زیادہ ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ عشق مجازی مطلوب ہے کہ اس کو لپٹانے اور اختیار کرنے لگو بلکہ اس کی یہ فضیلت ایسی ہے جیسے طاعون میں مرنے والے اور ڈوبنے والے کی فضیلت ہے اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ آگ میں کودنے لگو پانی میں ڈوبنے لگو، بخار چڑھانے لگو، جو ایسا کرے گا اس کو بجائے ثواب کے خودکشی کا عذاب ہوگا جو سخت عذاب ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر اتفاقاً بلاقصد کوئی ڈوب جائے یا جل جائے یا کسی کو دق (ٹی بی) ہو جائے تو اس کی یہ فضیلت ہے یہی مطلب اس حدیث کا ہے[1]

اس حدیث پاک میں دو شرطین بیان کی گئی ہیں ایک عفت جس کے معنی ہیں معاصی سے بچنا اور معاصی کی چند مثالیں میں نے بیان کر دی ہیں جس سے عشق میں

[1] جمال الجلیل ملحقہ جزا و سزا ص: ۳۰۔

بچنا ضروری ہے (یعنی نہ اس کو دیکھنا ہے نہ اختیار سے دل میں خیال لانا ہے نہ اس کی طرف رخ کرنا ہے) دوسری شرط کتمان یعنی عشق کو چھپانا یہ اس واسطے ضروری ہے تا کہ دوسرے کی یعنی محبوب کی بدنامی نہ ہوخصوصاً اگر عورت سے عشق ہو جائے تو وہاں چھپانا بہت ضروری ہے کیونکہ اس صورت میں لوگوں کے گمان بہت دور دور پہنچتے ہیں کہ شاید دونوں میں ملاقات ہوئی ہوگی، پھر اس سے عورت کی بہت بدنامی ہوتی ہے اور کسی کو بلا وجہ بدنام کرنا یا بدنامی کا سبب بننا گناہ ہے[1]

قلت قال فی الدرر المنتثرة لہ طرق من حدیث ابن عباس قلت اخرجہ الحاکم فی تاریخ نیسابور والخطیب فی تاریخ بغداد وابن عساکر فی تاریخ دمشق واخرجہ الخطیب ایضا من حدیث عائشہ بلفظ من عشق فعف ثم مات مات شہیداً، واورد الدیلمی بلا اسناد عن ابی سعید العشق من غیر ریبة کفارة للذنوب ، ۱/۲۰۸[2]

اضطراری عشق میں بھی اجر ملتا ہے

اگر کوئی مصیبت وقمت بغیر اختیار کے پیدا ہو جائے تو اس پر بھی مواخذہ نہ ہوگا نہ قرب میں کمی آئے گی بشرطیکہ اپنے اختیار کو ذرا دخل نہ دے، مثلاً برے برے وسوسے ازخود آنے لگیں یا کسی مخلوق سے اضطراراً عشق ہو جائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا اور یہ نہ کہا جائے گا کہ تم کو بے اختیار وسوسے کیوں آئے اور بے اختیار عشق کیوں ہوا بلکہ اگر اس میں اختیار کو دخل نہ دیا جائے تو عشق مجازی بھی رحمت ہو جاتا ہے اور عشق حقیقی کا وسیلہ بن جاتا ہے غرض عدم اختیار) (یعنی بے اختیاری ہونے) کی صورت میں نقمت بھی نعمت ہے اور جیسے امراض جسمانی میں اجر ملتا ہے کیونکہ ان سے تکلیف ہوتی ہے اسی طرح امراض باطنیہ میں بھی اجر ملتا ہے اگر ان کو بڑھانے کی

[1] المعرق والرحیق ملحقہ جزاوسزاء ص: ۲۲۰ [2] المعرق والرحیق ص: ۲۳۰۔

کوشش نہ کرے بلکہ اس کے ازالہ وامالہ (یعنی اس کو ختم کرنے) کی فکر کرے۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ اگر بے اختیار عشق مجازی کسی میں پیدا ہو جائے تو اس میں گھبرائے نہیں کیونکہ اس درجہ میں وہ بھی کام کی چیز ہے اگر احتیاط رکھے تو وہ عشق حقیقی کا زینہ بن جاتا ہے باقی یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عشق مجازی کو خود لپٹا لو بلکہ اگر لپٹ جائے تو اس سے کام لو۔[1]

عشق غیر اختیاری مطلقاً مذموم نہیں بعض صورتوں میں ترقی کا ذریعہ بن سکتا ہے

حدیث من عشق فعف الخ کی تحقیق وتشریح:

من عشق فعف و کتم فمات مات شهيداً اورده فی المقاصد باسانید متعددة تكلم فی بعضها وقرر بعضها فقال اخرجه الخرائطی والديلمی وغيرهما ولفظه عند بعضهم من عشق فعف فكتم فصبر فمات فهو شهيد وله طرق عند البيهقی۔

ترجمہ حدیث: جو شخص (کسی پر بلا اختیار) عاشق ہو جائے پھر عفیف رہے (یعنی پاک دامن رہے اور اپنے کو بچالے) اور پوشیدہ رکھے پھر مر جائے وہ شہید مرے گا اور بعض حدیثوں میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ جو شخص عاشق ہو جائے پھر عفیف رہے اور پوشیدہ رکھے اور صبر کرے پھر مر جائے تو وہ شہید ہوتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں دو مسئلے ہیں پہلا یہ کہ عشق غیر اختیاری مطلقاً مذموم نہیں۔ جیسا کہ بعض خشک مزاج اس کو عیوب میں سے اور عاشق کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں

[1] المعرق والرحیق ملحقہ جزاوسزا،ص:۲۱۷۔

اور مذموم کیسے ہوسکتا ہے جب کہ یہ شہادت تک پہنچا تا ہے اس طرح سے کہ کسی فعل کو اس میں دخل نہیں اور ایسی چیز جو کسی کے فعل کے دخل بغیر شہادت تک پہنچاوے مذموم نہیں ہوسکتی اور شہادت وصول الی اللہ کا فرد اعظم ہے۔ پس شہادت کا سبب بن جانا وصول الی اللہ کا سبب بن جاتا ہے۔

دوسرا مسئلہ: دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس عشق کے محمود اور موصل الی المقصد (یعنی اس عشق سے ترقی اور مقصود حقیقی تک رسائی اور شہادت کا درجہ حاصل) ہونے کی شرط عاشق کا عفیف (پاک دامن) رہنا اور اس کا اخفاء اور صبر کرنا ہے اور ان سب کا حاصل یہ ہے کہ ہوائے نفسانی (خواہش نفس) کا تارک رہے اسی کی تفصیل میں محققین نے تصریح کی ہے کہ عشق مجازی کا عشق حقیقی کی طرف موصل ہونا اس شرط سے مشروط ہے (یعنی اس غیر اختیاری عشق کے اللہ تک رسائی اور شہادت کا درجہ حاصل ہونے کی شرط یہ ہے کہ) معشوق مجازی کی طرف بالکل التفات نہ کرے نہ اس کی طرف نظر کرے نہ اس کا کلام سنے حتی کہ اس کی طرف قلب سے بھی توجہ نہ کرے، اس کا تصور دل میں نہ لاوے۔

اس شرط کا حاصل عفاف (یعنی پاک دامن رہنا) ہے باقی کتمان وصبر (یعنی اپنے عشق کا کسی سے تذکرہ نہ کرے اور چھپانے اور صبر کرنے کی شرط) یہ تخصیص بعد تعمیم ہے کیونکہ منجملہ عفاف کے یہ بھی ہے کہ محبوب کو رسوا نہ کرے جیسا کہ ایک حدیث میں منجملہ حقوق عباد کے اعراض (یعنی بندوں کے حقوق میں اعراض) یعنی دوسروں کی آبرو کی حفاظت کو بھی فرمایا ہے اور کتمان یہی ہے۔

اور نیز منجملہ عفاف کے یہ بھی ہے کہ تکلیف کی شکایت نہ کرے فزع نہ کرے اور صبر یہی ہے اور یہ بے صبری بھی ناجائز اور عفاف (پاکدامنی) کے خلاف ہے اور قاموس میں عفت کے معنی لکھے ہیں کہ ''عف کے معنی ہیں ہر ایسی بات سے رکا جو حلال نہیں اور زیبا نہیں''، صریح ہے عفاف کے معنی کے عام ہونے میں جس کا اوپر تقریر میں دعویٰ کیا گیا۔

[1] بوادر النوادر نادرۃ ۳۵ ص: ۴۰۹۔

مسئلہ کی حقیقت صرف اتنی ہے

بڑی غلط فہمی کا ازالہ

بعض نادانوں نے سمجھا کہ جب تک کسی رنڈی کسی لونڈی کو قبلہ توجہ نہ بنایا جاوے اس وقت تک عشق حقیقی نہ میسر ہوگا یہ بڑی غلطی اور سخت کم فہمی ہے میں اس کا مطلب عرض کرتا ہوں، بات یہ ہے کہ اصلی مقصود طالب کا تو یہ ہے کہ جملہ تعلقات قطع کر کے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ ہو تو اس کے دو جز ہیں، مخلوق سے تعلقات قطع کرنا، اس کو تو اصطلاح میں فصل کہتے ہیں اور دوسری طرف (یعنی اللہ سے) تعلق پیدا ہونا، اس کو وصل، یعنی فصل و وصل کہتے ہیں، اور یہ تعلقات ہی فاصل وحاجب بن رہے ہیں اگر یہ درمیان سے اٹھ جاویں تو وصل ہی وصل ہے۔

اصل مقصود انقطاع عما سوی اللہ (یعنی تمام تعلقات سے یکسو ہو کر اللہ سے تعلق قائم کرنا) ہے جب یہ ہو جاوے تو قصہ سہل ہے اور اس انقطاع کی تحصیل کے لئے بزرگوں نے مختلف معالجے اور تدبیریں فرمائی ہیں۔

مقصود ایک ہی ہے صرف طرق مختلف ہیں ان میں سے ایک طریق تو ہے کہ جس جس مخلوق سے تعلق ہو اور جو جو مرض ہو اس کو قلب سے ایک ایک کر کے زائل کر دیا جاوے چنانچہ متقدمین کا یہی طریق تھا، لیکن اس طریق کے اندر سخت مشقت تھی اس لئے کہ مثلاً کسی شخص کو دس چیزوں سے تعلق ہے مکان سے، باغ سے، اولاد وغیرہ سے، اور دس ہی اس کو مرض ہیں کینہ حسد تکبر وغیرہ تو سب کا بالتفصیل علیحدہ علیحدہ معالجہ کیا جاوے اس کے لئے عمر نوح چاہئے اور پھر بھی بیخ کنی ان امراض کی نہ ہوگی اس مشقت کو دیکھ کر بالہام حق پچھلے بزرگوں نے ایک طریق ایجاد کیا ہے، جیسے طبیب مشفق کی شان ہوتی ہے کہ مریض اگر کڑوی دوا سے ناک منہ چڑھاتا ہے تو وہ

اس کو کسی اچھی تدبیر سے کھلا دیتا ہے یا بدل دیتا ہے ایسے ہی انہوں نے دیکھا کہ مثلاً ایک شخص کو ایک ہزار چیزوں سے تعلق ہے تو اگر ایک ایک شئے سے تعلق چھڑایا جاوے تو بہت مدت صرف ہوگی کوئی تدبیر ایسی ہونی چاہئے کہ ایک دم سے سب کا خاتمہ ہو جائے جیسے کسی مکان میں کوڑا بہت ہو تو اس کی صفائی کا ایک طریق یہ ہے کہ ایک ایک تنکا لیا اور پھینک دیا اسی طرح سب تنکے اور کوڑا مکان سے باہر پھینک دیا جاوے اس میں تو بڑا وقت صرف ہوگا، اور ایک طریق یہ ہے کہ جھاڑو لے کر تمام تنکوں کو ایک جگہ جمع کر کے پھینک دیا تو ایسے ہی یہاں بھی کوئی جھاڑو ہونا چاہئے کہ سب تعلقات کو سمیٹ کر ایک جگہ کر دیوے پھر اس ایک کا ازالہ کر دیا جاوے چنانچہ ان کی سمجھ میں آیا کہ عشق ایک ایسی شئے ہے کہ سب چیزوں کو پھونک کر خود ہی رہ جاتا ہے چنانچہ اگر کوئی کسی کسبی (رنڈی فاحشہ) وغیرہ پر عاشق ہو جاتا ہے تو مال بیوی بچے باغ مکان حتیٰ کہ اپنی جان تک اس کے واسطے ضائع کر دیتا ہے۔

اس لئے ان بزرگوں نے تجویز کیا کہ طالب کے اندر عشق پیدا کرنا چاہئے خواہ کسی شئے کا ہو اس واسطے وہ اول دریافت کرتے تھے کہ کسی پر عاشق بھی ہو؟ پس معلوم ہوا اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ آدمی ہی کا عشق ہو بھینس کا عشق بھی اس کے لئے کافی ہے اس لئے کہ مقصود تو یہ ہے کہ تمام اشیاء سے توجہ منصرف ہو کر ایک طرف ہو جاوے تا کہ پھر اس کا امالہ (مائل کرنا) عشق حقیقی کی طرف سہل ہو جاوے۔

پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اس کے لئے کسی عورت یا لڑکے کا عشق ضروری نہیں ہے بلکہ اس میں سخت خطرہ ہے کہ اس لونڈے یا عورت ہی میں نہ رہ جاوے اور مقصود اصلی سے محروم رہے، اس لئے قصداً ہرگز اس کو اختیار کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر اضطراراً بلا قصد اس میں ابتلا کسی کو ہو جائے تو وہ بھی وصول کے لئے خاص شرائط کے ساتھ بعض اوقات ذریعہ ہو جاتا ہے۔

عاشقی گرزیں سرو گرزاں سرست
عاقبت مارابداں شہ رہبراست

مگراس کی چند شرطیں ہیں اول تو یہ ہے کہ اس کے پاس نہ رہے، اس کو نہ دیکھے، نہ کلام کرے، نہ اس کی آواز سنے، حتی الوسع دل سے بھی اس کو زائل کرنے کی فکر کرے، غرض حتی الامکان اس سے بچے اگر چہ اس طرح کرنا نفس کو بے حد شاق ہوگا لیکن ہمت نہ توڑے اور دل کو مضبوط کر کے اس پر عمل کرے، چند روز کے بعد ایسا کرنے سے اس کے قلب میں ایک سوزش پیدا ہوگی اور نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ جاہ مال اولا دسب کی محبت جاتی رہے گی، اب اس میں مادہ تو محبت کا پیدا ہو چکا ہے شیخ کامل اس کو مائل الی الحق کر دے گا، اس صورت سے عشق مجازی وصول الی الحق کا ذریعہ بن جاوے گا اور اگر اس محبوب سے جدا نہ ہوا بلکہ اس سے اختلاط رکھا، ہم کلام ہم نشین ہوا، تو پھر اسی بلا میں پھنسا رہے گا اور کسی دن بھی اس کو اس سے خلاصی نہ ہوگی۔

غرض اس مسئلہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خوب نظر بازی کریں مزے اڑائیں اور سمجھیں کہ ہم صوفی ہیں ہم کو سب حلال ہے اور یہ فعل ہمارے قرب کا واسطہ ہے، استغفر اللہ قرب سے اس کو کیا واسطہ یہ تو بہت بعید کر دینے والا ہے بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گناہ اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔[1]

عشق مجازی عشق حقیقی اور ترقی کا زینہ کیسے بنتا ہے

مشائخ نے جس عشق مجازی کو عشق حقیقی کا زینہ کہا ہے وہ وہ ہے جس کا نہ حدوث اختیاری ہے نہ بقا اختیاری ہے یعنی نہ اس کو اختیار سے پیدا کیا گیا نہ اختیار سے باقی رکھا گیا ہے کہ نہ تو محبوب کے دیکھنے کو جاتا ہے نہ اس کی آواز سننے کا قصد کرتا ہے

[1] غض البصر ملحقہ اصلاح ظاہر ص۲۴۴ تا ۲۴۹۔

نہ سامنے آنے جانے پر قصداً نظر کرتا ہے نہ ارادہ سے اس کا خیال لاتا ہے اگر ایسا کرے تو انشاء اللہ بہت جلد حق تعالیٰ کا عشق اس کے قلب میں جوش زن وموج زن ہوگا اور یہ بھی نہ ہوا تو یہ شخص بڑا مجاہد ہوگا مجاہد بھی واصل ہے اور ایک حدیث میں اس کو شہید کہا گیا ہے[1]

عشق مجازی کو عشق حقیقی کی طرف مائل کرنے کی تدبیر

اگر ایسا اتفاق ہو کہ عشق مجازی میں بلا قصد مبتلا ہو جائے تو:

اول: عفت و پارسائی اختیار کرے یعنی کوئی امر خلاف شرع اس کے ساتھ نہ کرے حتی کہ اس کو قصداً نہ دیکھے نہ اس سے باتیں کرے نہ اس کی باتیں کرے نہ دل میں اس کا قصداً خیال کرے کیونکہ مخالفت شرع عشق حقیقی (یعنی عشق خداوندی) کے منافی ہے اور منافی کے رہتے ہوئے کب امید ہے کہ عشق حقیقی حاصل ہو۔

دوسرے اس سے ظاہراً دوری اختیار کرے کہ اتفاقاً ومفاجاۃً بھی اس پر نظر نہ پڑے نہ اس کی آواز کان میں پہنچے تا کہ اس کے قلب میں سوز وگداز پیدا ہو اور اگر قصداً یا بغتۃً واتفاقاً اس سے متمتع رہا تو عمر بھر اسی شغل میں رہے گا کبھی نوبت نہ آئے گی کہ ادھر سے مطلوب حقیقی کی طرف توجہ ہو۔

تیسرے یہ کہ خلوت وجلوت میں یہ سوچا کرے کہ اس شخص کا کمال یا حسن وجمال کہاں سے آیا اور کس نے عطا کیا جب موصوف مجازی کی یہ دلربائی ہے تو موصوف حقیقی کی کیا شان ہوگی بقول شخصے۔ ع چہ باشد آں نگار خود کہ بند د ایں نگار ہا

اس سے اس کا عشق مخلوق سے خالق کی طرف مائل ہو جائے گا یہی معنی ہیں اس قول کے کہ شیخ کامل عشق مجازی کا ازالہ نہیں کرتا امالہ کر دیتا ہے جس طرح انجن گرم ہو مگر الٹا چلتا ہو تو قطع مسافت کرنے والے کو مناسب نہیں کہ اس کو بجھاوے بلکہ آگ تو روشن رکھنا

[1] المعرق والرحیق ملحقہ جزا وسزا، ص: ۲۲۰۔

چاہئے اور اس کی کل پھیر کر سیدھا چلا دیا جائے، اور بعض مشائخ نے جو بعض طالبین کو قصداً عشق مجازی پیدا کرنے کا مشورہ دیا ہے مراد اس سے عشق حلال ہے نہ حرام، کیونکہ معصیت تو موصل الی اللہ ہو ہی نہیں سکتی، اور جو اس مشورہ سے غرض ہے وہ عشق حلال سے بھی حاصل ہے کیونکہ عشق میں گو وہ مجازی ہو یہ خاصیت ضرور ہے کہ اس سے قلب میں سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے اور اس میں باقی تعلقات قلب سے دفع ہو جاتے ہیں اور خیال میں یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے اب صرف ایک کام باقی رہ جاتا ہے کہ اس تعلق کو حق تعالیٰ کی طرف پھیر دیا جائے تو بہت آسانی سے قلب خالی ہو جاتا ہے جیسے گھر میں جھاڑو دے کر تمام خس و خاشاک ایک جگہ جمع کر لیتے ہیں پھر ٹوکرے میں اٹھا کر باہر ایک دم سے پھینک دیتے ہیں یہ ظاہر ہے کہ اگر ایک ایک تنکا گھر سے اٹھا اٹھا کر باہر پھینکا جائے تو مدت طویل صرف ہو اور پھر بھی اس قدر صفائی نہ ہو غرض مقصود اصلی ترک تعلقات یا قلب میں رقت و سوز و گداز پیدا کرانا ہے اگر اور طریق سے حاصل ہو جائے تو بھی کافی ہے بعض نے اس طریق مجازی کو اختیار کرایا مگر چونکہ اس زمانہ میں اس طریق کے اندر خطرہ شدید ہے کیونکہ نفوس میں شہوت پرستی و لذت جوئی زیادہ ہے اس لیے قصداً ایسے طریق کا بتلانا جائز نہیں ہاں اگر اتفاقاً مبتلا ہو جائے تو بطریق مذکورہ بالا اس کا امالہ عشق حقیقی کی طرف کر دینا چاہئے اور طریقوں کا بدلہ جانا زمانہ کے بدل جانے سے کوئی امر عجیب نہیں یہ طریقہ حضرت مرشد علیہ الرحمۃ کا ارشاد فرمایا ہوا ہے۔[1]

---

[1] التکشف ص ۱۴۴، تمییز العشق من الفسق ص: ۱۶۵

عشق مجازی سے عشق حقیقی کیسے حاصل ہوجاتا ہے

اور یہ جو مشہور ہے کہ بدون عشق مجازی کے عشق حقیقی حاصل نہیں ہوتا۔
اول تو یہ قاعدہ کلیہ نہیں دوسرے عشق حلال موقع پر بھی ہوسکتا ہے صرف نکتہ اس قاعدہ میں یہ ہے کہ عشق مجازی سے قلب کے تعلقات متفرقہ قطع ہوجاتے ہیں اور نفس ذلیل ہوجاتا ہے اب صرف ایک بلا کو دفع کرنا رہ جاتا ہے اس کے دفع کرتے ہی کام بن گیا سو یہ غرض تو اولاد، بی بی، گائے، بھینس، ہر چیز کی زیادہ محبت کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے، غیر عورت یا امرد کی کیا تخصیص ہے اور اگر اتفاقاً بلا اختیار کہیں دل پھنس ہی گیا تو اس وقت مجازی سے حقیقی حاصل ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ محبوب اور محبّ میں دوری ہو ورنہ وصل وقرب میں تمام عمر اسی میں مبتلا رہے گا۔
حظوظ نفسانیہ اور لذات شہوانیہ حاصل کرنے کے لیے بزرگوں کے اقوال کو آڑ بنا رکھا ہے اور دل کا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے اور خود ان سے بھی پوشیدہ نہیں انصاف اور حق پرستی ہو تو سب کچھ امید ہے۔

حقیقت عشق مجازی جو قنطرۂ حقیقت ہے

حال : کیونکہ حضرت جب عشق ہوجاتا ہے تو تمام عیبوں کی اصلاح ہوجاتی ہے جب سے اس عورت سے محبت کا مزہ معلوم ہوا ہے جس سے میں نکاح کرنے والا تھا اور نکاح نہیں کیا تب سے یہ تمنا ہے کہ خدا پاک کا عشق خدا کرے مجھ کو جلد نصیب ہوجائے اور انشاء اللہ آقائے کریم سے امید قوی ہے کہ عطا ہوگا کیونکہ اب اس عورت کی ذات سے تو محبت باقی نہ رہی، جب سے تعلق قصداً قطع کردیا اور مصلحت کی وجہ سے نکاح کرنے کا ارادہ ملتوی کردیا، لیکن محبت اور عشق کا مزہ اور لذت معلوم

ہوگئی ہے، جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میرے آقاء کریم نے مجھ کو مثال کے طور پر بتلا دیا ہے کہ محبت ایسی ہوتی ہے اور محبوب کے ساتھ اس طرح برتاؤ ہوتا ہے جیسا کہ بعض مرتبہ استاذ کسی اپنے غبی شاگرد کو محض شفقت سے طرح طرح کی مثالیں دے کر کسی خاص مضمون کو سمجھایا کرتا ہے۔ حضرت یہ بھی اللہ پاک کا میرے حال پر کرم بے انتہا ہے کہاں تک میاں کا احسان اور عنایات کا ذکر کروں۔

تحقیق: یہی حقیقت ہے مجاز کے قنطرۂ حقیقت ہونے کی، مبارک ہو[1]

[1] تربیت السالک ص:۲۹۱۔